سلسلہ مطبوعات طاق بستان آرہ

نمبر ۲

آسٹریا کے مشہور ماہر نفسیات

سگمنڈ فریوڈ کی کتاب "تعبیرات خواب" کی تلخیص

مرتبہ

عبدالمالک آروی

طاق لبستان

صوبۂ بہار (آرہ) کا ایک ادارۂ نشر و تالیف ہے
اس کا اہم مقصد یہ ہے کہ اُردو زبان میں مختلف علوم و فنون
کے متعلق کم سے کم قیمت پر کتابیں پیش کرے، غیر ملکی
زبانوں سے مفید علمی، ادبی، تاریخی کتابوں کا ترجمہ کرے، بہار
میں تاریخ و ادب، مذہب و تصوف پر بہت سی کتابیں لکھی
گئیں، جنکے نام صرف تذکرہ اور تاریخ کی کتابوں میں ملتے ہیں
ادارہ ان کتابوں کو اپنی سعی و اہتمام سے شایع کرے گا۔

ادارہ کی رُکنیت قبول فرمائیے، اراکین سے کوئی فیس
نہیں لی جاتی بلکہ قیمت میں خاص رعایت کی جاتی ہے، شرط
صرف اِسی قدر ہے کہ ادارہ جو کتاب شایع کرے وہ خرید لی جائے

معتمد اعزازی

طاق لبستان ملکی محلہ۔ آرہ

پیش لفظ

از

(ادیب عصر حضرت علامہ نیاز فتحپوری مدظلہٗ)

مولانا عبدالمالک آروی باوجود اس کے کہ وہ خود عملی انسان ہیں
ﺼﮧ سے اس ادھیڑبن میں لگے ہوئے ہیں کہ "خواب" کیا ہے اور
ں کا تعلق ہماری حواس ظاہری کی دنیا سے اگر ہے تو کس طرح کا'
ان کی اس الجھن کا علم مجھے اوّل اوّل اس وقت ہوا جب ۱۹۲۹ء
ر رسالہ "جن" جاری کیا گیا اور انہوں نے ایک بسیط مقالہ اس
ضوع پر تحریر کرکے میرے پاس بھیجا' یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا
صوف سے اور مجھ سے کوئی بات "دو بدو" نہ ہوئی تھی' بلکہ میں صرف
ن کی تحریروں سے ان کے سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا' اس کے کئی
سال بعد جب آرہ میں ان سے ملنے اور باتیں کرنے کی عزت میں نے
حاصل کی' تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کیا ہیں اور کیوں اتنا مابعدالطبیعاتی شغف
رکھتے ہیں۔

ہر چند مجھے مولانا کی زندگی کا کوئی علم حاصل نہیں (حالانکہ مجھے
س کے حاصل کرنے کی تمنا ضرور رہی) تاہم ان سے ملنے کے بعد دو
باتیں از روئے "کشف" ضرور مجھ پر روشن ہوگئیں' ایک یہ کہ قدرت

طرف سے جو دماغی یا ذہنی اہلیت وہ لیکر آئے تھے، اس کے لحاظ سے
کا ماحول سازگار ثابت نہ ہوا، اور دوسرے یہ کہ حوادث نے ان کی
رگی کو ایک خاص قسم کے "مذہبی تشاؤم" میں مبتلا کر رکھا ہے،

انسان کا ذہین پیدا ہونا خدا کی بڑی دین ہے، لیکن کبھی کبھی یہی
ری انعام سخت اُلجھنوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور "نفس مطمئنہ" کی حدود تک
ہنے سے قبل معلوم نہیں کتنی بار دامن کانٹوں میں الجھتا ہے، اور کتنا تارتار
جاتا ہے۔

ہوسکتا ہے عبدالمالک صاحب خارزارِ ہستی کی یہ تمام وادیاں طے
نے کے بعد اس نقطہ تک پہنچ گئے ہوں جہاں "غبار شوق" سے "کعبۂ دل"
طرح ڈالی جاتی ہے، اور "گردِ راہ" اڑا کر "رنگ منزل" پیدا کیا جاتا ہے
ن مجھے اس کا یقین نہیں، کیونکہ یہ یقین کر کے ان کو ہاتھ سے نکل جاتے ہوئے
نا مجھے گوارا نہیں،

اس میں شک نہیں عبدالمالک صاحب اپنے خاندان، اپنی تعلیم و
بیت اور اپنے ماحول کے لحاظ سے پورے مولوی ہیں، لیکن باوجود اسکے
ان سے محبت ہے، خاص لگاؤ ہے، کیونکہ وہ "نامسلمانی سے" نفرت
ں کرتے، بلکہ اگر کوئی مجھ سا کافر انہیں مل جائے، تو وہ محبت بھی کرنے
ہیں پھر مجھے چونکہ ابتداء عمر سے اس قوم سے واسطہ پڑا ہے اور میں
ن کے "شیوہ و انداز" سے پوری طرح واقف ہوں، اس لئے میں سمجھتا
ں کہ عبدالمالک صاحب میں باوجود مولوی ہونے کے کتنی زبردست

صلاحیت "نا مولوی"، ہونے کی پائی جاتی ہے، اور معلوم نہیں میں اُن کی
ن خصوصیت سے کیا کیا توقعات رکھتا ہوں،

عبدالمالک صاحب مذہباً مقلد ہوں یا کچھ اور[1] لیکن فکراً وطبعاً وہ
ست آزاد خیال واقع ہوئے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں، جن کے
زدیک ایک مقولہ کی صداقت کا معیار یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ بہت پُرانا ہے
لکہ وہ ہر مسئلہ کو خود اپنی قوت فہم سے سمجھنا چاہتے ہیں، اور معقول وغیر
معقول (یعنی منقول) ہر قسم کے لٹریچر کی چھان بین کر ڈالتے ہیں چنانچہ آپ
یکھیں گے کہ اس تصنیف میں بھی انہوں نے کتنی محنت شاقہ سے کام لیا
ہے اور چونکہ وہ علوم مشرق و مغرب دونوں سے پُورا استفادہ کر سکتے
ہیں اس لئے "ذوالریاستین" ہونے کی حیثیت سے کوئی زاویہ نگاہ
س مسئلہ میں ایسا نہیں ہے جس سے اُنہوں نے بحث نہ کی ہو۔

خواب کا مسئلہ ابتدائے آفرینش سے اِنسان کے متخیلہ پر کار فرما رہا ہے
ور کوئی زمانہ کسی قوم پر ایسا نہیں گزرا، کہ اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کی
گئی ہو، لیکن اس کے لاینحل ہونے کا ثبوت یہ ہے، کہ عہد حاضر میں بھی
(حالانکہ یہ "حقائق ریاضیات" کا عہد کہلاتا ہے) کوئی فیصلہ کن تحقیق اس باب
میں پیش نہیں کی گئی۔ اس کی ابتدائی اہمیت تو یہ تھی کہ اسے بعض اقوام

---

[1] میرے والد مرحوم اور آپ کے اساتذہ و مرشدین حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب رح محدث و منطقی (غازیپوری) اور حضرت شاہ عین الحق صاحب نور اللہ مرقدہ (پھلواروی) اور خود فقیر کے استاد مکرم مولانا نور الدین صاحب آروی "غیر مقلد" (اہلحدیث) تھے۔ (ع - م)

نے "پیام ربانی" سمجھا، اور اب اس کی انتہائی عظمت اس اعتراف سے
ظاہر ہے کہ "ما عرفناک حق معرفتک"۔

اس تصنیف میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے، وہ اس قدر وسیع
اور متنوع ہیں کہ اب ان میں، کسی اضافہ کی گنجائش باقی نہیں، اور فاضل
مصنف نے جس اہتمام و کاوش اور حسن و جامعیت کے ساتھ قدیم و جدید
مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی۔

مجھے یقین ہے کہ ملک اس تصنیف کی قدر کرے گا اور مولانا عبدالمالک
کو موقعہ دے گا کہ وہ اپنی تحقیقات علمیہ کو (جو ان کا فطری ذوق ہے) بدستور
جاری رکھیں، اور جس طرح آج انہوں نے انسان کے "سوئے ہوئے" پہلو
سے بحث کی ہے کل اس کی بیداری کے افسانے سنائیں،

نیاز

سگمنڈ فرایوڈ کے حالاتِ زندگی

اب جبکہ نازیوں کے قول کے مطابق "وائنا" نے نسلی امتیاز کی طرف
عنانِ التفات مبذول کی جمہوری حکومتوں کے ساحل پر پناہ گزینوں کی ایک
اور موج ٹکرا رہی ہے۔ انہیں میں پروفیسر سگمنڈ فرایوڈ ہے، جو عہد حاضر کا بہترین
مفکر اور تحلیل نفسیات کا بانی ہے، اس کی ساری زندگی وائنا میں بسر ہوئی تقریباً
تیس ۳۰ سال سے جو دورِ قدیم یعنی وائنا کی عظمت و جلال سمجھا جاتا تھا اب خس و
خاشاک کے ایک گٹھر کی طرح ضعیف انسان بنکر رہ گیا ہے، اس وقت
اس کی عمر ۸۲ سال کی ہے، اور برطانیہ کے خموش اور پرسکون فضا میں اپنی
شام زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔

گذشتہ مارچ میں وائنا پر دہشت انگیزی کا تسلط ہوا، فرایوڈ کا
پاسپورٹ اس سے لے لیا گیا، اس کی ذاتی دولت پر قبضہ کر لیا گیا، اور
اس کے دار الاشاعت کی کتابوں کا سارا ذخیرہ برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کو اپنے
مکتبہ اور یونانی و مصری آثار قدیمہ کے ساتھ اپنے قدیم مکان "وایرنجر سٹریسی"
(Waehringerstrasse) کے میدان میں جہاں چالیس سال تک
وہ سکونت پذیر رہ چکا تھا، قیام کرنے کی اجازت دی گئی۔ ہفتوں کے وقت
طلب اور پرخوص نامہ و پیام کے بعد گزشتہ جون کی ابتدا میں یہ خبر آئی کہ
فرایوڈ کو رہائی ہوگئی اور وہ صحیح و سالم لندن آرہا ہے۔

جیسے ہی وہ وکٹوریہ اسٹیشن پر اترا اس کے کنبہ نے اسکو "سینٹ جان ووڈ"

میں ایک سُرخ اینٹ کے قدیم عافیت دہ مکان میں اتارا یہاں وہ اور اس کی بیوی اپنی ایک بیاہی لڑکی کے ساتھ مقیم ہیں یہاں تک کہ کوئی مستقل قیامگاہ دستیاب ہو جائے، فی الحال اس کا سامان، اس کی عظیم الشان لائبریری، اور آثار قدیمہ کے متعلق اس کا مشہور ذخیرہ بندھے رکھے ہیں، اور اسی طرح بندھے رہیں گے، جب تک کوئی مستقل مسکن نہ ملجائے اس کی لڑکی ''انّا'' جو اُس کی علمی زندگی کی خاص شریک کار ہے، اس کا لڑکا مارٹن جو وائنا میں اسکے دارالاشاعت کی نگرانی کیا کرتا تھا اس کے کنبہ بقیہ افراد اور وائنا کے اس کے خاص معاونین یا تو اس کے ساتھ ہیں یا سینٹ جان ووڈ کے قرب میں ٹھہرے ہوئے ہیں فرائیڈ کے فلسفہ تحلیل نفسیات کا مرکز جسمانی طور پر وائنا سے بدلکر لندن میں آگیا ہے، بے شمار لوگ اس کے پاس آرہے ہیں، ان میں وائنا کے قدیم باشندے ہیں جو اس کی طرح جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں بہت سے سائنسداں ہیں جو اس نئے مسکن میں اس کی صحت، خوشی، اور اطمینان کے آرزومند ہیں، رایل سوسائٹی نے جو ۱۹۳۶ء میں اس کو اس کی اسّی سالگرہ کے موقعہ پر اپنی جمعیت کا غیر ملکی رکن بنا چکی ہے، اس کی شاہانہ عزت افزائی کی، اور تین سالہ چارٹر کی کتاب دستخط کے لئے ''سینٹ جان ووڈ'' میں اُسکے پاس بھیجی، اور حکومت نے اس کے خیر مقدم کے سلسلہ میں اس کو برطانوی قومیت عطا کر کے اپنی سرکاری مہر ثبت کی۔

۶۵ - سال قبل فرائیڈ جیسے متعلم طب نے گوئٹے کی اس نظم کا مطالعہ کیا جو فطرت پر ہے، فلسفہ تحلیل نفسی میں شوپنہار، اور نٹشے (Nietzsche)

بڑی حد تک اس کے ہم آہنگ نظر آتے ہیں، اس کی زندگی کی ترکیب
بعض جرمن عناصر سے ہوئی ہے، تقریباً دس سال سے کمتر زمانہ گزرا کہ
"ٹامس مین" نے جو عہد حاضر کے تمام جرمن ناول نگاروں میں سب سے بڑا
سمجھا جاتا ہے، اس کو جرمن ارباب قلم کی طرف سے سلام پہنچایا اور اس کی
لڑکی "انا" کی جو اس کے قایم مقام کی حیثیت سے موجود تھی، مقام فرینکفارٹ
کے "ریتھاس" میں شہر کی طرف سے پذیرائی کی گئی، یہ وہ تقریب تھی جبکہ
سنہ ۱۹۳۰ء میں "گوئٹے کا انعام" فرایڈ کو عطا کیا گیا تھا تقریباً بارہ سال قبل
اس کے وطن وائنا نے اس کو اپنی آزادی بخشی لیکن پھر اسی وطن کی فضا میں
اس کا سانس لینا دوبھر ہو گیا اور محض اس وجہ سے کہ نسلاً وہ اس سرزمین کی
پیداوار نہ تھا اس کو اس قابل رحم اژدحام کی نذر کر دیا گیا جو جلاوطنی کی
مصیبت میں جمہوریت کے دروازوں پر دستکیں دے رہا ہے، کلیر پرایس
(Clair-price) نے جب اس کی ہمدردی میں چند کلمات کہے، تو اس
معصومانہ اور غیر جذباتی رنگ میں اُس نے جواب دیا گویا مخالفین کا شکوہ اس کے
سلسلہ میں نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ کسی دوسرے فرد کے بارہ میں بحث و تمحیص
ہو رہی ہے، لیکن جب دہشت انگیزی اور بربریت کی ہنگامہ زائیوں پر
تبصرہ کیا گیا اور اس کا وطن اب موضوع بحث ہوا، تو وہ اپنی کرسی پر آگے کی
طرف جھک گیا اور زور دیکر بولا، "وائنا میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ
جنگ ہے اور جنگ کے اندر ہمیشہ بربریت ہی ہوا کرتی ہے، جنگ وائنا
میں ہو یا کسی اور ملک میں انجام یکساں ہوا کرتا ہے، لیکن اہل وائنا کے متعلق

یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی روش کے بغیر مشتبہ دارو پیش کئے ہیں بالکل غلط ہے۔ وائنا کے باشندے بدلے نہیں ہیں وہ ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے، ہم نے ۴۴ سال تک اسی وائنا کی سرزمین میں زندگی کے دن گزارے اور قبل اس کے کہ ہم رخت سفر باندھیں ہمارے بہت سے قدیم پڑوسی ہم سے ملنے اور اظہار ہمدردی کرنے آئے وائنا والے کبھی بدلتے نہیں۔"

برطانیہ کے متعلق اس نے بہت سی باتیں بتائیں، وہ یہاں اپنے ایام طفولیت میں آچکا تھا، مانچسٹر میں وہ گیا تھا، یہاں وہ اپنے دو سوتیلے بھائیوں سے ملا تھا جو روئی کی تجارت کرتے تھے، لندن میں اس کو صرف ایک ہی دن ٹھیرنے کا موقعہ ملا تھا اور قیام لندن کی چند ساعتوں کے متعلق اس نے مسکراتے ہوئے کہا "کیا آپ خیال کر سکتے ہیں کہ یہ ساعتیں میں نے کہاں صرف کیں" ؟ ایک گہرے تبسم کے ساتھ جیسے وہ اپنی ذات سے مزاح کر رہا ہو اس نے کہا "متحف بریطانیہ کے دارالمطالعہ میں" ساٹھ سال کے بعد اس "قبۂ تحقیق و اکتشاف" کے نیچے ایک دن سانس لینا جہاں سے نکلکر بہتیرے آدمیوں نے دنیا کے خیالات پر اثر آفرینی کی، آج بھی اس کو مسرت انگیز معلوم ہو رہا تھا۔

فرائیڈ کے ٹیبل کے پیچھے مٹی کی چھوٹی چھوٹی مورتوں کی قطار رکھی تھی، یہ قدیم بت تراشی کے نمونے تھے جو یونان کی شہزادی جارج نے ہدیتًا اسکو پیش کئے تھے، جبکہ وہ پہلے پہل لندن میں وارد ہوا تھا شہزادی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کو بمنزلہ ان یونانی اور مصری آثار قدیمہ کے سمجھے جنہیں فرائیڈ نے جمع کیا تھا، وائنا میں فرائیڈ کے دارالمطالعہ میں یہ آثار بکھرے ہوئے رہتے تھے،

مقالہ نگار جب گیا تو فریوڈ نے ان مٹی کی مورتوں میں سے ایک چھ انچ کی مورت تھوڑی دیر کے لئے اپنی ران پر رکھی، اور اس طور پر اس کو تکتا رہا گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے ایسا نہ ہو کہ گر کر فنا ہو جائے، اور اس کے بعد اُس نے نہایت احتیاط سے اس کو اُٹھا کر بلا ایک لفظ بولے ٹیبل پر رکھدیا، اس طور سے گویا وہ یورپ کی موجودہ غمناک فضا سے بلند تر ہو چکا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرار دماغ کے کسی بعید ترین نشاط آفرین جگ میں وہ لطف اُٹھا رہا ہے

وائنا کے ایک نوجوان جنگ جو ماہر علم اعصاب (Neurologist) کی حیثیت سے جیسا کہ اس کے عہد کے بہت سے آدمیوں نے کیا فریوڈ نے اس اعتقاد کی تبلیغ کی کہ دماغی خرابی کے مسایل کا حل وعقد خود دماغ کے مطالعہ سے نہیں بلکہ مغز (سر) اور نظام اعصابی کے مطالعہ سے ہوسکتا ہے اس کا عقیدہ تھا کہ غیر شعوری کے لئے غیر طبعی ہونا ضروری ہے لیکن تنویم کے ذریعہ ہسٹریا کے ایک کامیاب علاج نے اس کا خیال غیر شعوری دماغ کی طرف منعطف کر دیا اس کا یہ نظریہ کہ "دماغ تہہ بتہہ ہے" ایک جدید تحقیق کا سنگ بنیاد ثابت ہوا، اسی کے ذریعہ فریوڈ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دماغی خرابی میں دماغ کے اندر معرکے اور رکاوٹیں ہوا کرتی ہیں، اگلے چالیس سال سے وہ اسی مطالعہ میں بسر کر رہا ہے، کہ غیر شعوری دماغ کی تاریکیوں میں کون سے نظام برسر عمل ہیں'۔

مقالہ نگار نے تحلیل نفسیات کے مسئلہ پر گفتگو کرنی چاہی تو فریوڈ نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کی، بلکہ اس نے عہد شباب کی ان دلچسپیوں پر

بحث وتحیص کرنا پسند کیا. جو تہذیب و تربیت سے متعلق تھیں اس نے
تایا کہ مجھے زمانہ طفولیت ہی سے مسایل تہذیب سے گہرا لگاؤ تھا، اور
آج جب کہ میں زندگانی کا بیشتر حصہ طب اور معالجہ امراض
(Psychotheraphy) میدان میں صرف کر چکا ہوں میرا ابتدائی
ذوق لوٹ کر سامنے آرہا ہے یعنی انسانی طبیعت، اور ارتقاء تہذیب کی
معرکہ آرائیوں کے مسایل. برسوں میرا یہ خیال رہا کہ تاریخ کے واقعات قوموں
ں معرکہ آرائیوں کا عکس ہیں، جنکا ماہرین تحلیل نفسیات فرد کی زندگی میں مطالعہ
رتے ہیں، میں نے اس نظریہ کو ۱۹۱۲ء سے ترقی دینا شروع کیا جبکہ میں نے
ذہب اور اخلاقیات کی تخلیق پر اپنی کتاب ٹوٹم و ٹبو (To Tem and Taboo)
لکھی، میں نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں بعض ان اکتشافات کی
وضیح کی گئی ہے، جو میری پہلی کتاب میں ہیں، فرایوڈ نے بتایا کہ اس کی کتاب
کے پہلے دو حصے وائنا ہی میں لکھے گئے تھے، لیکن تیسرا حصہ اس نے لندن
میں تمام کیا مقالہ نگار نے فرایوڈ سے کہا کہ یہ خبر مشہور ہے کہ آپنے تحلیل نفسیات
کی روشنی میں "عہدنامہ عتیق" کا موسےٰ کے زمانہ تک وقیع مطالعہ کیا ہے
جس سے اس نے انکار کیا اور بتایا کہ اس طرح کا کوئی خاکہ اس کی نظر کے
سامنے نہیں ہے۔

(ماخوذ از "سنڈے ایڈوانس" ۱۳- نومبر ۱۹۳۸ء)

فہرست مضامین

پروفیسر سگمنڈ فرائڈ

خاتونِ صحرا کے نام

زندگی کیا ہے؟ فلسفی، شاعر، صوفی، سب کے یہاں آپ کو طرح طرح کی نکتہ سنجیاں ملیں گی۔ مجھ سے کوئی پوچھے تو میں مختصراً یہ کہدوں زندگی نام ہے ماضی کے خواب وخیال ہو جانے اور مستقبل سے وابستگی تمنا کا۔ ماضی کے کتنے رنگین والمناک ایام آئے اور کچھ دنوں کے لئے قلب میں نشاط والم کے احساسات چھوڑ کر محو ہو گئے، یہاں تک کہ اب وہ چیزیں بھولی بسری باتیں ہو کر رہ گئیں۔ ماضی کے انھیں لطف آگین ایام میں خاتونِ صحرا کی محبت، ان کا بے وقت مرنا، مرنے کا غم، سب کچھ تھا، آہ! خوشی کی طرح غم میں بھی کتنی لذتیں ہوا کرتی ہیں، حسرت کا شعر ہے ؎

یاد ایام کہ ہم جوشِ جنوں میں حسرت!

خوار پھرتے تھے پریشان بیابانوں میں

شاعر نے ایک خاص حسرت کے ساتھ اس عہدِ جنون کی دشت پیمائیوں کی لذت کا ذکر کیا ہے۔ شعر زندگی کی ایک حقیقت ہے۔

سنسان نالِ جیسالق ودق بیابان، دھواندی کی گہرائی، اور اس کی پر متوج روانیاں، ہیبن کے دھارے، کٹھوتیا ندی اسے صبر آزما عبور کرنا ساری باتیں یاد

اتی ہین ، اور اب معلوم ہوتا ہے کہ ماضی کی یہ حقیقتین اب کوئی خواب تھین۔
جیٹھ بیساکھ مین تپتی ہوئی ریگزار، ساون بھادون مین جزیرہ نما گاؤن، نہ کوئی مرکب
اور نہ طئے مرحلہ کا سامان ، منزل دور، لیکن " جمال کعبہ " کا شوق فراوان تھا اور
مین کبھی فتوحہ سے بھوجپور تک پا پیادہ جاتا ، کبھی کشتی پر بھادون کی بھیانک
تاریکی مین آدھی رات گئے خسرو پور سے ساحل دلنواز تک پہونچتا ، نہ موسم کی
صعوبتین سد راہ تھین ، اور نہ طئے مرحلہ کی دقتین مانع و بید ، زندگی کے آٹھ سال
انہین سرشاریون مین گزر گئے ، یہان تک کہ وہ عزیز ہستی ہمیشہ کے لئے چھوٹ
گئین ، ٹال کا لق و دق بیابان اور ریگزار اب بھی ہے ، دیہات کی ویرانیان بدستور
قائم ہین ، گھٹونہ سے اب بھی ہو کر گزرتا ہون ، لیکن مقام و فضا کی یہ ساری دلچسپیان
اور کششین مٹ گئین ، ہان کچھ لطف باقی ہے تو امرؤ القیس کے الفاظ مین
" ذکری حبیب و منزل " پر آنسو کے چند قطرے ٹپکا لینے مین جب کبھی اس
دیار سے گزرتا ہون ، تو میر صبا کا یہ شعر یاد آجاتا ہے

کبھی جا گل کو دیکھے ہین کبھی دیکھے ہین نرگس کو
خدا جانے یہ چشم اپنا پھرے ہین ڈھونڈتی کس کو

خاتون صحرا ہماری چہیتی بیوی بھی تھین اور پھوپھی زاد بہن بھی ، بڑی موہنی
تھین اور ان تمام معصوم ادا ؤن کی ملکہ ، جو عورت کو اساطیر جاپان کی "
سیجن دیوی " اور خرافیات یونان کے " ارفیس " کو دیوانہ اور صحرا نورد

بنانے مین رہبری کرتی ہین،

میری آغوش مین جب انہون نے آخری سانس لیا، تو وہ سمان دنیا کی بعض سنگین حقیقتون کی طرح میری یاد پر چھا کر رہ گیا، محبت، شباب، اور شعر حیات کی ایک خاص منزل پر آکر ختم ہو جاتے ہین۔ میر اثر نے غالباً اسی حقیقت کی طرف اشارہ کیا ہے:۔

واقعی کون کس کو چاہے ہے ؎ ہر کوئی وہم مین بنا ہے ہے

مین نے یا ایام نے بڑی حد تک اس عزیز ہستی کی یاد بھلا دی، وہ سوگ و بروگ ہرے جانے والے تہیج کی طرح ختم ہو گیا۔ لیکن یہ حقیقت ہے، کہ جب کبھی "تصور جانان" کی منزل سے قریب ہو جاتا ہون، تو دل کی گہرائی مین ایک خاص قسم کا چبھن اور درد محسوس کرتا ہون،

برسون وہ خواب مین نظر آتین مسکراتین، پھر پیار کی باتین کرتین، اور مجھے زار وقطار روتا ہوا چھوڑ کر چلی جاتین، اس حالت مین کہ مین بستر پر پڑا ہوتا اور میری آنکھین وا ہوتین، زندگی کا یہ دور بھی ختم ہو گیا، کاش یہی عہد پایدار ہوتا، لیکن "زمان" مین استقرار کہان، ایک چکر مین جذبات و تصورات کی یہ دنیا بھی پس کر رہ گئی، گزرے ہوئے زمانہ کی اسی "یاد" مین یہ کتاب لکھکر پیش کر رہا ہون۔

عبد المالک آروی

۱۱ر اکتوبر ۱۹۳۴ء

ہدیۂ امتنان

ولولے بہت سے پیدا ہوتے ہیں، لیکن مجبوریاں ان کو سرد کر دیتی ہیں، آرزوئیں بہت سی پرورش کی جاتی ہیں۔ لیکن زندگی کے بیہ نتائج کے سامنے اُن کا خون ہو جانا بھی کوئی نئی حقیقت نہیں۔ انہیں ولولوں اور آرزوؤں میں طاق بستان (آرہ) کی بنیاد کا سلسلہ بھی تھا۔ کسے توقع تھی کہ اس بے نوائی اور گمنامی کے دور میں یہ ادارہ بعض قلوب کو اپنی طرف مائل کر لیگا۔ محبت کی طرح علمی جانکاہیاں بعض اوقات گہرے نقوش قایم کر جاتی ہیں۔ ہم خرافیات ہند کی سرسوتی پر ایمان لائیں یا نہ لائیں۔ لیکن اتنا ماننا پڑے گا کہ کبھی کبھی دنیا میں خادمان علم کو خستگی کی داد بھی دی جاتی ہے۔ اور آج میں اخلاقاً اس کا اعتراف کرنے پر مجبور ہوں۔ کہ میری ناچیز خدمت سعی ناشکور ثابت نہ ہوئی بہار کے وزیر معارف عالی جناب ڈاکٹر سید محمود صاحب بالقابہ نے اپنے تدبر، دوربینی، علمی سرپرستی اور ذوق ادبی کی بنا پر طاق بستان کو درخور اعتناء سمجھا۔ اور یہ محض آپ ہی کے لطف و کرم کا نتیجہ ہے کہ "خواب کی دنیا" عوام کی خدمت میں پیش کی جا رہی ہے۔

عبدالملک

میرا ایک مضمون "خواب کی دنیا" کے عنوان سے رسالہ جن (جو دفتر نگار لکھنؤ سے شائع ہوتا تھا) بابت مارچ، اپریل، مئی ۱۹۳۰ء میں مسلسل شائع ہوا تھا۔ یہ مقالہ ڈاکٹر ابرکرامبی کی "قوائے عقلیہ" اور سگمنڈ فرائڈ کی "تعبیرات خواب" کو پیش نظر رکھکر مرتب کیا گیا تھا۔ یہ مضمون میرے ایک دوست کو بہت پسند آیا اور انہوں نے اس کے بعض حصے عالمگیر کے جون نمبر ۱۹۳۰ء میں شائع کئے۔ خدا جانے انہوں نے رسالہ جن کا حوالہ کیوں نہ دیا۔ نگار ۱۹۲۹ء میں "تصوف اسلام پر ایک مورخانہ نظر" کے عنوان سے میرا ایک طویل مضمون چھپ چکا ہے۔ اسمیں میکڈانلڈ کی کتاب "اسلام میں مذہبی رویہ اور زندگی" کے حوالہ سے بعض علماء کے خواب کا تذکرہ کیا گیا تھا یہ دونوں مضامین نظرثانی کے بعد دوبارہ اس کتاب میں شائع ہوئے ہیں۔ بقیہ سارے مباحث غیر مطبوعہ ہیں اردو زبان میں سگمنڈ فرائڈ کے نظریات غالباً سب سے پہلے ۱۹۳۰ء ہی میں رسالہ جن میں پیش کئے گئے تھے۔ خواب کا مسئلہ چونکہ تجربی اور عملی ہے صرف نظری اور خیالی نہیں اس لئے امید ہے کہ عام اردو خوان احباب کے لئے یہ کتاب دلچسپ اور مفید ہوگی۔

خواب کے متعلق ہر زبان میں کتابیں ملتی ہیں۔ قدیم تصنیفات تو اسی عقیدہ کے ماتحت پائی جاتی ہیں۔ جو خواب کو الہام اور غیب بینی کا مظاہرہ بتاتا ہے۔ چنانچہ اس قسم کی معلومات قوموں کی خرافات و اوہام سے بہم پہونچی ہیں۔ علمائے یورپ کی ہمت تالیف اور شغف علمی کی بدولت تقریباً تمام قوموں کی خرافیات کے متعلق کتابیں لکھی جا چکی ہیں اس قسم کی معلومات ایک جگہ معجم المذاہب والاخلاق (ENCYOLOPADIA OF RELIGION & ETHICS.) میں بھی مل جاتی ہیں اور کتاب ہذا میں انسائیکلوپیڈیا کے اسی مقالہ سے استفادہ کیا گیا ہے۔

عہد حاضر میں نفسیاتی و عضویاتی نقطہ نظر سے خواب کی تشریح کی جاتی ہے۔ اس الہامی اور غیب بین عقیدہ کے بدلے یورپ نے باضابطہ فلسفیانہ اصول مدون کئے۔ اور مابعد الطبیعہ کے تخیلات کو چھوڑ کر خود انسان کی تحلیل نفسی، رجحانات، اخلاقیات، ماضی و حال کا تجزیہ کر کے بتایا کہ خواب دراصل دماغی افکار اور نفسی رجحان کا مظاہرہ ہے۔ اسی فکر و عقیدہ کے ماتحت یورپ میں تقریباً ایک سو برس

کے اندر سیکڑوں کتابیں لکھی گئیں ۔ مگر یہ زیادہ تر جرمن اور فرانسیسی زبانوں میں ہیں ۔ انگریزی زبان میں نسبتاً بہت کم کتابیں ملتی ہیں ۔ الغرض یورپ کا کوئی فلسفی اور ماہر نفسیات ایسا نہ ملیگا جس نے اس مسئلہ خواب پر اظہار خیال نہ کیا ہو ۔ چنانچہ اس شعبہ علم کے مشہور محققین اور ان کی تاریخ تصنیفات کی مختصر فہرست حسب ذیل ہے ۔

(۱) ارسطو .... بنڈر نے جرمن میں ترجمہ کیا ۔

۲ ارٹیمیڈاراس (ARTEMIDOROS) " دین " سنہ ۱۸۸۱ء

۳ بنز (C. BINZ) بان سنہ ۱۸۷۸ء

۴ بارنر (J. BORNER) سنہ ۱۸۵۵ء

۵ برنیڈر (R. BRANDER) سنہ ۱۸۸۴ء

۶ برڈاک (BURDACH) سنہ ۱۸۳۰ء

۷ بوشنوز (B. BUCHSENSCHOTZ) برلن سنہ ۱۸۶۸ء

۸ چیلن (CHASLIN) پیرس سنہ ۱۸۸۷ء

۹ چبنیکس (CHABANEIX) " سنہ ۱۸۹۷ء

۱۰ کیلکنس (M.W. CALKINS) امریکن جریدہ نفسیات ۵ سنہ ۱۸۹۳ء

۱۱ ڈلبوف (DELBOEF) پیرس سنہ ۱۸۸۵ء

۱۲ ہیولاک ایلس (HAVELOCK ELLIS) جریدہ تبصرہ نفسیات جلد ۲ نمبر ۵ سنہ ۱۸۹۵ء

۱۳ ہیفنر (P. HAFFNER) سنہ ۱۸۸۴ء

۱۴	ہیلم (HALLAM)	امریکن جریدہ نفسیات اپریل	سنہ ۱۸۸۴ء
۱۵	ہلڈربرینٹ (F. W. HILDERBRANDT)	لیپزگ	سنہ ۱۸۷۵ء
۱۶	جیسن (JESSEN)	برلن	سنہ ۱۸۵۶ء
۱۷	جے کینٹ (KANT)	لیپزگ	سنہ ۱۸۸۰ء
۱۸	موڈسلی (MAUDSLEY)		سنہ ۱۸۶۹ء
۱۹	اے موری (A. MAURY)		سنہ ۱۸۵۴ء
۲۰	فیف (E. R. PFAFF)	لیپزگ	سنہ ۱۸۶۸ء
۲۱	ریڈاسٹاک (RADESTOCK)		سنہ ۱۸۷۸ء
۲۲	ڈبلو رابرٹ (W. ROBERT)		سنہ ۱۸۸۶ء
۲۳	شرنر (R. A. SCHERNER)	برلن	سنہ ۱۸۶۱ء
۲۴	شولز (SCHOLZ)	لیپزگ	سنہ ۱۸۸۷ء
۲۵	شوپنہار (SCHOPENHAUER.)		سنہ ۱۸۵۷ء
۲۶	اسپیٹا (W. SPITTA)		سنہ ۱۸۹۲ء
۲۷	ایل اسٹرومپل (L. STRUMPELL.)	لیپزگ	سنہ ۱۸۷۷ء
۲۸	والکٹ (J. VOLKELT)		سنہ ۱۸۷۵ء
۲۹	ونٹ (WUNDT)		سنہ ۱۸۸۰ء
۳۰	اسٹریکر (STRICKER)	ویین	سنہ ۱۸۷۹ء

جرمن زبان اس سلسلہ میں خاص اہمیت رکھتی ہے - چنانچہ ہلڈربرنیٹ

اسٹرومپیل، کینٹ، فرائیڈ وغیرہ کی کتابیں خاص وقعت کے ساتھ دیکھی جاتی ہیں۔ آج ہمیں "اے اے برل" کا شکور ہونا چاہیے۔ کہ انکی محنت اور جگر کاوی کی بدولت ڈاکٹر فرائیڈ کی کتاب کا انگریزی ترجمہ عام طور پر ملتا ہے۔ یہ کتاب مشکل جرمن زبان میں لکھی گئی۔ اور سب سے پہلے ۱۸۹۹ء میں شائع ہوئی۔ اس کے بعد موسم گرما ۱۹۰۸ء اور موسم بہار ۱۹۱۱ء میں پیاپے اس کے دوسرے اور تیسرے ایڈیشن نکلے۔ تیسرے ایڈیشن کے دیباچہ میں مصنف لکھتا ہے کہ جس طرح میں نے اپنے قارئین کرام کے پہلے تغافل کو جو انہوں نے میری اس کتاب کے متعلق برتا۔ اپنی تصنیف کی رکاکت کا نتیجہ نہیں سمجھا اسی طرح ایک سال سے کچھ زیادہ وقفہ کے درمیان دو مرتبہ اس کی طباعت و اشاعت اس کی خوبی کو نہیں بڑھاتی۔ فرائیڈ کی اس کتاب کا نام "تعبیرات خواب" (THE INTERPRETATION OF DREAMS.) ہے۔

ڈاکٹر فرائیڈ کون تھا، اور اس کا وطن کہاں ہے؟ اس کی ابتدائی زندگی کیا تھی؟ ان امور کے متعلق اسکی مختلف تصنیفات کی ورق گردانی کی گئی لیکن کسی میں اس کے سوانح حیات مرقوم نہیں۔ انسائیکلوپیڈیا آف رلجن انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا یا پولر انسائیکلوپیڈیا وغیرہ مختلف معاجم و قوامیس کا جائزہ لیا گیا۔ لیکن کہیں اس کے حالات نہ ملے۔ "تعبیرات خواب" میں اس نے اپنے نجی کے بہت سے واقعات لکھے ہیں۔ لیکن یہ بالکل غیر مربوط ہیں۔ اتنا پتہ چلتا ہے کہ وہ وائنا (اسٹریا) کا رہنے والا تھا، اور طبابت

کا پیشہ کرتا تھا۔ "مواد خواب" (DREEM CONTENT) کے سلسلہ مین اس نے لکھا ہے کہ جب وہ گیارہ یا بارہ سال کا تھا تو اس کے والدین برآٹر (متصل وائنا) پر ایک خانقاہ مین برابر لے جایا کرتے تھے۔ ۱۹۱۱؁ء مین جب اسکی "تعبیرات خواب" کا تیسرا ایڈیشن نکلا تو وہ وائنا (اسٹریا) مین موجود تھا۔ لیکن اس سے پہلے ۱۹۰۸؁ء مین جب اسی کتاب کا دوسرا ایڈیشن شائع ہوا تھا تو وہ برچٹس گارڈن (BERCHTES GARDEN) مین تھا۔ یہ جرمنی کا مشہور شہر ہے یہان تین پرانے کنایس، ایک شکارگاہ اور قدیم گاتھ قوم کی ایک خانقاہ بھی ہے۔

نفسیات مین فریوڈ کی اس قدر شہرت ہے کہ وہ ایک مستقل مذہب کا بانی کہا جاتا ہے۔ چنانچہ اس کے افکار و عقاید کے ماننے والے نفسیئین "فریوڈین" کے نام سے موسوم ہین۔ اسکی وسعت مطالعہ اور کثرت معلومات کا اندازہ اس امر سے ہوسکتا ہے کہ اس نے جرمن، فرنچ، یونانی اور انگریزی زبانون کی ایک سو اٹھارہ کتابون کے اقتباسات اپنی کتاب مین درج کیے ہین یہ کتب و صحائف تمام تر فلسفہ، نفسیات اور تحلیل نفسیات (PSYCHO-ANNA-LYSIS) کے متعلق ہین۔ فریوڈ کی مفصلہ ذیل کتابون کے مستند انگریزی تراجم "جین سدھانت بھون آرہ" مین پائے جاتے ہین۔ ان ترجمون کی صحت کے متعلق خود فریوڈ نے ابتداءً چند سطور لکھے ہین۔

مترجمہ   نام

C. J. M. HABBOCK.	BEYOND THE PLEAS-URE PRINCIPLE (1)
JAMES STRACHEY.	GROUP PSYCHOLOGY AND THE ANNALYSIS OF THE EGO. (۲)
A.A. BRILL.	THREE CONTRIBUTIONS TO THE SEXUAL THEORY. ۳
	PSYCHO-PATHOLOGY OF EYEARY BAY LIFE. (۴)
	WIT & ITS RELATION TO THE UNCONCIOUS. (۵)
	THE EGO AND THE OLD. (۶)

فرویڈ نے قدما کے نظریات خواب پر بہت ہی بلند فکری اور صحت نظر کے ساتھ تنقید کی ہے وہ خواب کے متعلق ایک نہایت عجیب نظریہ پیش کرتا ہے اس کا اصولی نظریہ یہ ہے کہ خواب کسی "آرزو کی تکمیل" کا نام ہے اور پیچیدہ خواب کسی "دبی ہوئی آرزو کی چھپی ہوئی تکمیل" ہے ۔ اسی نظریہ کے ماتحت اس نے پوری کتاب لکھی ہے ۔ فلسفہ و نفسیات میں اس کے بہتیرے مسائل عام شہرت اور مقبولیت حاصل کر چکے ہیں ۔ چنانچہ نفسیات کی کتابوں میں قانون تجسید (SUBLIMATION) اسی کی طرف منسوب ہوتا ہے ۔ قانون تجسید یہ ہے کہ جب کوئی جذبہ یا شعور دبایا جاتا ہے ۔ تو وہ ایک بہتر بلند اور پاکیزہ صورت میں رونما

ہوتا ہے۔ مثلاً ہم شعورِ جنسی (SEX INSTINCT.) کو دبانا چاہیں۔ تو قدرتی طور پر ہم میں مصوری، شاعری، سنگ تراشی الغرض ادب لطیف اور فنون جمیلہ کا ذوق پیدا ہو جائیگا۔ اسی طرح سے انسان کے بہت سے خون شدہ جذبات بہت اعلیٰ صورتیں اختیار کرتے ہیں۔ میر کی شاعری اسی قانون تجدید کا نتیجہ ہے۔
کتاب ہذا میں زیادہ تر فرائیڈ کی مذکورہ بالا کتاب سے استفادہ کیا گیا ہے۔ اور حتی الوسع اسکی کتاب کے اصولی مباحث کی مکمل تلخیص کی گئی ہے۔ فرائیڈ نے اپنی کتاب کو مفصلہ ذیل ابواب پر تقسیم کیا ہے۔

۔ جزائر برطانیہ کے علماء میں ڈاکٹر ابرکرامبی کی کتاب "قوائے عقلیہ و فلسفۂ اخلاقیہ" ایک قابل قدر کتاب ہے۔ یہ شخص اڈنبرا (واقع اسکاٹ لینڈ) کا رہ

والانتھا۔ اسکی کتاب سے پتہ چلتا ہے کہ وہ ایک دقیقہ سنج فلسفی اور بہت ہی بلند فطرت کا انسان تھا۔ کتاب کے پہلے حصہ مین اس نے خواب کے متعلق بحثیں کی ہین۔ اسکے فلسفہ خواب کا اصولی نظریہ یہ ہے کہ خواب قانون ائتلاف (ASSOCIATION) اور عضوی تاثرات (BODILY SENSATION) کی پیداوار ہے اس کے قوانین و مباحث کا مکمل خلاصہ کتاب ہذا مین درج ہے۔

ہنری برگسان (HENRI BERGSON) فرانس کا مشہور فلسفی ہے۔ اسکی مختلف کتابون کا فرانسیسی سے انگریزی مین ترجمہ ہو چکا ہے۔ برگسان حیات بعد الممات کا قایل تھا، وہ یہان تک کہ جاتا ہے۔ کہ زندگی ہی مین ہم موت کے بعد ذاتی بقا کا تجربی ثبوت حاصل کر سکتے ہین۔ اس نے ۱۹۱۳ء مین "برطانوی جمعیۃ نفسی" کے سامنے "جذب افکار" کے مسئلہ پر بحث و تحقیق کی۔ ۱۹۰۱ء مین فرانس کے "مدرسہ نفسیات" (INSTITIUT PSYCHOLOGIQUE.) مین اس نے پہلے پہل خواب پر ایک تقریر کی۔ یہ تقریر جریدہ تبصرہ علمیہ مین شائع ہوا۔ اس کے بعد ۱۹۱۳ء مین جریدہ "آزاد" کے اندر اس کا انگریزی ترجمہ نکلا۔ اس پر خود مصنف نے نظر ثانی بھی کی تھی، یہی انگریزی ترجمہ جو اڈون ای سلیسن (EDWIN E. SLASSEN) کی تراوش قلم کا نتیجہ ہے، کتابی صورت مین ہمارے پیش نظر ہے۔ برگسان نے اپنے خالص فلسفیانہ انداز مین خواب کی ماہیت پر بحث کی ہے۔ اس نے اپنے اصول خواب مین عضویات کو بڑی اہمیت دی ہے۔ اور باصرہ، سامعہ، لامسہ اور حافظہ کے نوامیس و وظائف

یہ بڑی نکتہ سنجیاں کی ہیں۔ اور اسی کے ساتھ نفسیات اور مابعد الطبیعہ سے بھی بحثیں کی ہیں۔ وہ استعارہ کے طور پر لکھتا ہے کہ ہماری "یاد" اس طرح دبی ہوئی رہتی ہے جس طرح ایک دیگ میں آبخرہ ضبط رہتا ہے خواب گویا ابخرہ کے لئے راہ آمد و رفت کا کام دیتا ہے۔ سلیمن کہتا ہے۔ برگساں کی یہ تمثیل خیالی نہیں بلکہ فرائڈ اور ویانا اسکول کے نفسئین نے ہسٹریا کا علاج کرنے میں اسی نظریہ سے کام لیا ہے وہ مریض سے ان مخفی تشویشنا کیوں اور جذبات کا اظہار کراتے ہیں۔ جو اس کو بظاہر لامعلوم رہتے ہیں۔ لیکن اس کے دماغ پر مسلط رہتے ہیں ۔ اس کتاب کے ایک باب میں برگساں کے افکار و آرا سے بھی بحث کی گئی ہے۔

سگمنڈ فرائڈ اور ڈاکٹر ابر کرامبی کی طرح گستاؤ ہنڈ مین میلر نے بھی اپنی کتاب "خواب اور اسکی علمی عملی تاویلات" میں لکھا ہے کہ جسم کی صحت اور عدم صحت کا خواب پر گہرا اثر پڑتا ہے (چنانچہ اس کا نظریہ ہے کہ اگر کوئی شخص کابوس کا شکار ہو تو اس کو خواب میں گویا ہدایت کی جاتی ہے کہ وہ اپنی صحت اور غذا کے متعلق ہشیار ہو جائے۔ اپنا بازو نیچے رکھکر سوئے اور اپنے کمرہ میں کثرت سے تازہ ہوا آنے دے۔)

بابلیوں، چینیوں، برہمنوں اور مسلمانوں کی طرح وہ بھی خواب کی تعبیریں کرتا ہے۔ اور جس طرح حدیقہ میں حکیم سنائی نے مختلف اسماء دیگر ان کی تعبیریں بتائی ہیں۔ اسی طرح یہ بھی ایک مکمل فہرست دیتا ہے۔ اگر کوئی شخص خواب میں آگ دیکھے بشرطیکہ یہ آگ اسے جلائے نہیں۔ تو یہ ایک عمدہ موافق خواب ہے۔ چنانچہ ایک منجم

نے ابوشجاع بویہ دیلمی کے متعلق اسی نوع کے خواب کی بنا پر حکومت وسلطنت کی پیشین گوئی کی جو پوری ہوئی ۔ ہنڈبین میلر نے بھی خواب مین آگ نظر آنے کو یہی اہمیت دی ہے ۔ لیکن خواب مین جلوہ باری نظر آنے کے متعلق اس نے عجیب وغریب اظہار خیال کیا ہے ۔ وہ کہتا ہے کہ ایسا خواب بہت ہی برا ہوتا ہے چنانچہ خدا کو خواب مین دیکھنا اس سے کلام کرنا یا اس کی پرستش کرنی سب بُرے اثرات کے حامل ہین ۔ وہ کہتا ہے کہ افلاطون، گوئٹے، شکسپیر اور نپولین بعض خوابون کو الہامی حیثیت دیتے ہین ۔

ڈاکٹر رگھوناتھ ونیخال کھیدکر کی کتاب "مسئلہ خواب" (THE DREAM PROBLEM.) بعض خصوصیات کے لحاظ سے اہم ہے ۔ اس مین مشرقی اور مغربی دونون نقطۂ نظر سے بحثیں کی گئی ہین ۔ ڈاکٹر کھیدکر نے یورپ مین رہکر طب کی ڈگری لی ۔ وہ ہندو فلسفہ و مذہب سے پوری طرح واقف ہین ۔ انہون نے ہندو فلسفہ کے ذریعہ مسئلہ خواب پر عالمانہ بحث کی ہے ۔ لیکن اس سے پڑھنے والے کے اندر کوئی ایقانی کیفیت طاری نہین ہوتی ۔ انہون نے ڈاکٹر فرائڈ اور ہنری برگساں سے بھی استفادہ کیا ہے ۔ اور اپنی کتاب جلد اول کے حصہ سوم مین مغربی علماء کے نظریات کے اقتباسات دئیے ہین ۔ لیکن اس مین صرف نقل و حوالہ کے علاوہ انکی کوئی خاص جدت نظر نہین آتی ۔ البتہ (حل نمبر ۱ مین) انہون نے یوگ وید انت، اور اپنیشد وغیرہ کی جو بحثیں کی ہین ۔ ان سے ان کے اجتہادی میلان کا پتہ چلتا ہے ۔ انہون نے فلسفہ کے خیالی مباحث کے ثبوت مین نقوش بنائے ہین

اور ان کے ذریعہ خواب کی تخلیق اور ماہیت کو واضح کیا ہے ظاہر ہے فلسفہ کی دور از کار خیال آرائیوں سے الجھن اور بڑھتی جاتی ہے ۔ مسئلہ خواب کو اگر کوئی شخص سمجھنے کی کوشش کرنا چاہتا ہے ۔ تو اس کو یقیناً عضویات اور نفسیات کو پیش نظر رکھنا ہوگا ۔ اس میں شک نہیں ڈاکٹر کھید کر محض ہند و فلسفہ کے ماہر نہیں ہیں بلکہ وہ علوم جدیدہ اور طب کے بھی فاضل ہیں ۔ لیکن ان کے مباحث سے فرائڈ اور برگسان کی طرح قارئین کے دل میں ایقانی کیفیت پیدا نہیں ہوتی ۔ پھر بھی انہوں نے اپنے بعض ذاتی خواب کے جو حالات درج کئے ہیں وہ بہت دلچسپ ہیں ۔ ان کا (اصولی نظریہ یہ ہے کہ خواب ہمارے شعور بیداری کے علم کا استنکرار ہے اسی کے ساتھ وہ اس کے الہامی اور غیر فانی خصوصیات کے بھی قابل ہیں) چنانچہ حل نمبرا میں انہوں نے اپنے ذاتی تجارب کی ایک طویل فہرست دی ہے اور بتایا ہے کہ کسطرح ان کے گرو ، اور کالی دیوی نے ان کو خواب میں ہدایتیں کیں اور کسطرح خواب ہی کے اثرات کے ماتحت وہ یورپ گئے ۔ ان کے ذاتی تجارب کے یہ واقعات بہت دلچسپ ہیں ۔ الغرض وہ ایک طرف ڈاکٹر فرائڈ کے نظریات کی تائید کرتے ہیں ۔ اور دوسری طرف وہ اس کو ایک ما بعد الطبعی مظہر بتاتے ہیں ۔ جو مشرقی روایات سے اثر پذیری کا نتیجہ ہے یہ اجتماع ضدین بہت پر لطف ہے ۔

اسی طرح ایک انگریز خاتون فاسٹر نے "مطالعہ خواب" (STUDIES IN DREAMS) لکھی ۔ اس میں کوئی خاص بات نہیں ۔ عموماً خاتون کے ذاتی خوابوں کا تذکرہ ہے ۔ فلسفیانہ زاویہ نظر سے کوئی اہم بحث نہیں پائی جاتی ، لیکن کتاب

کا ایک " باب ،، خواب پر تصرف ،، (DREAM. CONTROL) نہایت ہی معرکہ آرا چیز ہے جس کی بحث نہ تو فرائیڈ جیسے نفسی و عضوی کے یہاں ملتی ہے ۔ نہ ابر کرامتی جیسے فلسفی اور اخلاقی عالم کے یہاں خاتون نے بتایا ہے کہ اگر کوئی شخص ڈراؤنا یا برا خواب دیکھا کرے ۔ اور اس سے بچنا چاہے تو دماغ میں اس جملہ کی مشق کرے کہ " جو کچھ ہم دیکھ رہے ہیں خواب ہے اور اس کی اصلیت کچھ نہیں " چنانچہ خاتون نے خود اس کا تجربہ کیا اور وہ کامیاب رہی ۔ یہ نظریہ کہ برا خواب دیکھنا ممکن بھی ہے یا نہیں بحث متنازع فیہ مسئلہ ہے ۔ ڈاکٹر فرائیڈ تو کہتا ہے کہ انسان خواب دراصل اپنی کسی ظاہری یا باطنی آرزو کی تکمیل کے لئے دیکھتا ہے ۔ اور سارے خوابوں کے عناصر ترکیبی کا تجزیہ کرنے کے بعد یہی نتیجہ نکلتا ہے، کہ خواب دیکھنے والا کسی ظاہری یا باطنی خلش آرزو میں مبتلا تھا اور اسی کی تکمیل کے لئے اس نے خواب دیکھا، اس کے نزدیک برا خواب یا ڈراونا خواب محض سطحی چیز ہے ۔ اس کے اندر یقیناً کسی چھپی ہوئی آرزو کا تکملہ ہوا کرتا ہے ۔ لیکن ابر کرامبی کہتا ہے کہ خوفناک اور زحمت رساں خواب ہمارے عضوی اختلال اور جسمانی تاثرات کا نتیجہ ہوتے ہیں ۔

" جین سدھانت بھون آرہ " میں دو نادر قلمی تصویریں ہیں ۔ جن میں جینیوں کے مذہبی تخیل خواب کے نقوش پیش کئے گئے ہیں، جین مذہب کے پیروؤں کا عقیدہ ہے کہ جب کوئی تری تھنکر (یہ لقب ہے ان چوبیس رہنمایان مذہب کا جو وقتاً فوقتاً دنیا میں پیدا ہوئے ۔ جین مذہب کی روایات کے مطابق پہلے تری تھنکر رشبھ رشی اور آخری مہاویر جی تھے ۔ ملاحظہ ہو فارلنگ کی کتاب

"مذاہب کا تقابلی مطالعہ") شکم مادر میں ہوتا ہے تو اس کی ماں ایک خواب دیکھتی ہے۔ اسی خواب کے نقوش تصویر میں دکھائے گئے ہیں اسیطرح راجہ چندرگپت نے ایک خواب دیکھا جو گویا مستقبل کی ایک رمزی تاریخ تھا۔

علماء کے خواب کے متعلق مشہور امریکن مستشرق میکڈانلڈ کی کتاب "اسلام میں مذہبی رویہ اور زندگی" کے ایک باب "سامی قوم اور غیر مرئیات" سے مواد لئے گئے ہیں اسیطرح بادشاہوں اور بزرگوں کے واقعات خواب سیر ابن ہشام، اخبار الطوال دینوری، البساتین السلاطین، روضۃ الصفا، نفحات الانس سے ماخوذ ہیں۔

اسلامی ادبیات کے سلسلہ میں تو خواب کے متعلق کثیر کتابیں ملتی ہیں خود قرآن مجید میں مختلف انبیاء ابراھیم، یوسف اور آنحضرت صلعم کے خوابوں کا تذکرہ ہے۔ بخاری اور مسلم میں کثرت سے خواب کے متعلق حدیثیں ملتی ہیں۔ حکیم سنائی نے اپنی کتاب "حدیقۃ الحقیقت" میں خوابوں کی تعبیر لکھی ہے جو میرے خیال میں بابلی یا یونانی روایات سے مستفاد ہے۔

علامہ ابن فرحون مدنی نے اپنی عالمانہ کتاب "الدیباج المذہب" میں خواب اور اس کی تعبیر کے متعلق بعض فقہائے مالکیہ کے موقر تصنیفات کا تذکرہ کیا ہے۔ احمد بابا التنبکتی کی کتاب "نیل الابتہاج" میں بھی بعض بزرگوں کے واقعات خواب پائے جاتے ہیں۔ تفصیل ملاحظہ ہو:—

نام کتاب	مصنف	کیفیت
المرقبۃ العلیا فی التعبیر الرؤیا	ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ بن راشد البکری القفصی	آپ بہت بڑے فقیہ اور فاضل تھے اپنے شہر میں تحصیل علم کی اس کے بعد تونس میں گئے وہاں ایک مدت تک بہ سلسلہ تعلیم مقیم رہے اسکندریہ میں قاضی ناصر الدین الابیاری شاگرد ابن الحاجب سے فقہ پڑھی پھر قاہرہ میں علامہ شہاب الدین قرافی کے سامنے زانوے تلمذ تہ کیا ۔ ۶۸۰ھ میں حج کیا پھر مغرب کی طرف لوٹ گئے ۔ اور اپنے وطن قفصہ کے قاضی مقرر ہوے پھر اس منصب سے علحدہ ہو گئے ۔ مالکی مذہب کے متعلق ایک کتاب لکھی جس کا نام "کتاب الذہب فی ضبط قواید المذہب" ہے ۔ فقہ مالکی ، ادب عربی ، اور تعبیر رویا کے ماہر تھے ، ان فنون کے متعلق متعدد کتابیں لکھیں "المرقبۃ العلیا" کے متعلق ابن فرحون کہتا ہے :۔ "کتاب غریب فی فنہ" احمد بابا التنبکتی کی روایت ہے کہ محمد بن جابر الغسانی متوفی ۸۲۷ھ نے ابن راشد کی اسی کتاب کو عربی نظم میں لکھا ۔ حاجی خلیفہ کی کتاب "کشف الظنون" میں مجملاً جابر المغربی کی "ارشاد" کا ذکر آیا ہے غالباً یہ ابن راشد کی کتاب کا

		وہی منظوم نسخہ ہے جس کا احمد بابا التنبکتی نے "نیل الابتہاج" میں تذکرہ کیا ہے۔
کتاب البشری فی عبارۃ الرویا	محمد بن یحیی بن محمد بن الحذاء متوفی سنہ ۴۱۱ھ	آپ بہت بڑے ادیب، محدث اور خطیب تھے۔ ابن فرحون کا قول ہے کہ "غلب علیہ الحدیث" موطا کی مشہور ضخیم شرح "الاستنباط" آپ ہی کی تالیف ہے۔ تعبیر خواب کے متعلق آپ کی یہ کتاب دس جلدوں میں ہے۔

اس کے علاوہ اور بھی محدثین کبار اور ائمہ عظام اس فن کے ماہر گزرے ہیں۔ مثلاً قاسم بن فیرہ الشاطبی (متوفی سنہ ۵۹۰ھ) آپ بہت بڑے شاعر ادیب اور محدث تھے۔ اپنے زمانہ میں یگانہ روزگار نحوی گزرے ہیں۔ حافظہ کا یہ عالم تھا کہ زبانی پانسو بیت کا ایک قصیدہ نظم کر ڈالا۔ صحیح بخاری، مسلم اور موطا کے نسخوں کی زبانی تصحیح کر دیتے۔ آپ کے متعلق ابن فرحون "عارفا بعلم الرویا" لکھتا ہے۔

محمد بن محمد الفراوصنی (متوفی سنہ ۸۶۰ھ) ایک صوفی صالح گزرے ہیں۔ اپنے زمانہ کے مشاہیر فقہا، محدثین اور صوفیہ سے استفادہ کیا۔ احمد بابا التنبکتی "نیل الابتہاج" میں فرماتے ہیں۔ کہ میں نے مراکش میں ایک کتاب دیکھی اس میں الفراوصنی کے دو سو سے زیادہ خوابوں کے عجیب و غریب واقعات درج تھے یہ اُن خوابوں کا مجموعہ تھا جس میں نبی صلعم نے شیخ فراوصنی کو خطاب کیا تھا۔

حاجی خلیفہ نے کشف الظنون میں مفصلہ ذیل کتابوں کے نام گنائے ہیں:-

نام کتاب	مصنف	کیفیت
تعبیر ابن اشعث	اسمعیل ابن اشعث	
تعبیر ابن المقری		
تعبیر ابی سہل المسیحی		
تعبیر ارسطو	حکیم ارسطاطالیس	ارسطو کی اس کتاب کا حوالہ سگمنڈ فرویڈ نے بھی اپنی کتاب میں دیا ہے۔
تعبیر افلاطون		
تعبیر اقلیدس		
تعبیر بطلیموس		
تعبیر جاحظ	ابوعثمان عمرو الجاحظ بن بحر بن محبوب الکنانی متوفی ۲۵۵ھ	جاحظ کا دادا محبوب بصرہ میں بنی کنانہ کے ایک سردار کا حبشی غلام تھا اور شتربانی کی خدمت پر مامور تھا، جاحظ نے سیبویہ، اصمعی، ابوعبیدہ اور اس طبقہ کے علما سے ادب و لغت کا استفادہ کیا۔ وہ پہلا مصنف ہے جس نے اپنی تحریر میں سنجیدہ شوخی پیدا کی وہ محدث اور متکلم، فلسفی اور ادیب انشاپرداز اور مورخ تھا، علوم حیوانات، نباتات اور فلسفہ اخلاق و اجتماع کا ماہر عربی زبان میں علم و

		ادب کی ایک سو پچاس کتابیں لکھیں ان میں زیادہ مشہور "البیان والتبیین"، "کتاب الحیوان"، "کتاب البخلاء"، اور مجموع رسائل ہیں (الجمل مطبوعہ مصر ص ۱۴۶)
تعبیر جالینوس		
تعبیر السلطانی	قاضی اسمٰعیل بن نظام الملک ابرقوہی۔	مصنف نے یہ کتاب سنہ ۷۶۳ھ میں ابی الفوارس شاہ شجاع کے لئے لکھی اس کی ترتیب حروف تہجی پر تھی۔
تعبیر القادری	ابی سعید نصر بن یعقوب الدینوری	یہ کتاب سنہ ۳۹۷ھ میں خلیفہ قادر باللہ عباسی کے لئے لکھی گئی اس کتاب میں سات ہزار پانسو علماء تعبیر میں سے چھ سو کا انتخاب کیا گیا اور اس کو پندرہ طبقہ پر تقسیم کیا گیا۔ شہاب احمد بن محمد معروف بہ ابن عربشاہ حنفی متوفی سنہ ۸۵۴ھ نے ترکی نظم میں اس کا ترجمہ کیا۔ حاجی خلیفہ کا بیان ہے کہ بعض فہرست سے پتہ چلتا ہے کہ تعبیر قادری ابو عبداللہ محمد القادری کی تالیف ہے۔
تعبیر المامونی		
التعبیر المنیف و التاویل الشریف	شیخ فاضل محمد بن قطب الدین الازنیقی متوفی سنہ ۸۸۵ھ	اس کتاب کی ترتیب ایک مقدمہ تین مقاصد اور خاتمہ پر تھی۔ اس کے شروع میں یہ عبارت منقول تھی "الحمد للہ الذی اظہر المعانی فی القلم"

پھر اس کے بعد علماے تعبیر کا قول نقل کیا گیا ہے اور صوفیہ کی اصطلاح کے مطابق تعبیر کی گئی ہے۔

نام کتاب	مصنف	کیفیت
تعبیر نامج	ابوطاہر ابراہیم بن یحییٰ غنام حنبلی متوفی ۶۹۳ھ	اس کا مصنف مشہور "معبّر" تھا۔ اس کتاب کا آغاز ان الفاظ سے ہوا ہے "الحمد للّٰہ الذی جعل النوم راحۃ للاجساد" چودہ مضامون پر یہ کتاب منقسم ہے اور حروف تہجی پر اسکی ترتیب دی گئی ہے۔
تعبیر نامج فارسی	مولٰنا یحییٰ المعروف بہ فتاحی نیشاپوری متوفی ۸۵۲ھ	اس کا مصنف فارسی زبان کا مشہور شاعر تھا۔ کتاب نظم مین لکھی گئی اور اس کی ابتدا اس مصرعہ سے ہوئی ہے ؎ اے برون وصفت ز تعبیر کلام

حاجی خلیفہ نے اجمالاً اپنی فہرست مین اور کتابون کا بھی تذکرہ کیا ہے مثلاً

الآثار الرائقۃ فی الاسرار الواقعۃ، ارجوزۃ التعبیر، اصول دانیال، ارشاد جابر المغربی

ایضاح التعبیر، البدر المنیر اور حنبلی کے قلم سے اس کی شرح، علامہ ابن عبدوس

مالکی کی کتاب بیان التعبیر، تحفۃ الملوک۔

انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا مین خواب پر ایک مقالہ ہے لیکن یہ کسی ماہر فن کی تحقیقات کا نتیجہ نہیں معلوم ہوتا۔ اس مین شک نہین بعض مشاہیر فن کے افکار و آراء کے حوالے اس مین نظر آتے ہین۔ مثلاً موری ہنسر، دیڈ اسٹاک، اسپیٹا وغیرہ جن سے خود

سگمنڈ فرویڈ نے اپنی معرکۃ الآرا کتاب مین استفادہ کیا ہے۔ فرویڈ کی کتاب غالباً اس مقالہ کی ترتیب کے بعد شائع ہوئی اس کا ثبوت اس واقعہ سے بھی ہوتا ہے۔ کہ اس کے حالات زندگی انسائیکلوپیڈیا مین نہین ملتے، اس مقالہ مین نہ تو فرویڈ، برگسان، ابرکرامبی، اسٹرومپل کی طرح محققانہ عمق نظر اور فلسفیانہ انکشاف حقائق پایا جاتا ہے۔ اور نہ انسائیکلوپیڈیا آف رلجن کے مقالہ کی طرح خواب کے متعلق اقوام و ملل کے افکار و معتقدات پر مبسوط بحث کی گئی ہے۔ پھر بھی بعض واقعات دلچسپ اور اہم ہیں۔ اور مذاق عامہ کا لحاظ رکھتے ہوئے مقالہ کی ترتیب دی گئی ہے اس کے بعض اجزا حسب ذیل ہین:-

بعض صورتون مین خواب کے اندر انسان کی قوت مدرکہ عالم بیداری کی بہ نسبت بہت بلند سطح پر پہونچ جاتی ہے پروفیسر ہلپرٹ (HILPRECHT) کے سامنے دو بابلی کتبے تھے ان کے حل کرنے مین بہت دشواری ہو رہی تھی، اس سے قبل کسی کو معلوم نہ تھا کہ ان دونو کتبون مین باہم کوئی ربط ہے پروفیسر نے ایک خواب دیکھا خواب مین جو دلچسپ چیز ہے وہ اس کی تمثیلی نوعیت ہے انہون نے دیکھا کہ بابل کا ایک بوڑھا آدمی مذہبی پیشوا ہے۔ اس نے اس مسئلہ کے حل کرنے کا پتہ بتایا۔

میکڈونلڈ نے البیرونی اور ابن خلکان کے جن فنی خوابون کا تذکرہ کیا ہے وہ اسی عنوان کے ماتحت آتے ہین۔ برگسان نے بھی ایک مشہور مغنی کی راگنی ایجاد کرنے کا جو واقعہ لکھا ہے وہ "اسی شخصیت" کا مظاہرہ ہے۔ آر پی فنیشر نے

اسی پر زور دیا ہے، انسائیکلوپیڈیا ابریٹینیکا کا مقالہ نگار کہتا ہے خود ہماری شخصیت خواب کے اندر ہمیں فریب نظر دیتی ہے۔ ہم دوسروں سے کلام کرتے ہیں۔ اور خواب میں نظر آنے والی صورت کے بیان پر ہم تعجب کرتے ہیں جیسا کہ پروفیسر ہل پرٹ کا واقعہ ہوا درانحالیکہ یہ سب ہماری ہی شخصیت کے تغیرات ہوری ہیں۔

غیر یوروپین اقوام میں خواب کے متعلق دو عقیدے رہے ایک تو یہ کہ روح جسم سے الگ ہو کر مردہ اور زندہ دوستوں، قدیم نشیمن، اور نامعلوم مناظر کی طرف جاتی ہے۔ یا پھر مردوں کی روحیں خود اپنی مرضی یا حکم الٰہی سے آتی ہیں۔ دونوں صورتوں میں تمدنی ترقی کے دور میں بھی جب خواب کو مرسل من اللہ سمجھا جاتا تھا۔ اس کو "غیب گو" (ORAACULAR) خیال کیا جاتا تھا اور اس کی تاویل بعض اوقات رمزی ہوتی تھی۔ اور بعض اوقات سادہ،

بعض قومیں مثلاً، شمالی امریکہ کے بعض اقوام "انکیوبیشن" کے ذریعہ خواب دیکھتے۔ وہ یہ کہ خواب دیکھنے کے لئے روزہ رکھا جاتا اور کسی مندر یا پہاڑ کی چوٹی پر جا کر سو یا جاتا تاکہ خواب کے ذریعہ بشارت ہو۔

مقالہ نگار نے نیم مہذب قوموں کے خواب کا تذکرہ کرتے ہوئے "لذتیین" کے باقی دیمقراطیس اور پھر ارسطو، افلاطون، پلینی، سسرو، بقراط اور جالینوس کے نظریات خواب پر طائرانہ نگاہ ڈالی ہے اور ان کو بھی (ANIMISM) کی باقیات بتایا ہے۔ نظریات جدیدہ کے سلسلہ میں مقالہ نگار نے ڈیکارٹ

کا نظریہ لکھا ہے۔ پھر اس پر لاک کا اعتراض نقل کیا ہے۔ ڈیکارٹ کے اصول کے مطابق اس کے پیرون کا عقیدہ ہے کہ ہم لوگ برابر خیال کرتے رہتے ہیں اس لیے خواب کی بھی مسلسل تکوین ہوتی ہے۔ لاک کہتا ہے لوگ ہر برابر اپنے خوابوں کا شعور نہیں رکھتے۔ اور یہ بالکل ناقابل قبول بات ہے کہ سوئے ہوئے آدمی کا نفس خیال کر سکتا ہے۔ لیبنیز، اور کینٹ کا بھی یہی خیال ہے کہ ہم لوگ برابر خواب دیکھتے رہتے ہیں۔ اس کے بعد مقالہ نگار نے ڈیوگلڈ اسٹیوارٹ، گوڈورتھ، اے۔ شیرنر، وغیرہ کی رائیں نقل کی ہیں لیکن اپنا فیصلہ نہیں کیا ہے۔

ایف ہیروگن (F. HEERWAGEN) نے اعداد و شمار کے ذریعہ یہ ثابت کیا ہے کہ عورتیں بہ نسبت مردوں کے زیادہ خواب دیکھتی ہیں۔ بالخصوص وہ عورتیں زیادہ خواب دیکھتی ہیں جو زیادہ سوتی ہیں۔ انحطاط عمر کے ساتھ خواب دیکھنے میں بھی کمی ہو جاتی ہے۔ بعض لوگوں کا تجربہ ہے کہ خواب کے اندر حواس کے مختلف اوراد و وظائف ہوتے ہیں۔ باصرہ ساٹھ فی صدی، سامعہ پانچ فیصدی، ذائقہ تین فیصدی، اور شامہ ۰۵ء۱ فی صدی ہوتا ہے۔ جب ذائقہ اور شامہ کی تحریک ہوتی ہے تو باصرہ پچاس فی صدی ہو جاتا ہے اور حواس جنکی تحریک ہوتی ہے۔ عمومی حالات کی نسبت سے دوگنی ہو جایا کرتی ہیں۔

بعض مفکرین کا خیال ہے کہ خواب کا حدوث عموماً بیس اور پچیس سال کے درمیان زیادہ ہوتا ہے۔ ایچ موؤسلی کہتا ہے کہ ۲۰۔ اور ۲۵ کے درمیان زیادہ ہوتا ہے

ڈی سینٹس (DE SANTIS) نے ۱۶۵ مردون اور ۵۵ عورتون
سے سوال کیا اور خواب کے باب مین دونو جنسون کے متعلق جس نتیجہ پر وہ پہنچا وہ
ہیرویچن ، اور کیلکنس کی رایون سے مل جاتا ہے - ۱۳ فیصدی مردون ، اور ۳۳
فی صدی عورتون نے کہا کہ وہ برابر خواب دیکھتے ہین - ۲۷ فیصدی مردون اور
۵۴ فیصدی عورتون نے کہا کہ وہ اکثر دیکھتی ہین - ۵۰ فیصدی مردون اور ۱۳
فیصدی عورتون نے کہا کہ شاذ و نادر وہ خواب دیکھتی ہین - یعنی مجموعی طور پر
۱۰۹ مرد اور عورتین ایسی تھیں جنہون نے کہا کہ وہ خواب مطلق نہین دیکھتیں -

---

زندگی ایک مجموعہ ہے امید و طلب کا ایک شیرازہ ہے تمنا و آرزو کا۔ لیکن چونکہ کائنات پر قانون تنازع فی الحیات جاری ہے اس لئے ہر امید کے ساتھ یاس کا تلازم اور ہر ولولہ طلب اور شوق جستجو کے ساتھ ناکامیوں کا تصادم بھی دہر کی بوقلمونیوں کا ایک عام تجربہ ہے غالباً یہی سبب ہے کہ عرفی نے اپنے سیلاب آرزو کو روک کر نشاط یاس پیدا کرنے کی کوشش کی ہے ؎

پائے بر یاس فشردم غم امید گزشت ٭ کہ گمان داشت کہ این درد دوائے دارد

امیدیں پیدا ہوتی ہیں۔ ذوق عمل میں ہیجان پیدا ہوتا ہے لیکن بخت نامساعد ہے۔ تو ناکامی معلوم احساسات لطیفہ نے تسکین تمنا کی ایک جدید ہیئت پیدا کر دی جسے غالب نے یوں ادا کیا ہے ؎

رنج نومیدی جاوید گوارا رہیو ٭ خوش ہوں گر نالہ زبونی کش تاثیر نہیں

ہر انسان کو اپنی زندگی میں مختلف مراحل سے گذرنا ہوتا ہے۔ عہد طفولیت سے زمانہ پیری تک انسان میں مختلف جذبات پیدا ہوتے ہیں۔ وہ مشاہدات اور تجارت کی مختلف منزلیں طے کرتا ہے۔ ایک وقت وہ جبری تعلیم پاتا ہے لیکن پھر جبر و قہر شوق و شغف سے پڑھتا ہے۔ ایک وقت وہ تمام گھر کا محبوب رہتا ہے۔ لیکن جب شعور حقیقی پیدا

ہوتا ہے تو وہ اپنی محبوبیت کو کسی دوسری ہستی پر قربان کرنے لگتا ہے اگر تعلیم وتربیت اور نشو ونما اچھے ماحول سے اثر پذیر ہوئی ہے تو پھر یہ قربانی ایک مرکزی صورت اختیار کر لیتی ہے اور جیسا کہ فاسٹر ای ایف اسکاٹ کا نظریہ ہے کہ انسان کے تمدنی اور معاشری محاسن اسی شعور جنسیات سے پیدا ہوتے ہیں۔ تو پھر صنعت و موسیقی، شاعری و ادب کی طرف رجحان ہوتا ہے جسے اسٹریا کے فلسفی فریوڈ نے "تشریح نفسیات" میں قانون تجمید (SUBLIMATION) سے تعبیر کیا ہے" انگلستان کا مشہور نفسی ولیم جیمس اس کا وکاو شورش کو قانون عارضیہ کے ماتحت رکھتا ہے اور یہ صحیح ہے کہ انسان کے ہنگامۂ عمل کو یہاں بھی استقرار نہیں۔ اس کا اضطراب جستجو اس کی سراسیمگی آرزو کوئی دوسرا نشیمن اختیار کرتی ہے جسے فاسٹر اسکاٹ نے "عشق خیالی" (ROMANTIC LOVE) بتایا ہے اور جہاں پہونچکر انسان کی تمنائیں جسم سے کوئی رشتہ نہیں رکھتیں بلکہ تصور اور خیالات اس کے قلب میں ایک کیف والہانہ موجیں مارتا ہے اسی کو صوفیاء نشیمن قدس یا "وصل" (UNITIVE STATE) بتاتے ہیں غالب نے شاید اسی مرحلہ پر پہونچ کر کہا تھا ؎

دل ڈھونڈتا ہے پھر وہی فرصت کہ رات دن ✤ بیٹھے رہیں تصور جاناں کئے ہوئے

فلاسفہ کے نزدیک تصور نتیجہ ہے۔ حافظہ کی بارش خیالات کا یہی حافظہ بیداری میں تصور ہے۔ اور نیند میں خواب غالب کا تصور جاناں عالم تمکین و ہوش کی پیداوار ہے جسے جیمس نے اپنے مبادی نفسیات میں "تصور اعادی" (REPRODUCTIVE) سے موسوم کیا ہے لیکن ظاہر ہے کہ ہر شخص حریف عالم "تمکین و ہوش" نہیں اس لئے

ضرورت ہے کہ باندازہ ظرف قدح خوار اس کے نشاط نوش و نوش کا سامان بہم پہونچایا جائے۔ غالب مرحوم کا یہ تصور جانان خواہ جسم و جسمانیات تک محیط ہو یا کسی "ہستی ازل اور روح سرمدی" سے جسے اٹھویں صدی کے صوفی شاعر جامی نے یوں پیش کیا ہے سہ

احسن شوقا الی دیار لقیت فیہا جمال لیلیٰ + کہ می رساند از ان نواحی نوید لطفے بہ جانب ما

ہر چند غالب کے خیال پر جامی نے اضافہ کیا ہے لیکن صاف نہیں بتایا کہ اس شہود کا تعلق بیداری سے ہے یا نیند سے بہر حال انسان کی زندگی کا بیشتر حصہ کسی نہ کسی اضطراب جستجو میں گذرتا ہے اور اس کے دل میں خیال ایک تمنائے ولا فتہ بنکر رہ جاتا ہے کہ وہ کسی نہ کسی طرح اس اضطراب کا سامان سکون پیدا کرے۔

"عالم رؤیا" اس بےچینی کا علاج تھا۔ کون کہ سکتا ہے کہ اس کے دل میں کوئی تمنا پیدا ہوئی اور اس نے خواب کے اندر پوری ہوتے نہ دیکھا۔ لوگ کہتے ہیں "خواب" خیال ہے اس کی شیدائیت انسان کی بے عمل زندگی کی تاریخ ہے لیکن اس سے کسی کو انکار ہو نہیں سکتا کہ جب تک کوئی شخص کسی شئے کا خواب نہیں دیکھتا ہے اسے حاصل کرنے کی کوشش بھی نہیں کرتا جیسا کہ اکابر فلاسفہ و نفسیین جمیس فرایڈ اور کرامی وغیرہ کا خیال ہے حافظہ کے اندر جو ارتسامات شواہد رہتے ہیں وہی خواب کے اندر ایک جلوہ اور ظہور بنکر باطن میں لذت نظر کا احساس پیدا کر دیتے ہیں۔ شولز کا نظریہ ہے کہ کوئی شئے ہمارے دماغ سے جسے حافظہ ایک بار منضبط کر چکا ہے ہمیشہ کے لیے ناپید نہیں ہو سکتی۔ اب عشاق کے لئے تصور جانان اور صوفیاء کے لیے اتحاد وصل کی کوئی

آسان تدبیر ہوسکتی تھی - تو وہ خواب تھی - ایک مبتلائے محبت سلمیٰ کو خواب مین دیکھکر
جسطرح آشفتہ یا متلذذ ہوتا ہے کسی انسانی تجربہ سے مخفی نہین لیکن کاش یہ دید بھی
بود اختیاری ہوتی - جمال سلمیٰ کا یہ کیف افزا نظارہ اپنی قدرت مین ہوتا ایک آزردہ
احساسات بستر پر محو خواب ہو جانے کے بعد جسطرح اس خیالی دنیا مین غرق ہو جانیکی
آرزو رکھتا ہے جامیؔ کے اس شعر سے اس کا اندازہ لگا سکتے ہین سہ

چشم می دارند خلقے دیدنِ رویت بخواب ناخود این دولت نصیب دیدۂ بیدار کیست

لیکن فرایوڈ "تاویل الاحادیث" مین لکھتا ہے کہ اکثر علماء کا خیال ہے کہ کوئی خیال
دماغ کے اندر عالم بیداری مین جبتک شدت کے ساتھ متمکن رہتا ہے اسے خواب کے
اندر نہین دیکھ سکتے اور جب عالم بیداری مین دماغ سے اس کی پر زور جا گزینی جاتی رہتی
ہے تو وہ خیال خواب کی صورت اختیار کر لیتا ہے - اور یہی وجہ ہے کہ کسی مرے
ہوئے محبوبہ کو اس وقت تک خواب مین نہین دیکھتی جب تک اس کی فرقت
غم بے اندازہ ہم پر طاری ہوتا ہے ہر چند مس کلم نے اس مسئلہ مین جمہور علمائے نفس
سے اختلاف کیا ہے - اور اس کے خلاف واقعات جمع کئے ہین - ہلدبرینڈ
جو سابق الذکر نظریہ کا ایک معزز رکن گذرا ہے لکھتا ہے کہ "یہ عجیب و غریب بات
ہے کہ خواب مین ایسے عناصر کے ذریعہ کسی رویت کا ظہور نہین ہوتا جو اہمیت
پہلو لئے ہون یا ان کا استقرار دماغ کے اندر شدت انگیز ہو - یعنی اگلے دن کا کوئی
اہم واقعہ یا وہ جذبہ جس سے ہمارے قلب و روح پر گہرا اثر ہو خواب کے اندر رونما نہین ہوتا
بلکہ خواب ایک مجموعہ ہوتا ہے غیر اہم معاملات کا اور اس کے اجزائے ترکیبی مشتمل

ہوتے ہیں تجربہ جدیدہ یا تجربہ بعیدہ کے متعلق عناصر پر اگر ہم لوگوں کے خاندان میں کوئی نہایت دردناک وفات ہوئی ہو جس کے تاثرات سے ہم رات گئے تک جاگتے رہے ہوں۔ تو وہ ہمارے حافظے سے غائب ہو جاتی ہے یہاں تک کہ جب ہم بیدار ہوتے ہیں تو اولین ساعت میں یہ دردانگیز احساس شدت کے ساتھ عود کر آتا ہے[۱]۔

اس کے برخلاف اگر کسی گذرنے والے مسافر (جس کے نظر سے غائب ہونے کے بعد ہمارے دماغ میں اس کا خیال بھی نہ آیا ہو۔) کی جبین پر ایک خال ہو تو وہ خواب کے اندر رونما ہوتا ہے۔ ہیولاک ایلس کا بھی یہی خیال ہے کہ وہ گہرے جذبات جن کے جلوے ہم عالم بیداری میں مشاہدہ کرتے ہیں۔ وہ سوالات اور مسائل جن کے متعلق ہم نے اپنی آرزومندانہ دماغی قوت صرف کی ہے عالم خواب میں فی الفور

---

[۱] امام غزالی نفسیات کے ایک زبردست محقق گذرے ہیں ارادہ ہے کہ ان کے افکار نفسیاتی سے مغربی علما۔۔ کے خیالات کا مقابلہ کیا جائے۔ اور بتایا جائے کہ انہوں نے علم النفس میں کیسے قابل قدر اضافے کئے ہیں۔ ہلڈربرنیٹ کا یہ نظریہ بالکل امام غزالی سے ملتا ہوا ہے اور چونکہ مغربی علماء نے یورپ کی اکثر زبانوں میں امام غزالی کے افکار و استقراء کے تراجم شائع کئے ہیں اس لئے بہت ممکن ہے کہ نفسیاتی دنیا میں یورپ کا معلم مشرق ہی کا فرزند ہو، امام غزالی فرماتے ہیں "صاحب مصیبت چوں از خواب درآید زخم مصیبت بر دل او عظیم تر بود کہ جان صافی شدہ باشد در خواب پیش از آنکہ با محسوسات معاودت کند"

ظاہر نہیں ہوئے جہاں تک مستقبل قریب کا تعلق ہے خواب میں روزانہ زندگی کے
ناچیز ہنگامی اور از یاد رفتہ تاثرات عود کرتے ہیں وہ نفسی حرکات و اعمال جو گہرے
طور پر بیدار رہتے ہیں۔ وہی ہیں جن پر نیند کا گہرا غلبہ ہو جاتا ہے، اسیطرح بنز (BINZ)
کا نظریہ ہے کہ ہماری حیات شاعرہ خواب کے اندر ایسے نقوش و صور پیش کرتی ہے
جن پر عالم بیداری میں ہم کچھ التفات نہیں رکھتے۔ اس کے برعکس دماغ کے اندر تجربہ
کے جو نہایت ہیجان پیدا کرنے والے واقعات منضبط رہتے ہیں انہیں منصۂ شہود
پر نہیں لاتی۔ الغرض افکار دماغی کی یہی طلسمی حرکت و عمل ہے، جس کے باعث
ایک مہجور حافظ کے اندازۂ لغزش پا کے مطابق "مستانہ وش نقاب زرخسار برکشیم"
کا مصداق نہیں ٹھہرتا بلکہ وہ غیر مربوط، غیر اہم، اور ناقابل التفات خیالات کی
ایک شیرازہ بندی کا مشاہدہ کرتا ہے جس کا بڑا حصہ بیداری میں وہ فراموش کر جاتا
ہے۔ فرایوڈ نے اسٹرومپل کے حوالہ سے اس نظریہ پر کافی بحث کی ہے ہرچند اخرالذکر
نے اس فراموش کاری کا کوئی واحد سبب نہیں بتایا ہے بلکہ متعدد توجیہات پیش
کیئے ہیں۔ ظاہر ہے کہ انسانی زندگی میں خواب کو اہمیت حاصل ہے اور جس قدر
مسئلہ اہم ہے۔ اسیقدر تجربہ اور مطالعہ آسان ہے افراد خود اپنی زندگی میں خواب
کے بیشمار واقعات پا سکتے ہیں اور اگر ان پر غور و خوض کریں تو یقیناً عضویات و
نفس کے عجیب و غریب اکتشافات ہمارے پیش نظر ہوں ہر قوم اور ہر ملت کے
اندر خواب کے متعلق واقعات پائے جاتے ہیں۔ اہل مغرب عضویات PHYSIOLOGY
ونفسیات (PSYCHOLOGY) کی روشنی میں خواب کا مطالعہ کرتے ہیں ارباب مشرق

اسے بالکل الہام، عرفان روح، اور نطق خداوندی سے تعبیر کرتے ہیں اور ہم مغرب و مشرق کے محققین کے انکشافات کا مطالعہ کرنے کے بعد کہہ سکتے ہیں کہ بعض اوقات عضویات اور نفسیات کی مدد سے خواب کی توجیہہ نہیں کر سکتے اس لئے خواب کے متعلق اسلام کا مسلک نہایت عقلی ہے۔ خود ارسطو اپنی کتاب "متعلقہ خواب" اور ان کی تعبیرات میں جس کا حوالہ فرایوڈ نے اپنی کتاب میں دیا ہے اور جسے وہ خواب کے متعلق نفسیاتی تحقیق کی پہلی کتاب کہتا ہے لکھا ہے کہ خواب ایک ایسی ماہیت رکھتا ہے اور اگر اس کی صحیح تاویل کی جائے تو اس کے اندر گہرے معانی پنہاں ہوتے ہیں۔

ڈاکٹر فرایوڈ کی تشریحات

تکمیل آرزو

فرایوڈ کہتا ہے کہ "خواب کسی آرزو یا خواہش کی تکمیل" کا نام ہے۔ اور اس کے ثبوت میں اس نے خود اپنا ایک نہایت پر لطف خواب لکھا ہے وہ لکھتا ہے کہ ایک خواب کے متعلق میرا تجربہ ہے کہ جب میں چاہوں دیکھ سکتا ہوں اگر میں رات کیوقت چھوٹی چھوٹی مچھلیاں زیتون یا دوسری تیز نمک دی ہوئی چیز کھالوں تو رات کے وقت مجھ پر تشنگی کا غلبہ ہوتا ہے اور میں بیدار ہو جاتا ہوں۔ بیداری کے قبل میں ہمیشہ ایک خواب دیکھا کرتا ہوں جس میں یہی واقعہ پایا جاتا ہے کہ "میں پانی پی رہا ہوں" پانی ایسا شیریں معلوم ہوتا ہے، جیسے تشنگی کے باعث حلق سوکھ جائے اور سرد پانی پینے کو ملجائے۔ اس کے بعد میں بیدار ہو جاتا ہوں تو اسے محسوس کرتا ہوں اس حس سے پانی پینے کی خواہش پیدا ہوتی ہے۔ اور خواب کے اندر میں اسی اقتضائے فطری کی تکمیل پاتا ہوں، ایک دوسرے موقع پر سونے کے قبل مجھے پیاس معلوم ہوئی اور میں نے شیشہ کا پانی جو میرے پہلو میں ایک صندوق پر رکھا ہوا تھا خالی کیا، رات کے وقت چند ساعت گذرنے کے بعد دوبارہ تشنگی کا غلبہ ہوا۔ اور اسمیں بھی

بھی تھی ، اب اگر میں پانی لے سکتا تھا تو اس شیشہ سے جو میری اہلیہ کے صندوقچہ پر
رکھا ہوا تھا، میں نے خواب میں دیکھا کہ میری بیوی ایک ظرف سے مجھے پانی پلا رہی ہے
یہ وہ ظرف ہے جسمیں قدیم زمانہ میں مردون کی راکھ جلا کر رکھ چھوڑتے تھے ۔ اسے میں
اپنی اطالوی سیاحت سے واپس آتے وقت گھر لایا تھا اور پھر اسے دے ڈالا تھا ،
لیکن (یہاں سے خواب کا تذکرہ کرتا ہے) اسمین جو پانی تھا اس قدر شور تھا کہ میں
جاگ اوٹھا ۔ اب دیکھنا یہ ہے کہ کس خوبی سے پانی پینے کی خواہش پوری ہوتی
ہے اپنے آرام کے مقابل میں انسان دوسرون کی راحت کا خیال نہیں رکھتا ،
یعنی خواب میں خود اٹھکر پانی پینے کے بجائے بیوی کو دیکھا کہ پلا رہی ہیں ۔ اس ظرف کا
تعارف بھی جس میں قدماء مردون کی راکھ رکھتے تھے ۔ ایک خواہش کا تکملہ ہے یہ بھی
اس شیشۂ آب کے مثل ہے جو میری بیوی کے پہلو میں رکھا ہوا تھا اور اب میری دسترس
سے باہر تھا ۔ یعنی فرایوڈ کی تمنا تھی کہ کاش یہ ظرف اس وقت میرے ہی قبضہ میں ہوتا
اپنے ایک دوسرے خواب کے متعلق لکھتا ہے " میرا دستور تھا کہ میں رات کے
وقت زیادہ دیر تک کام کرتا رہتا تھا ۔ اور اس لئے سویرے بیدار ہونا میرے لئے
بڑی مصیبت تھی اس وقت میں خواب میں دیکھا کرتا تھا کہ میں بستر سے اٹھ گیا ہون
اور غسلخانہ میں کھڑا ہون ، اسکے بعد مجھے خیال ہونے لگتا تھا کہ میں بیدار ہو چکا ہون
اور اس تدبیر سے میری باطنی خواہش جس میں نیند کی لذت کی افراط ہوتی پوری
ہوتی رہتی ، میرے ایک اور رفیق بھی اس قسم کا خواب تکاسل دیکھا کرتے ،

بھی تھی ، اب اگر مین پانی لے سکتا تھا تو اس شیشہ سے جو میری اہلیہ کے صندوقچہ پر
رکھا ہوا تھا، مین نے خواب مین دیکھا کہ میری بیوی ایک ظرف سے مجھ پانی پلا رہی ہے
یہ وہ ظرف ہے جسمین قدیم زمانہ مین مردون کی راکھ جلا کر رکھ چھوڑتے تھے - اسے مین
اپنی اطالوی سیاحت سے واپس آتے وقت گھر لایا تھا اور پھر اسے دے ڈالا تھا ،
لیکن (یہان سے خواب کا تذکرہ کرتا ہے) اسمین جو پانی تھا اس قدر شور تھا کہ مین
جاگ اوٹھا - اب دیکھنا یہ ہے کہ کس خوبی سے پانی پینے کی خواہش پوری ہوتی
ہے اپنے آرام کے مقابل مین انسان دوسرون کی راحت کا خیال نہیں رکھتا ،
یعنی خواب مین خود اوٹھکر پانی پینے کے بجاے بیوی کو دیکھا کہ پلا رہی ہین - اس ظرف کا
تعارف بھی جس مین قدماء مردون کی راکھ رکھتے تھے - ایک خواہش کا تملہ ہے یہ بھی
اس شیشہ آب کے مثل ہے جو میری بیوی کے پہلو مین رکھا ہوا تھا اور اب میری دسترس
سے باہر تھا - یعنی فرلوڈ کی تمنا تھی کہ کاش یہ ظرف اس وقت میرے ہی قبضہ مین ہوتا
اپنے ایک دوسرے خواب کے متعلق لکھتا ہے " میرا دستور تھا کہ مین رات کے
وقت زیادہ دیر تک کام کرتا رہتا تھا - اور اس لئے سویرے بیدار ہونا میرے لئے
بڑی مصیبت تھی اس وقت مین خواب مین دیکھا کرتا تھا کہ مین بستر سے اٹھ گیا ہون
اور غسلخانہ مین کھڑا ہون ، اسکے بعد مجھے خیال ہونے لگتا تھا کہ مین بیدار ہو چکا ہون
اور اس تدبیر سے میری باطنی خواہش جس مین نیند کی لذت کی افراط ہوتی پوری
ہوتی رہتی ، میرے ایک اور رفیق بھی اس قسم کا خواب تکاسل دیکھا کرتے ،

کا رکنا پسند نہیں کرتی یعنی حاملہ ہونا نہیں چاہتی ۔ یہ پہلی مرتبہ حاملہ ہونیکی علامت ہے ۔ میرے ایک دوسرے دوست لکھتے ہیں کہ "میری بیوی نے خواب میں دیکھا ہے کہ میرے سینہ پر دودھ کے دھبے ہیں"۔ یہ بھی حاملہ ہونے کی علامت ہے ۔ لیکن پہلی صورت سے متمایز ہے ۔ نوجوان ماں اپنے دوسرے بچہ کے لئے پہلے بچہ کی بہ نسبت زیادہ دودھ کی خواہش مند ہے ۔ ایک شخص اپنے بچوں کے ساتھ ڈاربیچ ٹہلنے گیا اور اس کا ارادہ تھا کہ راہر رہٹ کی زیارت کرتے چلیں لیکن چونکہ دیر ہوگئی اس لئے وہ واپس آگیا اور بچوں کی دلشکنی کے باعث وعدہ کیا کہ کسی دوسرے دن پھر اس کی زیارت کریں گے ۔ واپسی کے وقت ایسی نشانی ظاہر ہوئی جو ہامیو کی طرف رہنمائی کرتی تھی ۔ بچوں نے وہاں بھی جانے کی خواہش کی لیکن اس تاخیر کے عذر کے باعث انہیں پھر قانع ہو جانا پڑا ۔ دوسرے دن صبح کے وقت اسکی ہشت سالہ لڑکی باپ کے نزدیک آئی ۔ اور کہنے لگی کہ ابا میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ آپ راہر رہٹ اور ہامیو میں ہمارے ساتھ ہیں لڑکی بے چین تھی ۔ اس لئے اس نے باپ کے وعدہ کو اسطرح پورا ہوتے دیکھا ۔ فرایوڈ لکھتا ہے کہ خود میری بچی نے جو تین سال چار ماہ کی تھی ایک رات "اوسے" کے منظر جمیل کے اثر سے خواب دیکھا ۔ میں اسے کشتی پر لئے ہوئے جھیل سے گذر رہا تھا چونکہ منظر کی دلکشی میں لڑکی محو تھی ۔ اور کشتی بہت جلد ساحل پر پہونچ گئی اس نے کشتی سے اتر کر زور زور سے رونا شروع کر دیا ۔ دوسرے دن صبح کے وقت اس نے کہا کہ میں رات کے وقت جھیل میں سفر کر رہی تھی ، فرایوڈ نے اس باب میں اکثر خواب کے معتبر واقعات درج

کئے ہیں اور اپنے نظریہ کی تائید کی ہے جنہیں تطویل اور مماثلت افکار (واقعات کی یکرنگی) کے باعث یہاں درج نہیں کیا جاتا ۔

خواب میں پیچیدگی

بیداری کیطرح خواب میں انسان کیفیات کے مختلف منازل سے گذرتا ہے۔ کبھی وہ ہنستا ہے، کبھی روتا ہے۔ کبھی خوف کھاتا ہے، کبھی غیظ وغضب میں آتا ہے۔ کبھی بزدلی کا اظہار کرتا ہے۔ کبھی جوانمردی کا۔ اگر فرائیڈ کا یہ نظریہ صحیح ہے کہ "خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے" تو یہ متضاد کیفیتیں انسان پر کیوں طاری ہوتی ہیں؟ پروفیسر موصوف نے اپنی کتاب "تاویل الاحادیث" کے ایک باب "خواب میں پیچیدگی" کے عنوان سے اسی مسئلہ پر روشنی ڈالی ہے۔ تکوین خواب میں انسان کی اخلاقی تربیت، ذہنی رجحان، عضوی خصائص کو بہت دخل ہے۔ یہی وجہ ہے کہ ایک زاہد خواب کے اندر مسجد و خانقاہ مصلیٰ و تسبیح ذکر و شغل کے مناظر دیکھتا ہے اور ایک رند حضرت بیدل سرآردی کے الفاظ میں "موج مے" کی لہروں میں پیچ وتاب کھاتا پھرتا ہے ؎ آسمان خم مے شفق ساغر مہ و خورشید ہیں ٭ کہکشاں پر مجھ کو ہوتا ہے گماں موج مے ــ اسیطرح ایک جاہ طلب انسان اپنی خود زحمتوں میں، ایک ماہر سیاسیات تمدنی و معاشرتی مسائل کے حل و عقد میں ایک طبیب علاج درد مندان میں اور ایک عاشق دامان یاد سے وابستگی میں، خواب کے اندر بھی لطف حاصل کرتا ہے۔ ہر شخص اپنی گزشتہ زندگی پر غور کر کے تجربہ

نکال سکتا ہے۔ کہ اس کی بڑی سے بڑی آرزو بھی خواب کے اندر پوری ہوئی۔ لیکن
شرط یہ ہے کہ انسان پہلے ضبط آہ میں صرفہ پیدا کرے پھر دیکھے نفس جانگداز اسکو
خیال دنیا کے کس دلکش تماشہ گاہ میں پہونچا دیتا ہے اگر اسے عبادت و ریاضت میں
لذت ملتی ہے تو خواب کے اندر اسے ایک روحانی نشیمن قدس دکھائی دیتا ہے
اگر وہ اخطل اور ابونواس کی بادہ پیمائی اور اس کے احساسات لطیفہ کا جذبہ رکھتا
ہے تو اسے نیند میں ساقی و شراب و کباب اور "مطرب بہ نغمہ رہزن تمکین و ہوش"
کے مناظر نظر آویں گے جس کے نہایت نشاط انگیز نقوش قرآن مجید نے اپنے ایک
خاص ادبی انداز میں "اکواب و اباریق وکاس من معین" (کوزے مینا
اور ساغر شراب) "فاکھۃ" (میوے) "لحم طیر" (چڑیے کا گوشت)
اور "حور عین" (بڑی بڑی آنکھوں والی عورتیں) کا وعدہ کر کے پیش کئے ہیں
اور جیسے فارسی لب و لہجہ میں مولانا رومی فرماتے ہیں:۔

خمار عشق در آرد بگور تو تحفہ ؛؛ شراب و شاہد و شمع و کباب و نقل و بخور ؛؛

لیکن با اوقات ایسا ہوتا ہے کہ انسان ہیئت اجتماعیہ کے مراسم مذہب
کے قیود اور حکومت کے قوانین سے ڈر کر اپنے خیال کو باطن کے خلاف پیش کرتا ہے
یا اصل خواہش کو بزور دبا کر ایسا خیال ظاہر کرتا ہے جسے اجتماع مستحسن
خیال کرے جسے مذہب محمود سمجھے۔ اور جو حکومت کے نزدیک ایکے تمدن کے
منافی نہ ہو۔ اس لئے انسان میں بیک وقت دو متضاد امیال و عواطف کار
فرما ہوتے ہیں۔ ایک طرف تو اصل جذبہ کو صاف صاف الفاظ میں ظاہر نہ کر سکا

خوف رہتا ہے۔ دوسری طرف باطن میں تکمیل آرزو کی نمنا رہتی ہے۔ فرائیڈ کے نزدیک خوف و آرزو کے اسی تصادم سے خواب کے اندر پیچیدگی پیدا ہو جاتی ہے وہ لکھتا ہے:۔

"ہاں بعض تشویشناک خواب ایسے ہیں جو اس عام کلیہ "خواب کسی آرزو کا تکملہ ہے" کے مخالف معلوم ہوتے ہیں۔ لیکن ارباب علم کو اس پر غور کرنا چاہئے کہ میرے نظریات ان "ظاہری مواد خواب" (MANIFEST DREAM CONTENT) کو قبول کرنے پر مبنی نہیں بلکہ ان کا علاقہ اس "مجموعہ خیال" (THOUGHT CONTENT) سے ہے جو خواب کے پس پردہ رہتا ہے یعنی خواب کی اصلی تحریک تو اسی مجموعۂ خیال سے ہوئی۔ جس کے عناصر ظاہری طور پر خواب میں نمایاں نہیں ہوتے۔ لیکن تحلیل و تجزیہ کے بعد معلوم ہوتا ہے کہ اسی مجموعہ خیال (THOUGHT CONTENT) کے بعض افکار حقیقۃً تکوین خواب کے محرک تھے اب مجھے یہ بتانا ہے کہ خواب کے مواد بیّنہ (MANIFEST DREAM CONTENT) اور مواد مخفیہ (LATENT CONTENT) میں کیا فرق ہے؟ یہ صحیح ہے کہ بعض خواب کے اندر المناک واقعات پائے جاتے ہیں، لیکن کیا کسی نے اس قسم کے خواب کا تجزیہ کیا اور اس کے مواد مخفیہ کی تحقیق کی؟ جب ایسا نہیں ہوا تو کسی کو حق نہیں کہ وہ میرے اصول پر اعتراض کرے چونکہ بہت ممکن ہے کہ وہی المناک واقعات جو خواب کے اندر رونما ہوتے ہیں۔ تشریح کرنے پر کسی آرزو کا تکملہ ثابت ہوں۔ حکمت کی کتابوں میں یہ مفید خیال کیا گیا ہے کہ جب کسی مسئلہ کے

حل و عقد مین دقتین پیدا ہون۔ تو کوئی دوسرا مسئلہ انتخاب کرتے ہین، پس اس صورت مین یہان صرف یہی ایک سوال پیدا نہین ہوتا ہے کہ کس طرح الم انگیز اور متوحش خواب کسی آرزو کا تکملہ ہو سکتے ہین، بلکہ بحث و تمحیص کے بعد ہم لوگ خود بخود یہ سوال اٹھا سکتے ہین، کہ وہ خواب جن مین ناقابل التفات مواد ہوتے ہین، اور وہ حقیقۃً کسی آرزو کا تکملہ ہین اس تکمیل کو حجاب اور خفا مین رکھکر کیون پیش کرتے ہین؟ اور پھر یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ خوابون کے مسخ ہونے کا آغاز کہان سے ہوتا ہے؟ ان سوالات کے جواب مین فریوڈ نے بعض نہایت اہم اور دلچسپ خواب کے حالات لکھے ہین "سنہ ۱۸۹۷ء کے موسم بہار مین مجھے خبر ملی کہ دار العلوم کے دو خطیبون نے مجھے اسسٹنٹ پروفیسر کے منصب کے لیے منتخب کیا ہے، مجھے بالکل اچانک طور پر یہ خبر ملی اور اس کے باعث مجھے بیحد مسرت ہوئی۔ چونکہ ارباب انتخاب کی ہمدردی مین کسی عصبیت کا شائبہ نہ تھا۔ لیکن فوراً ہی مین نے خیال کیا کہ مجھے اس واقعہ سے کسی قسم کی امید وابستہ نہین رکھنی چاہیے۔

چونکہ گزشتہ چند سال کے اندر دار العلوم کے ارباب حل و عقد نے اسی قسم کی تجویز پر کوئی غور و خوض نہین کیا اور میرے متعدد شرکائے کار جو مجھ سے زیادہ عمر اور استعداد علمیہ کے اعتبار سے مساوی درجہ رکھتے تھے۔ اپنے تقرر کے لیے عبث انتظار کر رہے تھے اس لیے کوئی وجہ نہ تھی کہ مین اپنے متعلق کسی کامرانی کا خیال کرون اس کے بعد مین نے خود کو تسکین دینی شروع

کی کہ جہاں تک میں مطالعۂ باطن کرتا ہوں مجھے زیادہ خواہش بھی نہیں۔ چونکہ میں اپنے
مطب کے مشاغل میں کسی مزید لقب کے بغیر زیادہ کامیاب ہوں اس کے علاوہ یہاں
یہ سوال ہی نہیں تھا کہ " انگور شیریں ہیں یا ترش؟ " کیونکہ یقیناً یہ میری دسترس
سے زیادہ بلندی پر ہے۔ ایک دن شام کے وقت میرے ایک شریک کار جنکی
قسمت کے مطالعہ سے میں نے اپنی ناکامی کا نتیجہ نکالا تھا۔ مجھ سے ملنے کے لیے آئے
وہ مدت سے پروفیسر کے عہدہ کے لئے امیدوار تھے، اور اپنے حصول مقصد کے
لئے میری بہ نسبت زیادہ تلے ہوئے تھے۔ چونکہ ایک طبیب کو پروفیسری کا عہدہ
" نائب خدا " کے درجہ تک پہونچا دیتا ہے۔ اس لئے وہ وقتاً فوقتاً دار العلوم
کے دفاتر میں اپنی درخواستیں بھیجنے کے عادی تھے۔ اس قسم کی ایک سعی لاحاصل
کر کے وہ میرے پاس آئے وہ کہنے لگے کہ انہوں نے اس مرتبہ ایک گوشہ
میں دفعت کے ایک معزز رکن سے دریافت کیا کہ میری ناکامی میں عقاید تو مخل نہیں
اس نے جواب دیا کہ یقیناً موجودہ خیالات عامہ کے ہوتے ہوئے ہز اکسلنسی کو اس
کا موقعہ نہیں۔ اس کے بعد میرے .. .. دوست نے اور باتیں کہیں جن سے میری
ناامیدی کے خیال میں مزید توثیق ہوئی کیونکہ وہی عقیدہ کا سوال میرے متعلق
بھی پیدا ہو سکتا تھا۔

اس ملاقات کے بعد دوسرے دن میں نے مندرجہ ذیل خواب دیکھا جو اپنی
نوعیت کے اعتبار سے قابل غور ہے۔ میرا دوست " ر " میرا چچا ہے میں اس کیلئے
قلب میں بڑی محبت پاتا ہوں۔ اس کی صورت کسی قدر متغیر ہے۔ چہرہ کتابی ہے

اوس کے اردگرد زرد رنگ کی ڈاڑھی ہے جو صاف اور نمایاں ہے ' پہلے
مین نے اس خواب کی تعبیر نہ سمجھی اور یہ کہہ کر ٹال دیا کہ یہ بالکل لغو اور "اضغاث
احلام" ہے لیکن تمام دن باوجود کوشش بھی مین دماغ سے اس کا خیال دور نہ کر
سکا۔ آخر کار شام کے وقت مین ان الفاظ مین خود کو ملامت کرنے لگا کہ اگر کوئی
دوسرا شخص تعبیر کے وقت اسے لغو یا مہمل کہتا تو تم اسے بہت ڈانٹتے اور شبہ
کرتے کہ خواب کے پس پردہ بعض ایسے ناخوشگوار معاملات ہین جنہین خواب
کا دیکھنے والا ظاہر کرنا نہین چاہتا۔ اس لئے مین نے آخرکار اس کی تعبیر سمجھنے کی کوشش
کی اور مین اس طور سے غور کرنے لگا کہ "ر" میرا چچا ہے اس کے کیا معنی؟
میرے تو ایک ہی چچا "یوسف" ہین یقیناً ان کا قصہ پُر افسوس ہے وہ بعض ایسے
اشغال کے دلدادہ تھے جنہین قانون حکومت قابل مواخذہ ٹھیراتا ہے۔ اور جس پر
میرے چچا کو سزا بھی ملی ' میرے والد جو چند ہی دنون مین غم کے مارے ضعیف ہو گئے
ہمیشہ کہا کرتے تھے کہ تمہارے چچا "یوسف" کوئی بدمعاش آدمی نہ تھے
لیکن یہ تھا کہ وہ سادہ لوح تھے ـــ

اب اگر میرا دوست "ر" میرا چچا ہے تو یہ بمنزلہ اس خیال کے ہے کہ
"ر" سادہ لوح (SIMPLETON) ہے لیکن خواب مین جو مین نے صورت
دیکھی وہ لمبی تھی اور اس پر زرد داڑھی تھی۔ میرے دوست کی داڑھی بالکل
سیاہ تھی۔ لیکن جب سیاہ بال والے لوگ بوڑھے ہونے لگتے ہین تو ان کی
سیاہ داڑھی کے ہر بال مین جداگانہ ایک ناخوشگوار رنگ کا تغیر ہوتا ہے۔

پہلی پہل یہ سرخی آمیز بادامی رنگ کا ہو جاتا ہے پھر زردی مائل بادامی رنگ اختیار کر لیتا ہے اور اس کے بعد بالکل سفید ہو جاتا ہے۔ میرے دوست "د" کی ڈاڑھی اسی منزل سے گذر رہی ہے اور اس طرح میری بھی جس کے مشاہدہ سے مجھے افسوس ہوتا ہے۔ خواب کے اندر میں جو صورت دیکھ رہا ہوں۔ وہ بیک وقت میرے چچا کی بھی صورت ہے اور میرے دوست "ر" کی بھی (یہ گیلٹن کے مجموعی تصاویر عکسی) کے مثل ہے۔ جنہیں اوس نے خاندانی مشابہت پر زور دینے کے لئے چند تصاویر کا مجموعہ کی حیثیت سے ایک پلیٹ میں تیار کیا تھا۔ اس صورت سے یہ ممکن ہے کہ میں نے حقیقتہً یہ خیال کیا ہو کہ میرا دوست "ر" میرے چچا یوسف کے مثل سادہ لوح ہے۔ ابھی تک میرے خیال میں یہ بات نہیں آئی کہ میں نے یہ مشابہت کیوں قائم کی؟ میرے چچا ایک مجرم تھے۔ میرا دوست "ر" ایک بے گناہ آدمی تھا۔ شاید انہوں نے صرف ایک مرتبہ ایک امیدوار محرر کو بائیسکل سے ضرب لگا دی تھی۔ اس لئے انہیں سزا ہو گئی تھی۔ کیا میں اسے ایک جرم خیال کر سکتا تھا۔ اگر وجہ مشابہت یہ تھی تو ایک نہایت احمقانہ اور مضحکہ خیز مواد نہ تھا۔ یہاں مجھے ایک مکالمہ یاد آتا ہے جو مجھ میں اور میرے ایک شریک کار "ن" کے درمیان واقع ہوا تھا۔ اور غالباً اسی موضوع پر تھا۔ ان سے مجھے سڑک پر ملاقات ہوئی وہ بھی پروفیسر کے عہدہ کے لئے منتخب ہوئے ہیں۔ اور جب انہیں معلوم ہوا کہ مجھے بھی یہ اعزاز ملنے والا ہے تو انہوں نے مجھے مبارکباد دی میں نے پرزور لہجہ میں اس کا رد کیا۔ تم آخری آدمی ہو جو اس قسم

کی ظرافت کر رہے ہو! کیا تمہیں اس کا علم نہیں کہ خود تمہارے معاملہ میں انتخاب کو کون سا درجہ حاصل ہے؟ اس پر اس نے کہا (گو اس میں وہ جوش نہ تھا) تم کو اس کے متعلق یقین نہ رکھنا چاہیئے۔ میرے خلاف ایک خاص عذر ہے کیا تمہیں معلوم نہیں کہ ایک عورت نے میرے خلاف قانونی استغاثہ کیا تھا میں تمہیں ان فضول باتوں کا یقین دلانا نہیں چاہتا کہ کس طرح میری تذلیل کی کوشش کی گئی تھی اور کس طرح میں نے مستغیثہ کو سزا پانے سے بچا لیا۔ لیکن معاملہ دفتر میں پرزور طریقہ سے پیش ہو گا۔ تاکہ میرا تقرر نہ ہو لیکن تم تو اس قسم کی بدنامی سے مبرا ہو۔ فرایوڈ کہتا ہے یہاں پر مجھے مجرم کا پتہ چلتا ہے اور ساتھ ہی تمثیل خواب کی تعبیر بھی معلوم ہو جاتی ہے۔ میرے چچا یوسف میرے دونوں شرکائے کار کی نیابت کر رہے ہیں ایک تو سادہ لوح تھا۔ دوسرا مجرم ہے میں یہ بھی جانتا ہوں کہ کس مقصد سے مجھے اس نیابت کی ضرورت ہے اگر عقیدہ کے خیال سے میرے دونوں احباب کا تقرر معرض تعویق میں رہا تو میرے متعلق بھی یہی سوال پیدا ہو گا۔ لیکن اگر میں دونوں احباب کی ناکامی کو دوسرے اسباب کی طرف منسوب کر دوں، تو مجھ میں نہیں پائے جاتے تو میری امید کو کوئی ٹھیس نہیں لگتی۔ میرے خواب کا ابتدائی زینہ یہی ہے کہ "ر" کو وہ سادہ لوح اور "ن" کو مجرم قرار دے رہا ہے چونکہ میں نہ سادہ لوح ہوں نہ مجرم جو حضرات اس منصب کے امیدوار ہیں اس طرح سے برطرف ہو گئے۔ اس طور سے مجھے پروفیسری کا عہدہ ملنے کی امید ہو گی اور میرے نفس نے جبر کی یہ کیفیت محسوس کرنے سے جو افسر اعلیٰ نے میرے دوست "ر" کو دی تھی نجات

پائی۔ فرایڈ لکھتا ہے کہ اب بھی میرا نفس مطمئن نہیں ہے اور مجھے خواب کے اس پہلو پر بحث کرنا ہے جس میں میں نے اپنے حصول مقصد کی غرض سے اپنے دو معزز دوستوں کی تذلیل کی ہے۔ میں اس شخص سے مباحثہ کے لئے تیار ہوں جو یہ خیال کرے کہ میں حقیقتہً اپنے دوست "ر" کو سادہ لوح اور "ن" کو مجرم خیال کرتا ہوں حقیقت یہ ہے کہ خواب کے اندر صرف آرزو کا اظہار کیا گیا ہے کہ واقعہ ایسا حادث ہو یعنی دارالعلوم کے ارباب حل وعقد "ر" کو اس کی سادہ لوحی (حالانکہ حقیقتہً میں اسے سادہ لوح نہیں سمجھتا) اور "ن" کو اس کے الزام جرم (حالانکہ میں اس کے محاسن اخلاق کا معترف ہوں) کے باعث منصب کے لئے نامزد نہ کریں اور میرا تقرر ہو جائے فرایڈ کہتا ہے کہ جب کبھی عالم خواب کی کسی آرزو کا پتہ نہ چلے یا یہ تکمیل آرزو پردہ خفا میں رہے تو سمجھنا چاہئے کہ اس آرزو کے خلاف کوئی متصادم احساس کارفرما ہے۔ اور اس تصادم اور رد عمل کے باعث جب کبھی آرزو کو اپنے اظہار کا موقع ملتا ہے تو صرف اس بدلی ہوئی صورت میں معاشرانہ زندگی میں کہاں اس قسم کے نقش عمل کی بدلی ہوئی صورت پائی جاتی ہے؟ صرف وہاں جہاں ایک شخص کچھ طاقت رکھتا ہے۔ اور دوسرا اس طاقت سے اثر پذیر ہے تو یہ دوسرا آدمی اپنے اعمال نفسیہ کو بظاہر بدلی ہوئی صورت میں پیش کرے گا اور ظاہر داری جو ہم روزانہ زندگی میں برتتے ہیں بڑی حد تک نفس کے حقیقی تہیجات کے اختفا یا باطن کی خلاف ورزی کا نتیجہ ہے۔ صحافی زندگی کو لیجئے ایک ماہر سیاسیات جب حکومت کے سامنے بعض ناخوشگوار حقائق پیش کرنا چاہے گا تو اسے یہ صورت لاحق ہوگی۔

وہ مجبور ہو جاتا ہے کہ "سنسر" کے خوف سے معتدل اور محرف صورت میں اپنے نظریات کا اظہار کرے یا حملہ میں مخصوص شکلیں اختیار کرے یا صاف صاف نکتہ چینی کرنے کے بجائے اشارہ اور کنایہ سے کام لے یا اعتراضات کو ایسا جامہ پہنا دے کہ حقیقی صورتیں بظاہر محجوب ہو جائیں۔ جہاں تک "سنسر" کا خوف زیادہ ہو گا وہیں تک حقیقی واقعات کی شکل بھی بگڑی ہوئی ہو گی۔ اس لئے ہم لوگ ہر انسان کے متعلق یہ کہہ سکتے ہیں کہ اس کی تکوین خواب میں بہ یک وقت دو نفسی میلان و عواطف کارفرما رہتے ہیں ان میں ایک تو اس آرزو کی تعمیر کرتا ہے جسے خواب ظاہر کرتا ہے اور دوسرا اس آرزوئے خواب کے خلاف نفرت (یا خوف) کا اظہار کرتا ہے۔ اور انہیں نفرت انگیز طاقتوں کے باعث خواب کے اندر ژولیدگی اور پیچیدگی ہو جاتی ہے۔ ناخوشگوار خواب بھی دراصل کسی آرزو کا تکملہ ہیں۔ ناخوشگواری ایک ضمنی حیثیت رکھتی ہے۔ خواب دراصل کسی نہ کسی آرزو ہی کو پیش کرتا ہے۔ یہ اور بات ہے کہ ضمناً اس میں اور ناخوشگوار باتیں شامل ہو جاتی ہیں اور یہ نتیجہ ہوتا ہے ردعمل کا، اگر ہم لوگ خواب کے صرف ان واقعات پہ غور و خوض کرنے لگیں جو ضمنی درجہ رکھتے ہیں تو یقیناً ہم لوگ خواب کی تعبیر نہیں سمجھ سکتے جس طرح ہم لوگ یہ کلیہ قائم کرتے ہیں کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے اسیطرح یہ بھی نتیجہ نکلتا ہے کہ "خواب کسی دبی ہوئی آرزو کی چھپی ہوئی تکمیل ہے"۔

۵۰

عشقیہ خواب

اس کلیہ کے خلاف کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے ایک نوجوان خاتون نے ڈاکٹر فرائیڈ سے اپنا خواب بیان کیا "آپ کو معلوم ہے کہ میری ہمشیرہ کو اب صرف ایک بچہ چارلس ہے بڑے لڑکے اوٹو نے جبکہ میں اسی گھر میں تھی انتقال کیا۔ اوٹو میرا دلارا تھا حقیقتاً میں نے ہی اسکی پرورش کی تھی، دوسرے چھوٹے بچے (چارلس) کو بھی میں بہت عزیز رکھتی تھی، لیکن اس قدر نہیں جتنا مرنے والے اوٹو کو چاہتی تھی، اب میں نے گزشتہ رات کو خواب میں دیکھا کہ چارلس میرے سامنے مردہ پڑا ہے وہ اپنے چھوٹے سے کفن میں پڑا تھا، اس کے دونو ہاتھ وابستہ تھے، چاروں طرف شمعیں جل رہی ہیں، اور ٹھیک ایسا معلوم ہو رہا ہے جیسا اوٹو کی وفات کے وقت معلوم ہوتا تھا، جبکہ میں نے بجید صدمہ اوٹھایا تھا اب آپ بتائیے کہ اس کے کیا معنی ہوئے؟ آپ مجھے جانتے ہیں، کیا میں ایسی بری ٹھیری کہ اپنی بہن کے بقیہ ایک بچہ کی موت چاہتی ہوں یا اس کے یہ معنی ہیں کہ میں اوٹو کے بدلے چارلس کی موت چاہتی ہوں۔ کیونکہ میں اوٹو کو زیادہ پیار کرتی تھی، فرائیڈ کہتا ہے میں نے اسکو یقین دلایا کہ یہ تعبیر ناممکن ہے۔ بعض اشارات کے بعد میں اسکو تعبیر بتا سکا۔ جس کی اس نے بھی توثیق کر دی"۔

یہ خاتون کم سنی میں یتیم ہو گئی تھی، اس کی ایک بہن نے جو عمر کے لحاظ سے
اس سے بہت بڑی تھی، اس کی پرورش کی، اس گھر میں جو احباب یا ملاقاتی
آتے تھے، ان میں ایک شخص نے اس کے قلب پر ایک گہرا نقش چھوڑا ایسا معلوم ہوتا
تھا کہ یہ تعلقات ازدواجی رشتہ پر ختم ہوں گے۔ لیکن بڑی بہن اس مسرت انگیں
عروج (CULMINATION) میں رخنہ انداز ہوئی، اس کا پتہ کبھی نہ لگا کہ
یہ ردو احتجاج کس غرض پر مبنی تھا، اس شکست عہد کے بعد اس آدمی نے جس کو
یہ خاتون بہت پیار کرتی تھی، گھر میں آنا جانا بند کر دیا۔ ننھے آوٹو کی وفات کے بعد
وہ خود مختار ہو گئی تھی، آوٹو جب تک زندہ تھا اسکی محبت کا وہی مرکز تھا، لیکن
خاتون اپنی بہن کے دوست کی آرزو کبھی دل سے نہ نکال سکی، اسکی رعنائی کا تقاضا
تھا کہ وہ کبھی بھی اپنے محبوب سے گریز کرے لیکن اس کے لئے یہ نا ممکن تھا کہ وہ اپنا دل
جو اپنے محبوب کو دے چکی تھی اب ان اشخاص کی نذر کرے جو اس سے رشتہ ازدواج
استوار کرنے کے لئے باری باری خود کو پیش کر رہے تھے، جب کبھی وہ آدمی جو ایک
علمی پیشہ سے تعلق رکھتا تھا اپنے خطبہ کا اشتہار دیتا تو اس دن مجمع سامعین میں اس
خاتون کی حاضری بھی ضروری تھی، وہ ہر موقعہ کی تاک میں رہتی تھی کہ نظر بچا کر اپنے
محبوب کو دیکھ لیا کرے، ڈاکٹر فرائیڈ کہتا ہے۔ مجھے یاد آتا ہے کہ ایک دن اس خاتون
نے مجھ سے کہا تھا کہ پروفیسر صاحب کسی مجلس شوریٰ میں جا رہے تھے اور خاتون بھی شوق
دید میں جا رہی ہے، یہ واقعہ خواب کے دن کا ہے، اور وہ جلسہ اس دن ہونے والا
تھا، جس دن خاتون نے مجھ سے خواب بیان کیا میں آسانی کے ساتھ خواب کی صحیح تعبیر

کر سکتا تھا۔ اس لئے میں نے خاتون سے سوال کیا کہ اس کو کوئی ایسا واقعہ یاد ہے جو ننھے اوٹو کی وفات کے بعد واقع ہوا ہو، فوراً ہی اس نے جواب دیا "یقیناً اس وقت ایک مدت کی غیر حاضری کے بعد وہ پروفیسر میرے مکان پر آئے" اور میں نے ننھے اوٹو کے کفن کے پہلو میں ان کو دیکھا" واقعہ کی نوعیت ٹھیک وہی تھی جو میں نے خیال کیا تھا۔ میں نے اس کی تعبیر بتائی، "اگر وہ دوسرا بچہ مر جاتا تو وہی باتیں دوبارہ واقع ہوتیں۔ تم اس دن اپنی بہن کے ساتھ بسر کرتیں، پروفیسر صاحب تعزیت کے لئے آتے" اور تم ان کو انہیں حالات کے ماتحت دیکھتیں جیسا کہ پہلے دیکھ چکی تھیں۔ خواب کی تعبیر اس کے سوا دوسری نہیں، کہ تمہارے دل میں دیدار کی آرزو تھی جس کے خلاف باطنی طور پر تم مجاہدہ کر رہی تھیں، میں جانتا ہوں کہ آج کے جلسہ کے لئے تم اپنے بٹوہ میں ٹکٹ لے جا رہی ہو، تمہارا خواب بے صبری کا خواب ہے۔ اس نے آج ہونے والے جلسہ کی حقیقی روح چند گھنٹے قبل تمہارے سامنے پیش کر دی" خاتون نے "اخفائے آرزو کیلئے بظاہر ایک ایسے سماں کا انتخاب کیا تھا جس میں اس قسم کی آرزوئیں عموماً دبی رہتی ہیں۔

پراسرار خواب

فرایوڈ کے ایک دوست نے خواب دیکھا اور اس سے بیان کیا "مین نے خواب مین دیکھا
کہ مین پہلو مین ایک خاتون کو لیکر اپنے مکان کے سامنے ٹہل رہا ہون - یہان ایک بند گاڑی
ٹھیری ہوئی ہے - ایک آدمی آتا ہے، پولیس کا نوکر ہونے کی سند پیش کرتا ہے، اور مجھکو
اپنے ساتھ چلنے کا حکم دیتا ہے - مین صرف وقت مانگ رہا ہون، جس مین اپنا کام انجام
دے لون، کیا ڈاکٹر صاحب یہ میری آرزو ہے کہ مین گرفتار ہو جاؤن" ؟ اس کا مجھے
اعتراف ہے کہ ہرگز نہین "-

فرایوڈ :- کیا آپ کو یاد ہے کہ کس الزام مین آپ کو گرفتار کیا گیا -

دوست :- ہان مجھے یقین ہے کہ بچہ کشی کے لئے میری گرفتاری عمل مین آئی تھی ،

فرایوڈ :- بچہ کشی ! لیکن تمھین معلوم ہے کہ صرف ایک مان ہی ایسا جرم اپنے ایک
نو مولود کے ساتھ کرسکتی ہے - آپ نے کن حالات کے ماتحت یہ خواب
دیکھا ، شام کو کیا واقعہ ہوا تھا ؟

دوست :- مین وہ نہین بیان کرسکتا یہ ایک نازک معاملہ ہے -

فرایوڈ :- مجھے وہ واقعہ معلوم ہونا چاہیے ورنہ مین تعبیر بتانے سے معذور رہونگا -

دوست :- اچھا تو مین کہونگا - رات مین نے گھر پہ نہین بسر کی، بلکہ ایک خاتون

کے مکان پر گزاری جو کہ میری بہت طالب تھی۔ جب ہم لوگ صبح کے وقت بیدار ہوئے، تو ہمارے درمیان "کوئی چیز" پھر واقع ہوئی، تب میں پھر سو رہا، اور وہ خواب دیکھا جو ابھی بیان کر چکا ہوں۔

فرایوڈ ــــ کیا اس عورت کی شادی ہو چکی ہے۔؟

دوست ــــ ہاں

فرایوڈ ــــ اور تم چاہتے ہو کہ وہ حاملہ نہ ہو

دوست ــــ نہیں، اگر حاملہ ہوگی تو افشائے راز ہوگا۔

فرایوڈ ــــ تب تم جماع کی تکمیل نہیں کرتے،

دوست ــــ میں انزال کے قبل.............

فرایوڈ ــــ کیا تم مجھے اس کی اجازت دو گے؟ کہ میں خیال کروں کہ رات کے درمیان تم نے کئی مرتبہ ایسی چال کی اور صبح کے وقت تم کو پوری طرح یقین نہ تھا کہ تم اپنی کاروائی میں کامیاب ہوئے!

دوست ــــ یہ بات ہو سکتی ہے۔

فرایوڈ ــــ تب تمہارا خواب ایک آرزو کی تکمیل ہے اس کے ذریعہ تم یقین کر لیتے ہو کہ تم نے حاملہ نہیں ہونے دیا۔ جو برابر ہے اس امر کے کہ تم نے ایک بچہ کی جان لی۔ تم کو "لینو" کی وہ نظم بھی یاد ہے، جس میں اس نے بچہ کی کشی اور امتناع حمل کو ایک سطح پر رکھا ہے۔

= دوست نے اعتراف کیا کہ دوپہر کے وقت اسکو "لینو" کا خیال آیا تھا =

فرائیڈ — تم کو معلوم ہے کہ چند روز ہوئے ہم لوگوں کے درمیان بحث ہوئی تھی جو ازدواجی
زندگی کی مصیبت اور اوقات جماع سے متعلق تھی، بچہ کشی کا ارتکاب
بھی غور طلب ہے یہ صرف عورتوں کا شیوہ ہے۔ تم نے خواب میں اس
کا ارتکاب کرتے کیوں دیکھا،

دوست — برسوں گزرے میں ایسے ایک معاملہ میں پھنسا ہوا تھا، میرے قصور سے
ایک لڑکی نے حمل گرا کر اپنے کو بچانے کی کوشش کی، اس کاروائی میں میرا
کوئی دخل نہ تھا لیکن فطری طور پر میں بہت دنوں تک آشفتہ رہا کہ کہیں یہ
راز فاش نہ ہو جائے۔

فرائیڈ — میں نے سمجھا، اسی یاد کے باعث پتہ چلتا ہے کہ تمہارا یہ قیاس کہ تم برے
طریقہ سے اپنی چال چلے تم کو المناک معلوم ہوا،

عہدِ ماضی کی ایک تمنا

ایک طویل خواب کے سلسلہ میں ایک خاتون نے دیکھا کہ اس کی پندرہ سال کی لڑکی ایک بکس پر اس کے سامنے مردہ پڑی ہے، اس نے اس کو ڈاکٹر فرایوڈ کے کلیہ خواب کے منافی تصور کیا۔ لیکن اس کو خیال ہوا کہ لفظ "بکس" کے ذریعہ خواب کے متعلق کوئی دوسرا خیال قائم ہو سکتا ہے اس کو یاد آیا کہ شام کے وقت لفظ "بکس" اور جرمن زبان میں اس کے بے شمار ترجموں کے متعلق باتیں ہوئی تھیں۔ ممکن ہے خاتون نے انگریزی لفظ (BOX) اور جرمن لفظ (BUCHSE) میں مشابہت کا قیاس کیا ہو اور پھر اس کے حافظہ میں یہ بات بھی عود کر آئی ہو کہ عام گفتگو میں "بکس" اور (BUCHSE) دو لفظ عورتوں کی بچہ دانی مراد لی جاتی ہے۔ اس لئے خاتون کے خیال میں یہ بات آئی کہ بچہ کا بکس پر پڑے رہنا بچہ دانی میں رہنے کے مرادف ہوگا۔ تفسیر و تجزیہ کے اس زینہ پر پہونچکر وہ خاتون انکار نہ کر سکی کہ یہ خواب اس کی ایک آرزو کی تکمیل کا نتیجہ ہے۔

دوسری نوجوان خواتین کی طرح وہ حاملہ ہوئی تو اس کو خوشی نہ تھی اور کئی مرتبہ اس نے مجھ سے یہ خواہش ظاہر کی کہ بچہ پیدا ہونے کے قبل مر جائے ایک دن خاتون کو غصہ آیا۔ اور اس نے اپنے شوہر کی موجودگی میں اپنی شکم پر گھونسے مارے

تاکہ بچہ اندر مر جائے۔ اس لئے مردہ بچہ حقیقۃً آرزو کی تکمیل کا نتیجہ تھا۔ لیکن ایسی آرزو جو پندرہ سال ہوئے پیدا ہوئی تھی اس نے تعجب انگیز نہیں۔ کہ تکمیل آرزو کا پتہ نہ چلا۔ چونکہ اس کو مدت گزر چکی تھی اور اس درمیان میں بہت سے تغیرات ہو چکے تھے۔
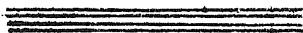
عشق پر مذہب و تصوف کا حجاب

ہماری ہزاروں خون شدہ آرزوئیں ہوا کرتی ہیں ، ہم اپنی دبی ہوئی اور تشنہ آرزوؤں کی تکمیل کے لئے خواب دیکھتے ہیں ۔ خواب دراصل کسی نہ کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے یہ اور بات ہے کہ سادہ طبع لوگوں کے خواب سے فوراً یہ راز سمجھ میں آجاتا ہے اور جو لوگ زیادہ ہوشیار ہیں ان کی مصلحت کوشیاں خواب کی حقیقی روح کو بعض غیر مربوط اور متضاد عناصر میں گم کر دیتی ہیں ۔ جیسا کہ اوراق سابق میں ڈاکٹر فرائڈ کے ذاتی خوابوں اور ان کی تشریح و تجزیہ سے پتہ چلا ہوگا میرے دوست کا خواب بھی اسی کلیہ کے ماتحت رکھا جا سکتا ہے ۔

"ک" ایک رات خواب میں دیکھتے ہیں ۔

"میں "و" نامی گاؤں میں ہوں اور اس کی مسجد کے نزدیک باہر کھڑا ہوں اس اثنا میں ایک کثیر جماعت مسجد سے نکل کر سڑک پر آرہی ہے گویا کسی بزرگ کی مشایعت میں یہ مجمع مسجد سے باہر نکل کر گاؤں کے اندر جانے والی سڑک پر چلا جا رہا ہے ۔ اس میں بعض میرے شناسا بھی ہیں ۔ اس وقت مجھے دھندلا سا یہ خیال آتا ہے کہ یہ مجمع حضرت سرورِ کائنات صلعم کے ساتھ جا رہا تھا ۔ مگر میں نے آپ کی صورت نہیں دیکھی ۔ مجمع کے گزر جانے کے بعد میں مسجد کے اندر داخل ہوا ۔ رواق کے اندر "د"

سے ملاقات ہوئی، جن کے رخسار پر آنسو کے قطرے ٹپکے ہوئے تھے۔ اور گریہ وزاری کی
علامت تھی، میں نے پوچھا تو انہوں نے نہایت رقت آمیز لہجہ میں جواب دیا۔ " دنیا پیچھا
نہیں چھوڑتی " اس کے بعد میں تنہا آگے بڑھا زمین سے صحن مسجد بہت مرتفع ہے علیحدہ
کے سائبان ہیں ہر دو جانب چبوترہ ہیں اور ساری مسجد میں ایک ایسا سماں معلوم
ہو رہا ہے۔ گویا ابھی کوئی میلہ ختم ہوا ہے۔ مسجد کے بائیں جانب ایک بلند چبوترہ پر ایک
حجرہ بنا ہوا ہے۔ حجرہ کے اندر جانے کے لئے سیڑھیاں لگی ہوئی ہیں میں اندر داخل ہوا۔
حجرہ کے اندر دیوار کی الماری کے بالائی حصہ میں چند کتابیں رکھی ہیں۔ زمین پر مخمل کا ایک
فرش بچھا ہوا ہے۔ اور ایک گاؤ تکیہ لگا ہوا ہے۔ دو تین آدمی جو میری طرح اس حجرہ
کے مالک سے ملنے آئے ہیں مجھ سے کہتے ہیں کہ آپ اس فرش پر تشریف رکھیں میں نہایت
نیازمندانہ عذر کرتے ہوئے ان میں ایک صاحب سے گدی پر بیٹھنے کو کہہ رہا ہوں۔ آخر کار
وہ جگہ خالی رہی۔ اور کوئی نہیں بیٹھا ؛ حجرہ نشین کا کسی قدر انتظار کر کے میں نیچے چلا آیا۔
تھوڑی دیر کے بعد حجرہ کے مشرقی سمت سے میں جانے لگا۔ دیکھا کہ ایک آدمی سر تا
پا چادر تانے ہوئے۔ ایک چارپائی پر آرام کر رہے ہیں۔ مشرقی سمت سے حجرہ کے اندر
داخل ہونے کے لئے سیڑھیاں نہیں بنی تھیں، حجرہ سطح زمین سے مرتفع تھا میں حیص
بیص میں تھا کہ کیونکر حجرہ تک پہونچوں۔ اس حصہ میں نہ تو حجرہ کی دیوار تھی نہ دروازہ
بلکہ لکڑی کا ایک جال بنا ہوا تھا، کسی نے کہا کہ بس اتنا ہی حوصلہ ہے؟ یکایک
میری نظر دائیں جانب ایک تار پر پڑی، جو حجرہ کی جالی تک ملحق تھا اسی تار کو پکڑ کر
میں رسن باز کی طرح لٹکتا ہوا جالی تک پہونچا، ایک بزرگ دیوار کا تکیہ لگائے

جال سے لگے بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کی داڑھی مہندی سے رنگی ہوئی تھی، اور زیادہ لانبی نہ تھی، گورے چٹے، نہ زیادہ موٹے نہ دبلے، متوسط قامت کے انسان تھے، ہڈیاں مگر چوڑی تھیں، سینہ فراخ تھا، میں نے عقیدتمندانہ اپنا ہاتھ جال کے اندر بڑھایا آپ نے اپنا دست راست بڑھایا میں نے ہاتھ میں ہاتھ دیدیا۔ آپ کی زبان مبارک سے فقط یہ کلمہ نکلا "بہ شرط اتباع سنت" اس کے بعد مجھے یاد نہیں، میری نیند کھل گئی۔ یا کسی اور خواب کا سلسلہ شروع ہوا"

یہ خواب جس قدر دلچسپ ہے اسی قدر پرمعنی بھی ہے۔ صوفیہ تو اس کی کوئی اور توجیہ کریں گے۔ اس سے میں بحث کرنا نہیں چاہتا۔ کہ صوفیانہ عقائد کے مطابق "ک" کو کسی خاص بزرگ کی روحانیت نے اپنا فیض پہونچایا۔ میں اسی دنیا کے آب وگل کے امثال وعلل سے اس کا پتہ لگانا چاہتا ہوں، کہ میرے دوست "ک" نے یہ خواب کیوں دیکھا؟

سب سے پہلے "ل" نامی بستی غور طلب ہے، میرے دوست کو اقرار کرنا پڑا کہ انکی ایک عزیز ترین ہستی یہاں رہتی ہے۔ اور اس پر بزعم خود کسی زمانہ میں وہ مفتون تھے اور اب بھی اپنی "حدیث درد" سنایا کرتے ہیں جو میرے خیال میں ان کی سادہ لوحی اور حسن ادا کی تصور کا نتیجہ ہے بہر حال یہ مسلم ہے کہ ان کو کبھی اپنی پاک محبت کا خبط تھا اور اب بھی اس کا اثر ہے، سوال کرنے پر انہوں نے بتایا کہ خواب دیکھنے کے دو تین دن قبل وہ گاؤں "ل" میں بے اختیارانہ چلے گئے تھے، اس قسم کی مسجد جو ہمارے دوست نے خواب کے اندر دیکھی "ل" میں موجود ہے۔

"د" میرے دوست کے مخلص رفیق کار ہیں ان کا اخلاق نہایت پاکیزہ اور طبیعت دردمندانہ واقع ہوئی ہے۔ مذہب کا جوش اور نماز کی پابندی رکھتے ہیں۔ بزرگ کی شکل وشمائل اور بیعت وعقیدت کا راز یہ تھا کہ خواب دیکھنے سے چند روز قبل انہوں نے حضرت شیخ **نجم الدین کبریٰ**ؒ کی سوانح زندگی کا مطالعہ کیا تھا اور آپ کی کرامت وبزرگی، ذکر وشغل، بیعت ورشاد سے حد درجہ متاثر ہوئے تھے۔

بزرگ کا یہ فرمانا کہ یہ "شرط اتباع سنت" کیا معنی رکھتا ہے میرے دوست "ح" پہلے سنت کے بڑے پابند تھے۔ کچھ دنوں سے ان کے خیال میں کچھ افسردگی پیدا ہو گئی تھی، غالباً یہ اسی جدید افسردگی کا ردعمل تھا، یا پھر یہ پورا فقرہ حضرت شیخ احمد النامقی الجامی کے خیال کا اعادہ ہے۔ جس کو عرصہ ہوا میرے دوست "نفحات" میں پڑھ چکے تھے، خواجہ مودود چشتی نے اپنے ریعان شباب میں شیخ احمد النامقی سے معرکہ کارزار گرم کرنا چاہا تھا پھر خواجہ مودود چشتی نے شیخ احمد کی بزرگی اور کرامت کا اعتراف کیا اور آپ کے ہات پر بیعت کی۔ نوجوان صوفی نے عرض کیا، میرے لئے دعاء برکت کیجئے، آپ نے خواجہ کو سامنے بلایا۔ اور ہات پکڑ کر گود میں بٹھا لیا اور تین بار فرمایا، "بہ شرط علم"

صرف کسی خواب کو سن کر تعبیر نہیں بتائی جا سکتی، بلکہ خواب دیکھنے والے سے اس کے حالات ماضیہ اور مشاغل حال کے متعلق استفسار کرنے اور عناصر ترکیبی کی تحلیل وتجزیہ کرنے کے بعد کوئی قطعی فیصلہ کیا جا سکتا ہے۔ میرے دوست

"ک،، کا خواب بھی ان کے علائق قلب و روح کی مجمل تاریخ ہے اور کس کو اس سے انکار ہو سکتا ہے۔ کہ حضرت شیخ نجم الدین کبریٰؒ کے ساتھ ان کی عقیدتمندانہ آرزو پوری نہیں ہوئی، اور اسی دیار محبوب میں جس کے متعلق ابو فراس کہتا ہے:—

ومن مذھبی حبّ الدّیار و اھلھا

وللنّاس فیما یعشقون مذاھبُ

(محبوب کے وطن اور اس کے ساکنوں کے ساتھ محبت کرنا میرا دین و مذہب بن گیا ہے انسان کو جس کے ساتھ محبت ہوتی ہے وہی اس کا مذہب ہو جاتا ہے)

مسجد نبوی کا ایک منظر

" **رات** مجھے ایک نہایت لطیف اور مبارک خواب دیکھا، پہلے تو دیکھا کہ ایک مولوی (عربی طالب العلم) صاحب سے کہہ رہا ہوں کہ آپ کیا آپ ایسے دو تین آدمی بھی آئیں تو مجھے زیر نہیں کرسکتے، مولوی صاحب بھی تھے دھن کے پکے، وہ بھی مقابلہ کے لئے تیار ہو ہی گئے، اکھاڑا موجود تھا، میں بھی آستین چڑھا کر کود پڑا اور مولوی صاحب سے لپٹ گیا، تھوڑی ہی دیر میں ان کو مسلم اوٹھا کر چت زمین پر رکھدیا اس کے بعد دیکھتا ہوں، کہ پختہ مکان ہے، اس کی دیوار سفید اور بڑا دروازہ (جو اکثر بڑے لوگوں کے گھروں میں ہوتا ہے) مشرقی سمت ہے دروازہ کے سامنے مشرقی جانب ایک گلی ہے۔ اور اس کے دکھن طرف دو ہاتھ کے فصل پر گلی سے قد آدم اونچے مقام پر ایک مسجد ہے۔ جس کا قبلہ (حقیقۃً نہیں لیکن میری رویت احساس کے لحاظ سے) دکھن ہی طرف ہے۔ مسجد کا صحن بہ خط مستطیل واقع ہے۔ پختہ مکان جس کے دروازہ پر میں کھڑا ہوں، اور مسجد کے درمیان جنوب و شمال کی طرف ایک گلی گئی ہے۔ تمام صفائی معلوم ہوتی ہے۔ ہر چہار طرف سکون اور خموشی ہے۔ شاید کسی نے کہا کہ جہاں میں کھڑا ہوں وہ ازواج مطہرات نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان

ہے اور وہ مسجد مسجد نبوی ہے ۔ میں نے سخت حسرت سے کہا کہ افسوس یہ تو وہ اصل شئے ہے نہیں ، لوگوں نے اس کی ابتدائی حالت بدل دی ، نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں اس کی عمارت کھجور کی ڈال اور پتیوں سے بنائی گئی تھی ۔ کاش وہی اصل صورت ہوتی ۔ اس وقت اپنے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کا مکان اور مسجد دیکھنے کے بعد میرے دل میں مسرت اور طمانینت پیدا ہونے کی بجائے (اصل ہیئت کے بدل جانے کے باعث) حسرت موجود ہے ۔ لیکن دروازہ پر بائیں جانب کھڑا ہوا جب مسجد اور مشرقی مغربی گلی کے سامنے فضا کا خیال کیا تو دل میں ایک وقت پیدا ہوئی ۔ نہایت جوش اور ولولہ میں کہنے لگا ، کہ یہ وہی مقام ہے جہاں میرے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم اور صحابہ کرام رہتے تھے ۔ یہ خیال کر کے میں دروازہ کے بائیں سمت ، دیوار پر اپنا سر ٹیک کر زار وقطار رونے لگا اور نیند کھل گئی ۔

یہ وہ خواب ہے جو " م " نے اپنی ڈائری ، صدا نگار دل " (۲۵ ستمبر ۲۹ء) میں لکھ رکھا تھا ، جس شب کو " م " نے یہ خواب دیکھا اسی دن شام کے وقت مغرب کی نماز کے بعد وہ اپنے محلہ کی اس گلی سے آرہے تھے ۔ جس میں ارباب ثروت کے بڑے بڑے پختہ مکانات کا سلسلہ ہے ، اس نظارہ سے ان کے دل میں ایک خاص کیفیت ہوئی ، اسی شب کو مسجد میں عبدالرؤف نامی ایک شخص سے (جو اہلحدیث خیال کے ہیں) سنت اور بدعت ، مولود وقیام ، حیات نبی م بعد الموت ، کے متعلق بڑی دیر تک باتیں ہوئیں ، وہ حنفی مشرب طالب العلم بھی تھے ، ان سے بھی رد وکد ہوئی " م " نے سنت کی حقیقت اور

اس کے فوائد سمجھائے۔ عرصہ ہوا ہم نے ایک رسالہ میں پڑھا تھا کہ سفیان ثوری
جب مدینہ منورہ تشریف لے گئے۔ تو مسجد نبوی کی حالت دیکھکر فرمایا کہ میں تو
اس مسجد کو تلاش کرتا ہوں جس کی چھت کھجور کے پتوں اور ڈالیوں سے بنی
تھی، اور دیوار اور زمین کچی تھی، ڈاکٹر ابرکرامبی اور سگمنڈ فرائیڈ دونو متفق الرائے
ہیں کہ قدیم اور جدید خیالات باہم مل کر خواب میں نظر آتے ہیں۔

احساسات اخلاق

خواب میں انسان کی اخلاقی حالت قائم رہتی ہے یا نہیں! اس کے متعلق فلاسفہ کی دو جماعتیں ہیں۔ ایک اور دو متضاد نظریئے پیش کرتی ہیں جیسے ریڈ، اسٹاک، والکٹ وغیرہ کا عقیدہ ہے کہ خواب میں انسان اپنی اخلاقی حالت پر قائم نہیں رہ سکتا، وہ بدترین جرائم و معاصی کا مرتکب ہو جاتا ہے یہ نظریہ ڈاکٹر ابر کرامبی کے عقیدہ سے مل جاتا ہے۔ ڈاکٹر موصوف بھی یہی کہتے ہیں کہ خواب کے اندر تصورات کے سلسلے اس طرح مربوط ہو جاتے ہیں کہ ہم ان پر اپنا تصرف نہیں رکھ سکتے، دوسری جماعت جس کے علمبرداروں میں آر پی فیشر، ہیفنز، شوپنہار، شولز وغیرہ کا نام نظر آتا ہے یہ نظریہ پیش کرتی ہے کہ خواب ہی سے انسان کی طینت کا پتہ چلتا ہے، ایک بداخلاق اور مجرم خواب کے اندر بھی اپنی معصیت ہی کے نقوش پیش کرے گا۔ اسیطرح ایک پاکباز نیک نہاد انسان خواب کے اندر کبھی برائی نہیں کر سکتا، اس کا خواب اسکی روحانی فوقیت اور پاک باطنی کا ایک مظاہرہ ہوتا ہے، جیسن کہتا ہے "خواب میں لوگ زیادہ پاکباز اور نیک نہیں رہتے اس کے برخلاف خواب میں یہ معلوم ہوتا ہے کہ ضمیر خموش ہو جاتا ہے، یہاں تک کہ انسان کا احساس دردمندی مفقود ہو جاتا ہے، اور وہ سرقہ، قتل وغیرہ جیسے بدترین جرائم کا ارتکاب کرتا

ہے۔ اور اس پر کامل بے حسی اور بے غیرتی طاری رہتی ہے۔ ریڈ اسٹاک کہتا ہے کہ خواب کے اندر سلسلے اور خیالات اس طور سے مربوط ہو جاتے ہیں۔ کہ ان میں مدرکہ جمالیاتی ذوق، اور اخلاقی تمیز کا اثر باقی نہیں رہتا، اس عالم میں قوت ممیزہ حد درجہ کمزور ہو جاتی ہے اور اخلاقی بے حسی اعلیٰ پیمانہ پر کارفرما ہوتی ہے۔ والکٹ کا خیال ہے کہ ہر انسان جانتا ہے کہ خواب کے اندر علاقہ جنسی خصوصیت کے ساتھ اختیار سے باہر ہو جاتا ہے۔ جس طرح خواب دیکھنے والا، حد درجہ بے شرم اور اخلاقی احساس اور تمیز سے معرا ہوتا ہے۔ اسیطرح دوسرے دن کو بھی خواب میں دیکھتا ہے اور وہ ایسی معزز ہستیوں کو ایسے اعمال میں مشغول دیکھتا ہے، کہ بیداری میں ان کے متعلق اس قسم کے خیال سے حیرت آئیگی، شوپنہار کا خیال ہے کہ خواب کے اندر ہر شخص اپنے چلن کے مطابق عمل یا کلام کرتا ہے شوپنہار کیطرح دوسرے علما کا بھی یہی خیال ہے اور یہ مذکورہ بالا نظریات کے بالکل مخالف ہے۔ آر پی فیلشر کا بیان ہے کہ فاعلی احساسات اور خواہشات، تاثرات اور ولولے، عالم خواب میں ظاہر ہوتے ہیں۔ اور یہ کہ خواب میں انسان کی خصوصیات اخلاقی جھلک جاتی ہے۔ ہیفنر کہتا ہے شاذ و نادر مستثنیات کے ساتھ ایک صالح اور پاکباز آدمی خواب میں بھی صالح اور پاکباز رہے گا۔ اور اس عالم میں بھی حرص و ہوس کو تیاگ دیگا۔ اس کو عناد، حسد، غضب اور دوسری برائیوں سے الفت نہ ہوگی اسکے برخلاف ایک جرم پیشہ خواب کے اندر بھی اپنی بدکرداریوں کے وہی نقوش پیش کرے گا جو بیداری میں اس کے پیش نظر رہتے ہیں۔

شوبرٹ بتاتا ہے کہ خواب میں صداقت ہوتی ہے "غرور و پندار، انکسار و عجز پر پردہ پوشی کے باوجود ہم لوگ اپنی ہستی کو پہچان لیتے ہیں ایک ایماندار آدمی خواب میں بھی کوئی ذلیل خطا نہیں کرسکتا، اور اگر وہ کر بیٹھتا ہے تو اس پر خوف زدہ ہوتا ہے جیسے اس نے کوئی بات اپنی فطرت کے خلاف کی ہے ایک رومی شہنشاہ نے اپنی رعایا میں ایک شخص کی گردن مار دینے کا حکم دیا اس شخص نے خواب میں دیکھا تھا کہ اس نے شہنشاہ کا گلا کاٹ ڈالا شہنشاہ نے صحیح طور پر یہ نتیجہ اخذ کیا کہ جو شخص خواب کے اندر ایسی حرکت کا ارتکاب کرتا ہے وہ بیداری میں بھی اس قسم کا خیال کرتا ہوگا" جس چیز کا خیال ہمارے ذہن میں نہیں گزرتا اس کے متعلق ہم روزانہ گفتگو میں بولتے ہیں کہ ایسا ہم نے خواب میں بھی نہیں دیکھا۔

ہیفٹ ایک ضرب المثل کو کسیقدر بدل کر کہتا ہے "تم اپنا خواب مجھ سے بیان کرو۔ اور میں بتاؤں گا کہ تمہارا باطن کیا ہے؟" ہلڈربرینٹ جس کی کتاب سے ڈاکٹر فرائیڈ نے بہت زیادہ استفادہ کیا ہے۔ اور جس کے نظریئے ادبیات خواب میں وقیع معلومات اور مکمل خیالات سے مالا مال ہیں اس مسئلہ پر کہتا ہے کہ جہاں تک انسان کی زندگی پاک اور پر صفا ہوگی۔ وہیں تک اس کے خواب پاکیزہ ہوں گے اور جس حد تک زندگی پلید اور نجس ہوگی اسی حد تک خواب بھی گندے اور آلودہ ہوں گے کینٹ کا بھی یہی خیال تھا وہ کہتا ہے کہ (CALAGORICAL IMPERATIVE) ایک ہمیں جدا ہونیوالے رفیق کیطرح ہم سے چمٹ جاتا ہے یہاں تک کہ نیند میں بھی ہم اس سے آزاد نہیں ہوسکتے۔

دو نو جماعتوں نے چونکہ افراط و تفریط سے کام لیا ہے اس لئے بادی النظر میں دونوں عقاید کے اندر تضاد پایا جاتا ہے، یہ بالکل صحیح ہے کہ خواب انسان کے باطنی امیال وعواطف کا آئینہ دار ہے، لیکن بسا اوقات خواب کے اندر اخلاق یا معصیت کے مظاہرہ کی بنا پر کسی انسان کی طینت کے متعلق قطعی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا یہ بالکل صحیح ہے کہ ایک بلند اخلاق کا انسان خواب کے اندر کسی ایسے جرم یا معصیت کا مرتکب نہیں ہو سکتا۔ جس کو نہ صرف مذہب نے ممنوع قرار دیا ہو، بلکہ ہئیت اجتماعیہ بھی ذلت و نفرت کی نگاہ سے دیکھتی ہو۔ مثلاً مذہب نے بادہ خواری و زناکاری، قتل و غارت، سرقہ و خیانت سب کو ممنوع قرار دیا ہے لیکن ان تمام امور سے ہئیت اجتماعیہ کے جذبات یکساں اثر پذیر نہیں ہوتے۔ سوسائٹی میں بادہ خوار اور خائن دونو کو ایک زاویہ نظر سے نہیں دیکھا جاتا۔ اسیطرح ہئیت اجتماعیہ چور اور فاجر میں امتیاز کرتی ہے۔

اس لئے ایک بلند انسان شخص بر حیثہ خواب کے اندر بھی عموماً اپنی بلندی اخلاق قائم رکھے گا۔ لیکن یہ ممکن ہے کہ کبھی وہ ایسے معاصی کا مرتکب ہو جائے۔ جس کو مذہب نے تو ممنوع قرار دیا ہو لیکن سوسائٹی ذلت و نفرت کی نگاہ سے نہ دیکھتی ہو۔ مثلاً ایک پاکباز آدمی خواب کے اندر شہوانی افعال تو کر سکتا ہے لیکن چوری نہیں کر سکتا۔

جن اعمال کے لئے سنجیدگی اور غور و خوض کی ضرورت ہے، انہیں کی بنا پر ہم کوئی فیصلہ کر سکتے ہیں۔ ایک بہادر آدمی خواب کے اندر بزدلی کا اظہار کر سکتا ہے کیونکہ خوف اضطراری جذبہ ہے۔ اسیطرح ایک نیک مگر سریع الحس آدمی قتل کر سکتا ہے چونکہ غضب میں اگر اضطرارً ایسا فعل ممکن ہے۔ لیکن چوری ممکن نہیں، کیونکہ

اس کے لئے غور و خوض درکار ہے۔ ایک پاکباز آدمی کسی غیر عورت کے ساتھ اختلاط کر سکتا ہے۔ کیونکہ شعورِ جنسی (SEX INSTINCT) کے ماتحت اس میں استحالہ نہیں مگر شراب نوشی نہیں کر سکتا۔

آئیے اب غور کریں کہ اضطراری افعال سے قطع نظر خواب سے انسان کے باطنی کیفیات اور طبعی میلان کا پتہ چلتا ہے یا نہیں۔ اس سلسلہ میں صوفیہ اسلامیہ اور علماء کے خواب کے تاریخی واقعات قابلِ غور ہیں۔

بزرگون کا خواب

خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا فوت درود

شیخ نظام الدین اولیا نقل کرتے ہین کہ حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کے
مریدون مین ایک شخص رئیس احمد نامی تھے۔ جو قصبہ اوس مین رہتے تھے رئیس احمد صاحب
ایک پاکباز اور متقی آدمی تھے۔ انہون نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ ایک بہت بڑا
محل ہے اور اس کے چارون طرف خلقت کا ہجوم ہے اور ایک نورانی چہرہ بیت
قد بزرگ اندر تشریف لے جاتے ہین۔ اور باہر آتے ہین، اور اندر پیغام لے جاکر
جواب لاتے ہین، رئیس احمد نے ایک شخص سے دریافت کیا کہ یہ کون شخص ہین؟ اور
اندر کیا ہے۔ اس نے کہا اندر سرور کائنات ہین اور یہ شخص عبداللہ ابن مسعود ہین۔
اور پیغام لوگون کو سناتے ہیں۔ رئیس احمد نے عبداللہ سے کہا کہ حضرت رسالت
سے عرض کیجیے، کہ فلان شخص آپ کی دیدار سے مشرف ہونا چاہتا ہے، کیا حکم ہوتا ہے
حضرت عبداللہ ابن مسعود اندر تشریف لے گئے اور باہر آئے۔ اور ان سے کہا کہ حضرت
نے فرمایا ہے کہ ابھی میرے دیدار کے قابل نہیں ہوئے۔ جاؤ اور میرا اسلام قطب الدین
بختیار کاکی کو پہونچاؤ۔ اور کہو کہ جو تحفہ وہ میرے لئے بھیجا کرتے تھے، تین راتون

سے مجھ کو نہیں ملتا ہے۔ رئیس احمد جب خواب سے بیدار ہوئے تو خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کی خدمت میں گئے۔ اور صورت حال عرض کی شیخ نے سمجھا کہ انہوں نے کون سی تقصیر کی ہے۔ ان دنوں میں آپ کی والدہ ماجدہ نے ایک صاحبزادی جمیلہ بی بی سے آپ کی شادی کر دی تھی، چونکہ انہوں نے سنا تھا کہ آپ سخت بیمار اور کمزور ہیں، خواجہ صاحب نے بشریت کے تقاضا سے بی بی کے ساتھ محبت اور الفت میں تین رات تک درود نہیں بھیجا۔ آپ نے اسی وقت بی بی کو طلاق دی اور بغداد کی طرف روانہ ہو گئے۔

شیخ فریدالدین مسعود گنج شکر پر جادو

شیخ نصیر الدین اودھی اپنے پیر سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت شیخ فریدالدین گنج شکرؒ کو سخت تکلیف شروع ہوئی یہاں تک کہ کئی دنوں تک نہ کھانا کھایا اور نہ پانی پیا۔ اولاد اور دوست احباب جمع ہوئے طبیبوں کو طلب کیا گیا۔ انہوں نے قارورہ کا معائنہ کیا نبض دیکھی سب نے کہا کچھ معلوم نہیں ہوتا کہ شیخ کو کون سا مرض ہے۔ ناچار سب لوگ گئے دوسرے دن تکلیف میں زیادتی ہوئی حضرت خواجہ نظام الدین اولیا اور اپنے لڑکے حضرت شیخ بدرالدین سلیمان کو بلا کر اللہ کو یاد کرنے کا اشارہ کیا۔ جب رات ہوئی دونو اللہ کی یاد میں مشغول ہو گئے اس رات کو شیخ بدرالدین سلیمان نے خواب میں دیکھا۔ کہ ایک بزرگ فرما رہے ہیں کہ تمہارے والد پر جادو کیا گیا ہے۔ شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کس نے جادو کیا ہے۔ بزرگ نے جواب

دیا کہ شہاب الدین ساحر کے لڑکے نے، اور شہاب الدین قصبہ اجودھن میں ایک مشہور جادوگر تھا۔ شیخ بدرالدین سلیمان نے پوچھا کہ شیخ کی تکلیف کو کیونکر دفع کیا جائے؟ بزرگ نے جواب دیا کہ ایک شخص شہاب الدین کی قبر کے کنارہ پر بیٹھکر یہ کلمات کہے یہی اس کا علاج ہے اور جو کلمہ بزرگ نے کہا تھا وہ شیخ بدرالدین کو یاد رہا وہ یہ تھا ......

ایھا المقبور المبتلا اعلم ان ابنک قد سحر فلانا فقل لہ یکف باسحہ والا یلحق بہ ما یلحق بنا — اے قبر والے اور اے مبتلا ہونے والے جان کہ تیرے لڑکے نے فلاں پر جادو کیا ہے۔ اس سے کہ اپنا سحر واپس کرے ورنہ جو ہم کو پہنچ رہا ہے وہ اس کو پہونچیگا "

صبح کے وقت شیخ بدرالدین سلیمان مریدوں کے ساتھ والد ماجد کی خدمت میں تشریف لے گئے اور رات کا خواب عرض کیا۔ شیخ فریدالدین حضرت نظام الدین اولیا کیطرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا کہ یہ کلمات یاد رکھو اور شہاب الدین ساحر کی قبر تلاش کر کے عمل میں لاؤ۔ شیخ نظام الدین اولیا شہاب الدین کی قبر کا پتہ لگا کر وہاں گئے اور اس کے قبر پر بیٹھکر مرقومہ بالا کلمات کا اعادہ کیا۔ قبر پکی تھی اور اس کے اوپر تھوڑی سی مٹی پڑی ہوئی تھی خواجہ نظام الدین کو کشف ہوا انہوں نے مٹی کھودی یکایک آٹے کی بنی ہوئی ایک صورت ظاہر ہوئی اس میں سوئیاں چبھوئی ہوئی تھیں۔ اور گھوڑے کے دم کے بال سے مضبوطی کے ساتھ بندھی ہوئی تھی۔ الغرض اسطرح سے اس صورت کو حضرت شیخ فریدالدین گنج شکر کے نزدیک لائے جو سوئی نکالی جاتی تھی اور جو گرہ کھلتی حضرت گنج شکر کی تکلیف کم ہوتی تھی اس کے بعد اس صورت کو

توڑ کر شیخ نظام الدین اولیا نے آب رواں میں ڈال دیا۔ یہ خبر اجودھن کے حاکم تک پہونچی اس نے شہاب الدین ساحر کے لڑکے کا ہاتھ اور گردن باندھکر شیخ کی خدمت میں بھیجا اور عرض کیا کہ یہ شخص گردن زدنی ہے اگر حکم ہو اس سے قصاص لیا جائے۔ شیخ نے کہا خدا نے مجھے صحت دی میں نے اس کو معاف کیا۔ تم بھی اس کی خطا معاف کرو۔

حضرت جلال الدین حسین بخاری کی تذکیر

اُچہ کے اطراف میں ایک قصبہ کے اندر ایک شخص ملا وجیہ الدین محمد رہتے تھے یہ شخص ایک دن اپنے ایک عزیز مولنا نصیر الدین ابو المعانی کے گھر گئے، اور وہیں قیلولہ کیا۔ خواب میں دیکھا کہ ایک جگہ خلائق کا ہجوم ہے ایک شخص ذکر و وعظ فرما رہے ہیں۔ اور یہ کہتے ہیں کہ جو شخص دنیا کا کام دین کے کام پر مقدم رکھتا ہے۔ اس کا دونوں کام خاک میں مل جاتا ہے۔ جب خواب سے بیدار ہوئے پوچھا اس جوار میں کون ایسا شخص ہے جو وعظ کہتا ہو لوگوں نے کہا کہ مخدوم جہانیاں سید جلال الدین حسین بخاری اُچہ میں ذکر کرتے ہیں۔ ملا وجیہ الدین محمد نے آپ کو کبھی نہیں دیکھا تھا۔ دوسرے دن زیارت کا احرام باندھکر اُچہ میں گئے جب وہی صورت دیکھی جو خواب میں دیکھ چکے تھے۔ بڑے اعتقاد کے ساتھ سر آپ کے قدموں پر ڈال دیا۔ سید نے فرمایا بابا۔ البتہ دنیا کا کام آخرت پر مقدم نہیں کرنا چاہیئے۔

ملا وجیہہ الدین کا اعتقاد اور بھی زیادہ بڑھ گیا اور آپ کے مرید ہو گئے۔

مولانا حسام الدین کا مدفن

آپ حضرت شیخ صدر الدین عارف کے مریدوں میں تھے۔ ایک دن شیخ صدر الدین عارف اپنے والد بزرگوار کی قبر کی زیارت کے لئے تشریف لے گئے شیخ حسام الدین بھی ساتھ تھے۔ مولانا حسام الدین کے دل میں یہ خیال آیا۔ کیا اچھا ہوتا کہ ایک مزار کی جگہ شیخ کے پائتانے میں مجھے بھی مل جاتی تاکہ ان بزرگوار کے جوار کی برکت سے عذاب دوزخ سے نجات ہو جائے۔ فوراً شیخ صدر الدین عارف نے مولانا کی طرف رخ کرکے فرمایا کہ زمین تمہارے مزار کے لئے دریغ نہیں ہے۔ لیکن حضرت رسالت پناہ صلعم نے تمہارے لئے بداؤن میں پاک زمین مقرر کی ہے۔ تمہاری قبر وہیں ہو گی۔ روایت ہے کہ مولانا موصوف نے ایک رات خواب میں دیکھا۔ کہ ایک جگہ آپ بیٹھکر وضو کر رہے ہیں۔ صبح کے وقت مولانا وہاں تشریف لے گئے۔ دیکھا کہ زمین تر ہے۔ مولانا نے فرمایا کہ مجھے مرنے کے بعد یہیں دفن کیا جائے۔ چنانچہ آپ وہیں مدفون ہیں۔

خلیفہ عمر ابن عبدالعزیز کی غشی!

آپ بنی امیہ کے خلیفہ تھے۔ آپ کی عبادت و ریاضت، صلاح و تقویٰ حق پرستی

وللہیت کے حالات سے تاریخ کے اوراق بھرے ہوئے ہیں۔ آپ کی ایک کنیز نے صبح کے وقت آپ سے عرض کیا کہ اے امیرالمومنین! رات کو میں نے ایک عجیب و غریب خواب دیکھا ہے۔ آپ نے فرمایا بیان کر۔ اس نے کہا کہ دیکھا کہ قیامت کا میدان ہے۔ دوزخ دہک رہی ہے۔ اور پل صراط قائم ہے۔ لوگ خلیفہ عبدالملک ابن مروان کو لائے پل صراط سے گذرنے لگا اور فوراً دوزخ میں گر گیا۔ خلیفہ نے کہا ہیں! کنیز نے کہا اس کے بعد ولید بن عبدالملک آیا وہ بھی گر گیا۔ بولے ہیں! کنیز نے کہا اس کے بعد یا امیرالمومنین میں نے آپ کو دیکھا کنیز اتنا ہی کہنے پائی تھی کہ بیہوش ہو کر گر گئے کنیز چلاتی رہی کہ اے امیرالمومنین بخدا میں نے دیکھا کہ آپ پل صراط سے صحیح و سالم گزر گئے۔

امام بیہقی کی تصنیفات

دہلی کے جوار میں چند گاؤں کے مجموعہ کو جس طرح بارہ اور بربانہ کہتے ہیں اسیطرح نیشاپور (ایران) کے مضافات میں چند دیہاتوں کو مجموعی طور پر بیہق کہتے ہیں۔ اسی لئے امام ابوبکر احمد الحسین (مولود ۳۸۴ھ۔ متوفی ۴۵۸ھ) کو بیہقی کہا جاتا ہے آپ بہت بڑے محدث اور شافعیہ کے فقیہ اعظم تھے۔ یہاں تک کہ امام الحرمین فرماتے ہیں کہ ہر شافعی المذہب پر امام شافعی کا احسان ہے۔ لیکن امام بیہقی کا احسان خود امام شافعی پر ہے۔ کیونکہ انہوں نے اپنی تصنیفات میں شافعی مذہب کی نصرت کی ہے۔ اور جس طرح بقول ابن حزم حنفی مذہب نے امام قاضی ابویوسف کے ذریعہ اور

مالکی مذہب نے یحییٰ ابن یحییٰ اندلسی کی وساطت سے بہت زیادہ فروغ پایا۔ اسی طرح امام بیہقیؒ کی بدولت شافعی مذہب کو عروج ہوا۔ چنانچہ امام بیہقیؒ کی تصنیفات کے متعلق اکثر علما وصلحا نے خواب دیکھے۔ امام بیہقیؒ کی دو تصنیفات بہت عظیم الشان اور اہم ہیں۔ سنن کبریٰ جو دس جلدوں میں ہے۔ اور معرفتہ السنن والآثار۔ جو چار جلدوں میں پائی جاتی ہے۔ امام بیہقیؒ نے معرفتہ السنن کی تصنیف شروع کی تو ایک صالح آدمی نے خواب میں دیکھا کہ امام شافعی ایک جگہ ہیں اور آپ کے ہات میں اس کتاب کے چند جزو ہیں آپ فرماتے ہیں کہ آج امام احمد (بیہقیؒ) کی کتاب سے ہم نے سات جزو لکھا اور یاد کیا۔ مشہور فقیہ محمد بن عبدالعزیز مروزی نے خواب میں دیکھا کہ ایک صندوق زمین سے اڑتا ہوا آسمان کی طرف جا رہا ہے۔ اور اس کے چاروں طرف ایک نور چھکا ہوا ہے کہ آنکھیں خیرہ ہوتی ہیں۔ مروزی نے پوچھا کہ یہ کیا ہے۔ فرشتوں نے جواب دیا کہ یہ بیہقیؒ کی تصنیفات کا صندوق ہے جو بارگاہ الٰہی میں مقبول ہوئیں[1]۔

خواجہ نظام الملک طوسی کی حیثیت

آپ کے والد کا نام علی ابن اسحٰق طوسی ہے جو سلجوقیہ کے دربار میں عملہ دیوان تھے۔ خواجہ نظام الملک تین حیثیتوں سے تاریخ میں بہت زیادہ مشہور ہیں (۱) زمانہ طالب علمی میں عمر خیام اور حسن بن صباح سے ان کی گہری دوستی تھی، اور ایک سوانح نگار کیلئے ناممکن

[1] ملاحظہ ہو بستان المحدثین مطبوعہ نول کشور ص ۹۴ ۔

ہے۔ کہ وہ عمر خیام اور حسن بن صباح کا تذکرہ کرے۔ اور خواجہ نظام الملک کو نظر انداز کر دے۔ (۲) نظامیہ کے نام سے بغداد میں ایک یونیورسٹی کی بنیاد ڈالی جس کا اثر ہنوز اقصائے عالم کے عربی مدارس پر ہے۔ یہیں امام غزالی جیسے متکلم و محدث صوفی اور ادیب نے درس دیا۔ (۳) اسلامی دنیا کے مشہور وزرا حسن بن احمد میمندی (غزنویہ) جعفر بن یحییٰ برمکی (عباسیہ) خواجہ محمود گاوان (بہمنیہ) کی طرح ملک شاہ سلجوقی کے یہ نہایت مدبر اور صائب الرائے وزیر تھے۔ علم و فضل، منصب و شوکت کیساتھ زہد و اتقا میں بھی آپ ممتاز نظر آتے ہیں۔ ذیل کے خواب سے آپ کے عواطف نفسی پر پوری روشنی پڑتی ہے۔ سلطان ملک شاہ سلجوقی نے عباسی خاندان کی ایک شاہزادی سے عقد کرنا چاہا اس کے لئے بہت بڑا سامان جشن، مہیا کیا حجاز و شام عراق و فارس روم و خراسان الغرض ساری اسلامی دنیا سے اکابر و اشراف بغداد میں آکر جمع ہوگئے۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ سب لوگ پا پیادہ دربار خلافت میں جائیں اور تعظیم بجا لائیں۔ حضرت خواجہ نظام الملک کو سوار ہونیکی اجازت دی چنانچہ ساری اسلامی دنیا کے بڑے اور ——— شریف لوگ پا پیادہ خواجہ موصوف کے پیچھے روانہ ہوئے۔ جب دربار میں پہونچے تو دوسرے لوگوں کو آپ کے دائیں اور بائیں بٹھایا گیا۔ اور بڑی عزت اور شان کا ایک مسند بچھا اور خواجہ کو اس پر بٹھایا گیا۔ اس کے بعد علما و فضلا کے لئے خلعت آیا خواجہ کے خلعت پر یہ عبارت منقش تھی۔

"الوزیر العالم العادل نظام الملک امیر المومنین" یہ ایک ایسا اعزاز

تھا جو دولت اسلامی کی ابتدا سے آجتک کسی کو حاصل نہ ہوا تھا۔ خواجہ صاحب کے
نفس مین اس واقعہ سے تعظم وتکبر کا ہیجان ہوا اسی کے ساتھ دنیا کی بے وفائی اور عظمت
کی بے بقائی پر بھی غور و تامل کرتے۔ گویا مقام مجاہدہ پر تھے۔ دربار خلافت سے واپس
آئے اور رات کو سوئے تو خواب مین دیکھا کہ وہی مسند ہے اور اس پر بیٹھے ہین تنہائی
کے باعث خوف اور وحشت دل مین پیدا ہو رہی ہے کہ یکایک ایک بدصورت کریہ المنظر
آدمی آیا۔ اس سے سخت بدبو نکل رہی تھی۔ وہ آکر آپ کے نزدیک بیٹھ گیا۔ اس کے
بعد دوسرا آدمی آیا جس کی صورت کی کراہیت اور جسم کی بدبو سے دماغ مشوش
ہونے لگا۔ اس کے بعد یکے بعد دیگرے بد سے بدتر اور بدتر سے بدترین لوگ آنے لگے
اور قریب ہے کہ خواجہ مسند سے اوندھے منہ زمین پر گر پڑین۔ اور بدبو کی تکلیف
سے روح نکل جائے۔ کہ یکایک آنکھ کھل گئی۔ صبح کے وقت آپ نے خیرات کیا اور
شکریہ الٰہی بجالائے۔ دوسرے دن اسیطرح خواب دیکھا اور کانپنے لگے۔ اگر آپ کو
جگایا نہ جاتا تو قریب تھا کہ جان نکل جاتی۔ تیسرے دن ڈر کے مارے آپ سوتے ہی
نہ تھے رات کے اخیر حصہ مین آنکھ لگ گئی تو پھر وہی سماں نظر آیا اور قریب تھا کہ آپکی
جان نکل جائے کہ اتنے مین ایک نورانی جماعت ظاہر ہوئی جس کے شمیم جان فزا سے
نفس مین بہجت اور قلب مین سکون پیدا ہوا اس جماعت مین سے فرداً فرداً ایک
آدمی آکر خواجہ کے پہلو مین بیٹھنے لگا۔ جیسے جیسے یہ لوگ آتے وہ کریہ المنظر اور بدبو جسم

---

۲ روضۃ الصفا جلد ۴ (تذکرہ خواجہ نظام الملک طوسی)

والے لوگ غائب ہوتے جاتے۔ یہاں تک کہ پہلا سارا مجمع غائب ہو گیا۔ اور ان کی جگہ ان پیکران نور نے لی اور ان کی صحبت سے خواجہ کو ایسا روح و راحت نصیب ہوئی کہ زبان اس کے بیان سے قاصر ہے۔ اس کے بعد خواجہ نے اس گروہ کے ایک آدمی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ آپ لوگ کون آدمی ہیں اور وہ لوگ کون تھے۔ اس نے جواب دیا کہ ہم لوگ تمہارے اخلاق حمیدہ ہیں۔ اور وہ لوگ تمہارے اوصاف ذمیمہ تھے۔ اگر ہماری صحبت اور رفاقت چاہتے ہو تو ان کو ترک کرو اور اگر ان کو چاہتے ہو تو ہمیں چھوڑ دو۔

امام غزالی کی قواعد العقائد کا درجہ

مولانا جامی روایت کرتے ہیں کہ ایک بزرگ کا بیان ہے کہ ایک دن میں ظہر اور عصر کی نماز کے درمیان مسجد حرام میں داخل ہوا مجھ پر فقرا کے وجد و حال کا کوئی غلبہ تھا نہ مجھ میں کھڑے ہونے کی طاقت تھی نہ بیٹھنے کی آرام کرنا چاہتا تھا۔ حرم کے گھروں میں سے ایک جماعت خانہ میں آیا اور گھر کے سامنے دائیں پہلو پر لیٹ گیا۔ اور اپنا ہاتھ ستون کے نیچے رکھ لیا تا کہ مجھکو نیند نہ آئے اور طہارت جاتی نہ رہے یکایک ایک مشہور بدعتی آیا اور جماعت خانہ کے سامنے اپنے مصلی بچھایا۔ اپنے گریبان سے ایک لوح نکالا میرا گمان تھا کہ یہ پتھر کا بنا ہوا تھا۔ اور اس پر کچھ لکھا ہوا تھا اسکو چوما اور اپنے چہرہ کے سامنے رکھا اور دیر تک نماز پڑھی۔ اور اپنے چہرہ کا دو نو رخ اس پر ملا۔ اور بہت گڑگڑایا۔ اس کے بعد اپنا سر اوٹھایا اور اس کو اپنی آنکھوں پر مالش کیا۔ اور پھر چوم کر اس کو اپنے گریبان میں رکھ لیا۔ جب میں نے یہ دیکھا تو مجھے بڑی کراہت معلوم ہوئی۔ اپنے دل میں کہا کیا اچھا ہوتا کہ

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہوتے تاکہ ان بدعتیون کو جو کچھ کرتے ہین۔
اس کی برائی کی خبر معلوم ہوتی ۔ اسی تفکر مین نیند کو مین دور کر رہا تھا تاکہ میری طہارت
نہین کھووے ۔ ناگاہ مین خواب اور بیداری کی درمیانی حس سے غائب ہو گیا ۔ دیکھا کہ ایک
بہت وسیع میدان ہے ۔ اور بہت سے آدمی ہین ۔ اور سب کے پاس ایک مجلد کتاب ہے
اور سب لوگ ایک آدمی کے پاس کھڑے ہین ۔ مین داخل ہوا اور ان کی حالت دریافت
کی لوگون نے جواب دیا کہ حضرت رسالت پناہ یہان تشریف رکھتے ہین ۔ اور تمام لوگ مختلف
فرقون کے بانی ہین ۔ یہ لوگ چاہتے ہین کہ اپنی کتاب سے مذہب کا عقیدہ حضرت کے حضور
مین بیان کرین ۔ اور اپنے مذاہب وعقاید کی تصحیح کر لین ۔ ایک آدمی آئے لوگون نے
بتایا کہ امام شافعی ہین ۔ آپ کے ہاتھ مین ایک کتاب تھی ۔

آپ حلقہ مین داخل ہوے اور آن حضرت کو سلام کیا آپنے سلام کا جواب دیا اور
مرحبا کہا ۔ امام شافعی آپ کے پاس بیٹھ گئے اور جو کتاب ان کے پاس تھی اس سے
اپنے مذہب وعقیدہ کا بیان کیا ۔ آپ کے بعد دوسرے آدمی آئے ۔ لوگون نے کہا کہ یہ امام
ابو حنیفہ ہین ۔ آپ کے پاس بھی کتاب تھی اور امام شافعی کے پہلو مین بیٹھ گئے ۔ اور
اس کتاب سے اپنا مذہب و اعتقاد بیان کیا ۔ اسیطرح ایک ایک امام آتے تھے
اور اپنا مذہب وعقیدہ بیان کرتے تھے ۔ یہان تک کہ تھوڑے سے لوگ بچ رہے جو لوگ
اپنے مذہب وعقیدہ کا بیان ختم کر لیتے تھے ۔ ان کو دوسرے کے پہلو مین جگہ دی جاتی تھی
جب سب لوگ فارغ ہو گئے ۔ ایک رافضی آیا اور اس کے ہاتھ مین چند غیر مجلد کتابین

تھیں۔ اور اس میں ان کے عقاید باطلہ کا بیان تھا۔ اس نے قصد کیا کہ اس حلقہ میں داخل ہو اور اپنی کتاب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے پڑھے۔ آن حضرت کے سامنے جو لوگ تھے ان میں سے ایک شخص آیا اور اس کو ڈانٹ کر منع کیا اور اس کی کتاب لیکر پھینکدی اسی کو ذلیل کر کے نکال دیا میں نے جب دیکھا کہ سب لوگ فارغ ہو گئے اور کوئی باقی نہ رہا کہ پڑھے۔ میں سامنے آیا میرے پاس ایک مجلد کتاب تھی میں نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ اس کتاب میں میرے اور اہل اسلام کے اعتقادات مذکور ہیں۔ اگر اجازت ہو تو پڑھوں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کون سی کتاب ہے؟ میں نے عرض کیا کہ قواعد العقاید جو امام غزالی کی تصنیف ہے۔ آپ نے اس کے پڑھنے کی اجازت دی اور میں نے شروع سے کتاب پڑھنی شروع کی اور اس جگہ تک پہونچا جہاں امام غزالی نے کہا ہے:۔

"وَ اللّٰہ تعالیٰ بَعَث النّبیّ الامیّ القرشیّ محمّداً صلی اللّٰہ علیہ وَسلم الیٰ کافۃ العَرَبِ وَالعجَم وَالجِنّ وَالاِنس"

جب یہاں پر پہونچا تو چہرہ مبارک پر تبسم اور خوشی کا اثر ظاہر ہوا جب آپ کی نعت وصفت تک پہونچا تو آپ نے میری طرف متوجہ ہو کر فرمایا غزالی کون ہے؟ امام غزالی وہاں پر کھڑے ہوئے تھے انہوں نے کہا "یا رسول اللہ میں غزالی ہوں" اور سامنے آکر سلام کیا۔ آپ نے جواب دیا اور اپنا دست مبارک بڑھایا امام غزالی نے آپ کا دست مبارک چوما اور اپنا چہرہ اس جگہ ملا اور اس کے بعد بیٹھ گئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے کسی کی قراءت پر اس قدر اظہار بشاشت نہ فرمایا تھا جتنا میری

قواعد العقاید کے پڑھنے پر خوش ہوئے۔ جب مین بیدار ہوا تو اس حال و کرامت
کے اثر سے میرے چہرہ پر گریہ کا اثر تھا۔ شیخ ابو الحسن شاذلیؒ نے جو اپنے وقت کے
قطب تھے اپنا ایک خواب بیان کیا ہے جس مین مذکور ہے کہ آن حضرتؐ نے موسیٰؑ و
عیسیٰؑ کے سامنے امام غزالی پر فخر کیا ہے۔ میکڈونلڈ نے لکھا ہے کہ ایک شخص امام
غزالی کا مخالف تھا اور آپ کو برا بھلا کہا کرتا تھا ان حضرت نے اس کو کوڑے لگائے
اور اس کا اثر بیداری مین بھی اس پر نمایان تھا "نفحات" مین ہے کہ مدت العمر اس
کوڑے کا اثر اس کے جسم پر تھا۔

خواجہ ابو یوسف ہمدانی کے اوراق پریشان ۸۴

شیخ نجیب الدین بزغش شیرازی روایت کرتے ہین کہ بزرگون کے کلام کے متعلق کچھ
تھوڑا حصہ میرے ہاتھ آیا مین نے پڑھا بہت اچھا معلوم ہوا۔ پتہ لگانا چاہتا تھا کہ یہ کس
کی تصنیف ہے تاکہ اس کا دوسرا کلام بھی اوپر کردون ایک رات کو خواب مین دیکھا
کہ ایک بوڑھے آدمی جن کے نورانی چہرہ سے حد درجہ وقار و عظمت ٹپک رہی تھی خانقاہ
کے اندر داخل ہوئے اور وضو گاہ کے نزدیک گئے تاکہ وضو کرین۔ آپ عمدہ سفید پوشاک
پہنے ہوئے تھے۔ اور اس پوشاک پر اوپر سے نیچے تک سنہرے حروف مین آیۃ الکرسی
لکھی ہوئی تھی۔ مین آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپ نے کپڑا اوتارا اور مجھے دیا۔ آپ
اس پوشاک کے نیچے ایک سبز جامہ پہنے ہوئے تھے۔ جو اوپر والے پوشاک سے اچھا تھا
اور اس پر بھی اسیطرح آیۃ الکرسی مرقوم تھی۔ یہ بھی مجھکو دیا۔ اور فرمایا مین وضو کرتا

ہون۔ اس کو ٹہرہ۔ جب آپ وضو کر چکے آپ نے فرمایا۔ ان کپڑوں میں سے ایک تم کو دیتا ہون۔ کون پسند کرتے ہو۔ مین نے خود کوئی انتخاب نہین کیا۔ اور عرض کیا آپ کا جو جی چاہے عنایت کیجئے۔ وہی بہتر ہوگا آپ نے سبز پوشاک مجھے پہنا دی۔ اور سفید خود پہن لی۔ اور فرمایا مجھکو پہچانتے ہو۔ مین ان اجزا کا مصنف ہون جن کے تم طالب تھے میرا نام ابو یوسف ہمدانی ہے اور اس کتاب کا نام " زینۃ الحیوٰۃ " ہے اور اس سے عمدہ میری دوسری تصنیفات ہین۔ مثلاً منازل السائرین و منازل السالکین جب مین خواب سے بیدار ہوا بہت زیادہ خوشی محسوس کی۔

بادشاہوں کا خواب

خلیفہ امین کی ولادت

علی بن حمزہ کسائیؒ نے کہا کہ ہارون الرشید نے مجھے محمد (امین) اور عبداللہ (المامون) کا معلم مقرر کیا۔ پس میں ادب کے لئے ان پر بہت سختی کرتا خاصکر محمد پر پس ایک دن ام جعفر (زبیدہ) کی لونڈی خالصہ میرے پاس آئی اور کہا اے کسائیؒ! میری ملکہ آپ کو سلام کہتی ہیں اور فرماتی ہیں آپ سے مجھے ایک ضرورت ہے (وہ یہ) کہ آپ میرے بچے محمد کے ساتھ نرمی کا برتاؤ کیجئے کیونکہ وہ میرے دل کی مراد اور میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہے۔ اور میرا دل اس کے لئے بہت دکھتا ہے۔ پس میں نے خالصہ سے کہا کہ محمد اپنے والد کے بعد خلافت کیلئے نامزد ہوچکے ہیں۔ اس لئے معاملہ میں کمی کرنا روا نہیں ہے خالصہ نے کہا کہ میری ملکہ کی دردمندی کا ایک سبب ہے میں آپ کو اس کی اطلاع دیتی ہوں انہوں نے اس رات کو جبکہ امین کی ولادت ہوئی خواب میں دیکھا کہ چار عورتیں اس کے سامنے آئیں اور انہوں نے اس کو کفن میں لپیٹنا شروع کیا[1]۔ جو عورت اس کے سامنے تھی اس نے کہا کم سن، تنگ دل، بد دماغ، بادشاہ، معاملہ کا کمزور ابتر سے

---

[1] ملاحظہ ہو اخبار الطوال دینوری مطبوعہ مصر ص ۳۶۶ —

گناہون مین آلودہ، بیوفائی مین سخت۔ اور جو پیچھے تھی اس نے کہا۔ بدچلن، تباہ کار، ناانصاف، فضول خرچ، حکمران۔ اور جو داہنی جانب تھی کہتی تھی بدن کا موٹا حلم سے معرا، گناہون مین آلودہ، رحم سے دور، تاجدار، اور جو بائین جانب تھی کہتی تھی :- دھوکہ باز، فرمانروا، ٹھوکرین کھانے والا، جلد برباد ہوجانے والا فرمانروا پھر خالصہ رونے لگی اور کہا اے کسائی کیا یہ واقعہ آپ کو نگرانی وخبر وگیری سے بے نیاز نہین کردے گا۔

ابوشجاع بویہ دیلمی

چوتھی صدی کے آغاز سے پانچوین صدی کے وسط تک دیالمہ کی حکومت رہی ابو شجاع بویہ اس خاندان کا بانی تھا ابوشجاع نے ایک رات خواب مین دیکھا کہ بہت بڑی آگ لگی ہے اور پھیل کر یہ بعض شہرون پر چھا رہی ہے۔ یہان تک کہ اس کی روشنی آسمان تک پہونچی اس کے بعد یہ آگ تین حصون مین تقسیم ہوگئی۔ اور شہرون اور انسانون کو دیکھا کہ ان کے حضور مین سجدہ کررہے ہین۔ اس عرصہ مین بویہ سے ایک منجم ومعبّر کی ملاقات ہوگئی۔ بویہ نے اپنا خواب بیان کیا۔ منجم نے کہا یہ خواب بہت بڑا ہے۔ اس کی تعبیر اس شرط پر بتاؤن گا کہ مجھے گھوڑا اور کپڑا انعام دو۔ بویہ نے کہا خدا کی قسم سوائے اس کپڑے کے جو پہنے ہوا ہون میرے پاس دوسرا کپڑا نہین ہے۔ منجم نے دس اشرفیان طلب کین۔ بویہ نے اس پر بھی اظہار عجز کیا آخر کار منجم نے مجبور و ناچار دیکھا تو کہا، تم کو تین بیٹے ہون گے اور یہ سب ان آتش زدہ شہرون

پر حکمرانی کرین گے - اور چار دانگ عالم مین ان کی شہرت ہوگی - جیسا کہ آگ آسمان تک پہونچی تھی - بویہ نے کہا کیا یہ جائز ہے کہ تم مجھ سے استہزاء کرو مین مرد فقیر میرے بچے تمہارے سامنے ہین - کس استعداد کی بناء پر یہ بادشاہ ہون گے - منجم نے کہا اگر ان کی ولادت کی ساعت معلوم ہو تو بتادون - بویہ نے اپنے لڑکون کی ولادت کی تاریخ و اوقات بتائے - منجم نے احتیاط کے ساتھ درجات طالع اور نظرات کواکب پر غور کیا اور سب سے پہلے بڑے لڑکے عماد الدولہ علی بن بویہ کا ہات چوما اور کہا کہ پہلے یہی لڑکا بادشاہ ہوگا - اس کے بعد دونون لڑکون معز الدولہ اور رکن الدولہ کے ہاتھون کو بھی بوسہ دیا - لڑکون نے کہا اباجان! اس منجم کو کچھ انعام دیجئے - بویہ خفا ہوا اور کہا کہ یہ شخص تم سے مسخرا پن کر رہا ہے - منجم نے کہا اگر میرے بیان پر تم کو اعتبار نہین تو کم سے کم عہد کرو کہ جب بلند مراتب پر پہونچو گے تو میرے ساتھ مہر و کرم سے پیش آؤ گے - ابو شجاع نے دس درم دئیے - آج تاریخ کا ہر طالب العلم جانتا ہے کہ منجم کی پیشینگوئی حرف بہ حرف صحیح ثابت ہوئی۔[1]

سلطان محمود غزنوی

محمود غزنوی کو تین باتون کے متعلق شکوک تھے[2] ایک تو اس حدیث کے متعلق العلماء ورثۃ الانبیاء (علماء پیغمبرون کے وارث ہین) دوسرے قیامت کے متعلق تیسرے امیر ناصر الدین سبکتگین کے ساتھ اپنی نسبت کے متعلق - ایک دن

---

[1] ملاحظہ ہو روضۃ الصفا (تذکرہ دیالمہ) [2] فرشتہ بہ حوالہ طبقات ناصری۔

کسی جگہ سے آرہے تھے۔ اور فراش شمع اور سونے کا شمعدان لئے ہوئے ساتھ تھا۔
محمود نے دیکھا کہ ایک طالب العلم مدرسہ مین اپنا سبق یاد کر رہا ہے مدرسہ کے اندر تاریکی
تھی کتاب کی عبارت دیکھنے کے لئے روشنی کی حاجت ہوتی تھی تو ایک بنئے کی چراغ
کے نزدیک جاتا۔ سلطان کا دل اس پر بھر آیا وہ شمعدان اس کو دے ڈالا۔ اور
اسی شب کو آن حضرت صلعم کو خواب مین دیکھا کہ آپ فرما رہے ہین:—

"یا ابن امیر سبکتگین اعزک اللّٰہ فی الدارین کما اعززت وارثی"

(اے ناصر الدین امیر سبکتگین کے لڑکے! خدا تجھکو دونون جہان مین عزت دے جیا
کہ تو نے میرے وارث کو عزت دی)

اس خواب سے اس کے تینون شکوک رفع ہو گئے۔

سلطان شمس الدین التمش

سلطان کے دل مین مدت سے یہ نیت تھی کہ حوالی دہلی مین ایک حوض بنائے تا کہ لوگون
کو پانی کی تنگی نہ ہو۔ اتفاقاً ایک رات سلطان نے خواب مین دیکھا کہ حضرت سرورکائنات
ایک مقام پر سوار کھڑے ہین اور فرما رہے ہین کہ اے شمس الدین! اگر حوض بنانا چاہتا ہے
تو اسی جگہ بنا جہان مین کھڑا ہون۔ سلطان حد درجہ خوشی مین خواب سے بیدار ہوا اور وہ مقام
خاطر نشین کر لیا۔ اور خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کو پیغام دیا کہ مین نے ایک خواب
دیکھا ہے اگر حکم ہو خدمت مین حاضر ہو کر عرض کرون۔ آپ کو کشف ہو چکا تھا آپنے پیامبر
سے کہا کہ سلطان سے کہدے کہ جہان حضرت رسالت پناہی صلعم نے حوض بنانے کا اشارہ

کیا ہے میں وہیں جارہا ہوں ۔ سلطان بھی جہاں تک جلد ممکن ہو آئیں ۔ التمش نے خواجہ کا جواب سنا تو فوراً آپ کے دولت خانہ کا رخ کیا تاکہ آپ کے ساتھ مقصد کی طرف متوجہ ہو۔ جب خادموں نے عرض کیا کہ خواجہ صاحب فلاں موضع میں ہیں سلطان تیزی کے ساتھ روانہ ہوا اور خواجہ کو دیکھا کہ اس جگہ نماز میں مشغول ہیں فارغ ہونے کے بعد سلطان نے دست مبارک کو بوسہ دیا اور دیکھا جہاں آں حضرت سوار تھے وہاں سے پانی نکل رہا ہے ۔ سلطان نے یہیں حوض بنایا اور ایک صفہ (چبوترہ) اور گنبد بنا کر بطور یادگار چھوڑا ۔ حوض کے اندر ایک چشمہ کا سوت نکل آیا ۔ وہ حوض "فرشتہ" کے زمانہ تک جاری تھا اور اس سے اکثر باغ سیراب ہوتے تھے ۔ امیر خسرو نے اپنی مثنوی قرآن السعدین میں اس حوض اور چشمہ کی تعریف کی ہے [۱]

احمد شاہ بہمنی

فیروز شاہ بہمنی (۸۰۰ھ - ۸۲۵ھ) نے زندگی کے آخری ایام میں اپنے لڑکے حسن خاں کو اپنا جانشین بنانا چاہا تھا ۔ احمد خاں خانخاناں سلطان کا چھوٹا بھائی تھا

---

[۱] اکتوبر ۱۹۳۶ء میں جب فقیر دہلی گیا تو ایک دن "مہرولی" پہونچا جہاں حضرت خواجہ قطب الدین بختیار کاکی کا مزار اور یہ تالاب ہے ۔ حقیقت یہ ہے کہ اس مقام میں اب بھی معرفت الٰہی کی جلوہ باریاں ہوتی ہیں ۔ تالاب کے مشرقی سمت ایک چھوٹی سی مسجد ہے جس میں بہت سے اولیاء اللہ نے نمازیں پڑھی ہیں ۔ اس مسجد میں نماز پڑھنے سے دل کو بے حد لذت ملتی ہے ۔

اور آئین جہانداری اور فنون سپاہگری مین بڑی مہارت رکھتا تھا اس کو اس کا رنج ہوا اس نے سلطان سے بغاوت کی - اکثر بڑے بڑے امرا نے احمد خان کا ساتھ دیا۔ احمد خان کو بھائی کے ساتھ ایک خاص لگاؤ تھا اور خود اپنی بے سروسامانی کا سلسلہ بھی تھا وہ ابتدائی لڑائیون مین اس قدر سرگرم نہ تھا - ایکدن شاہی فوج اس کا تعاقب کر رہی تھی - وہ بھاگا جا رہا تھا بہت متحیر اور غمگین تھا رستہ مین ایک درخت کے نیچے اگر سو رہا خواب مین دیکھا کہ ایک شخص فقیرون کے ایسا لباس پہنے ہوے بارہ گوشہ کا ایک سبز تاج ہاتھ مین رکھکر اس کی طرف چلا آ رہا ہے - احمد خان نے استقبال کر کے سلام کیا۔ اور اس درویش نے مبارکباد کی رسم ادا کر کے وہ تاج سبز اس کے سر پر رکھدیا اور فرمایا کہ یہ تاج شاہی ہے - ایک گوشہ نشین بزرگ نے آپ کے لئے بھیجا ہے۔ احمد خان شوق مین بھرا ہوا خواب سے بیدار ہوا - اور امیر خلف حسن بصری سے اس کا تذکرہ کیا اور کہا کہ آجتک مین جنگ کے باب مین متردد تھا - اب جو حکمت عملی تم میری کامرانی کے متعلق سوچتے ہو - اس کو عمل مین لاؤ - وقت گذر گیا احمد خان کے لئے قدرت نے کامرانیون کے اسباب پیدا کرنا شروع کئے - فیروز شاہ نے درباریون کا رنگ اور رعایا کا رجحان دیکھکر احمد خان کو بادشاہ بنادیا۔ احمد شاہ بہت ہر دلعزیز بادشاہ ہوا۔ اس نے بڑی شان اور قابلیت کے ساتھ بارہ سال تک حکومت کی احمد آباد بیدر جیسا عظیم الشان شہر بنایا - اہل دکن اسکو احمد شاہ ولی کہا کرتے تھے - تخت پر بیٹھا تو دو سال تک

خشک سالی ہوئی - رعایا نے اس کو منحوس سمجھا - اس نے نماز استسقا پڑھی - اور تضرع کے
ساتھ دعا کی خوب پانی برسا - احمد شاہ کو فقرا اور مشایخ کے ساتھ ایک خاص ارادت اور انس
تھا - سید محمد گیسو دراز کو اپنے پیر خواجہ نصیر الدین اودھی مشہور بہ "چراغ" سے جب
خرقہ، مصلا، اور عصا این سے کچھ نہ ملا - تو نہایت شکستہ دل اور غمگین ہو کر دکن مین چلے آئے
احمد خان کو آپ سے بہت ارادت تھی، سید صاحب بھی اس کو بہت عزیز رکھتے تھے -
فیروز شاہ اسی وجہ کر آپ سے کشیدہ ہو گیا تھا - احمد خان جب بادشاہ ہوا تو اس وقت
شیخ نعمت اللہ ولی کی بزرگی اور کرامات کی بڑی شہرت تھی، احمد شاہ نے شیخ حبیب اللہ
جنیدی کو جو اسی خاندان کے مریدون مین تھے میر شمس الدین قمی اور اہل دل حضرات
کی ایک جماعت کے ساتھ بہت سا ہدیہ و تحفہ دیکر کرمان کی طرف بھیجا - تاکہ سلطان کی
طرف سے دست ارادت پھیلائین - اور دعائے خیر طلب کرین شاہ صاحب نے اس قافلہ
کی بڑی عزت کی اور ملا قطب الدین کرمانی کو جو ایک گدڑی پوش دانشمند تھے اور آپ
کے مریدون مین تھے - دکن کی طرف بھیجا اور ایک بارہ گوشیہ تاج (سبز دوازدہ ترکسم)
ایک صندوق مین رکھکر ملا قطب الدین کے سپرد کیا - کہ یہ سلطان احمد شاہ کی امانت
ہے اس تک پہونچا دو جب ملا قطب الدین دکن مین پہونچے تو دور سے سلطان کی نظر
ملا صاحب پر پڑی دیکھتے ہی چلا اوٹھا کہ یہ تو وہی درویش ہے جس نے خواب کے اندر
فلان درخت کے نیچے فلان وقت جب مین فیروز شاہ کے لشکر کے ساتھ نبرد آزما تھا
(تاج سبز دوازدہ ترک) مجھ کو عطا کیا - مین نے اس تاج کی حقیقت آجتک کسی سے
نہ کہی تھی - اگر اس قسم کا تاج اس آدمی کے ساتھ ہوگا تو یہی اس خواب کی تعبیر ہوگی

ملا قطب الدین نزدیک آئے تو سلام کیا اور شاہ صاحب کی دعا پہونچائی۔ اور کہا کہ شاہ نعمت اللہ نے فرمایا ہے کہ یہ تاج فلاں تاریخ سے آج تک بطور امانت میرے پاس رکھا ہوا تھا۔ چونکہ کوئی ایسا موقع دستیاب نہ ہوا اس لئے آجتک نہ بھیجا۔ اب جبکہ شیخ حبیب اللہ جنیدی آئے اور تقریب پیدا ہوگئی۔ واجب ہوا کہ آپ کی امانت آپ کے سپرد کر دوں۔ احمد شاہ کہتا تھا کہ ملا قطب الدین کرمانی نے جب یہاں تک واقعہ بیان کیا تو میں نے اپنے اندر ایک عجیب حالت کا مشاہدہ کیا سراپا حیرت بنکر دل ہی دل میں کہا کہ اگر "یہ تاج سبز دوازدہ ترک" ہو تو کوئی شک باقی نہیں رہے گا۔ ملا قطب الدین کو کشف ہوا انہوں نے فرمایا کہ اے شاہ دل میں دغدغہ نہ لائیے۔ یہ وہی تاج سبز دوازدہ ترک" ہے۔ اور میں وہی آدمی ہوں جو شاہ ولایت پناہ کے حکم سے عالم رویا میں آپ کے پاس لایا تھا۔ شاہ نے سنا تو بے اختیارانہ زور سے مولانا کو چمٹا لیا اور بغل میں جگہ دی۔ صندوق کھولا گیا تو تاج اسی قسم کا تھا۔

یوسف عادلشاہ

یہ شخص عادلشاہی خاندان کا بانی تھا۔ فرشتہ نے اس کے متعلق عجیب دغریب افسانہ لکھکر اس کو آل عثمان بتایا ہے[1]۔ اس نے ساوہ میں پرورش پائی۔ حاکم ساوہ کی زیادتی اور جور سے جلاوطن ہوا قم میں رہنے لگا۔ حاکم ساوہ نے قضا کی تو چاہا کہ وطن کی طرف مراجعت کرے خواب میں دیکھا کہ حضرت فرماتے ہیں کہ ہندوستان کا

---

[1] فرشتہ (تذکرہ عادلشاہیہ)۔

سفر کرو۔ عزیز و اقارب کا غم فراق اٹھاؤ۔ بہت جلد تم کو بادشاہت ملیگی۔ محمد ابراہیم زبیری اس کو امیر زادہ ساوہ بتاتے ہیں لہ ان کی روایت کے مطابق یوسف سفر ہند کے ارادہ سے لار میں آیا اور ایک مسجد میں مقیم ہوا۔ یہاں خواب میں دیکھا کہ ایک نورانی چہرہ بزرگ نے چند گرم گرم روٹیاں دیں اور بولے کہ تم کو دکن میں جانا چاہیے۔ کہ وہاں تمہاری روٹی پکی ہوئی ہے۔ خواجہ زین العابدین سوداگر نے جو محمود شاہ بہمنی کیطرف سے اپنے اسباب و متاع کے ساتھ وہاں پہونچے ہوئے تھے۔ ان کو کشتی میں چڑھا لیا اور دکن میں لائے۔ لیکن طبیعت نہیں لگی۔ لار میں واپس ہو گئے۔ اور اسی مسجد میں قیام کیا۔ پھر انہیں بزرگ کو دیکھا کہ فرماتے ہیں کہ میں نے تم کو دکن میں روانہ کیا تھا۔ کیوں تم نے بے صبری کی۔ چنانچہ وہی بہمنی دربار میں ایک چرکسی غلام کی حیثیت سے پیش ہوئے محمود شاہ نے مول لیا۔ بخت مساعد تھا۔ غلامی سے بادشاہت ملی۔ اور کئی صدی تک اون کی اولاد نے دکن میں حکمرانی کی، ظہوری اور فرشتہ اسی خاندان کے مشہور فرمانروا ابراہیم عادل شاہ کے خوان کرم کے زلہ ربا تھے۔

برہان نظام شاہ ثانی

شاہ طاہر ایران (خوند) کے ایک سجادہ نشین تھے۔ صفویہ کے جور سے انہوں نے ہندوستان کا سفر کیا۔ دکن میں آئے۔ نظام شاہی خاندان نے بہت احترام کے ساتھ خیر مقدم

لہ بساتین السلاطین۔

کیا۔ شاہ صاحب بہت بڑے شیعی مبلغ تھے۔ ان کے اثر سے برہان نظام شاہ نے شیعی مذہب اختیار کیا۔ فرشتہ نے یہ واقعہ تفصیل کے ساتھ لکھا ہے۔ برہان نظام شاہ کا لڑکا عبدالقادر سخت بیمار ہو گیا۔ امید زیست نہ تھی شاہ طاہر نے سلطان سے کہا اگر آپ کا فرزند اچھا ہو جائے تو کیا آپ شیعی مذہب قبول کریں گے اور اس کی تبلیغ میں حصہ لیں گے؟ بادشاہ لڑکے کی زندگی سے ناامید ہو چکا تھا شاہ صاحب کے کلام سے وہ بہت زیادہ اثر پذیر ہوا۔ وعدہ کر لیا۔ رات کے وقت عبدالقادر کے پلنگ کے نزدیک بادشاہ بیٹھا تھا۔ قریب صبح بادشاہ کی آنکھ لگ گئی دیکھا تو ایک نورانی چہرہ بزرگ تشریف فرما ہیں۔ اور آپ کے داہنے بائیں چھ چھ حضرات اور ہیں۔ کسی نے کہا "جانتے ہو یہ کون ہیں؟ یہ حضرت مصطفیٰؐ ہیں اور آپ کے گرد دوازدہ امام ہیں۔ آں حضرتؐ نے فرمایا کہ اے برہان! علیؑ اور ان کی اولاد کی برکت سے خدا نے عبدالقادر کو صحت عطا کی۔ اب تمہارا فرض ہے کہ میرے فرزند طاہر کے کہنے سے تجاوز نہ کرو۔ برہان شاہ بہت بشاشت کے ساتھ خواب سے بیدار ہوا دیکھا تو عبدالقادر خواب شیریں کے مزے لے رہا تھا۔ اور تپ نہ تھی اسی وقت شاہ طاہر کو بلانے کے لئے آدمی بھیجا۔ اس وقت شاہ صاحب زمین پر سر رکھکر خدا سے عبدالقادر کی صحت کے لئے دعائیں کر رہے تھے۔ بے وقت طلب سے شاہ صاحب کو اندیشہ ہوا اس کے ساتھ دوسرا آدمی پہونچا۔ اور پھر سات آٹھ آدمی اور آ گئے شاہ طاہر نے سمجھا کہ بادشاہ کو شاید ان کے کہنے کا رنج ہوا۔ یا عبدالقادر نے قضا کی۔ اس لئے نذر کی نحوست کا خیال کر کر

نے گردن زدنی سمجھا ہو آخر کار اہل وعیال کو وصیت کرکے دربار میں گئے۔ بادشاہ نے خلاف معمول دروازہ تک استقبال کیا۔ اور اسی وقت مذہب اثنی عشری قبول کیا[1]۔

---

[1] شیعہ اس خواب کو بڑی اہمیت دیتے ہیں۔ فرشتہ نے بھی تفصیل کے ساتھ یہ روایت لکھی ہے۔ لیکن آخر میں وہ لکھتا ہے کہ یہ روافض کی افسانہ طرازی ہے۔

عُلماء کا خواب

ابن خلکان

ابن خلکان ایک دینی عالم اور فقیہ، ایک نحوی اور ادیب تھے۔ انہوں نے ۱۲۸۲ء
میں وفات کی۔ اپنی کتاب وفیات الاعیان میں انہوں نے اپنے ایک خواب کا تذکرہ کیا۔
مصنف کے ہات کا لکھا ہوا وفیات الاعیان کا ایک قلمی نسخہ متحف بریطانیہ میں موجود ہے۔
ابن خلکان لکھتے ہیں "ایک مرتبہ میں نے المبرّد کو خواب میں دیکھا اور اس کے ساتھ ایک
نہایت تعجب انگیز معاملہ ہوا۔ اس لئے میں اسے کہنا چاہتا ہوں میں ۶۳۶ ہجری میں حلب
کے اندر تھا۔ اور وہاں پانچ مہینے تک مقیم رہا۔ وہاں المبرّد کی کتاب "کامل" اور
ابن عبد ربہ کی ایک تصنیف "عقد" میرے پاس تھیں۔ اور میں ان کا مطالعہ کر
رہا تھا۔ اس کے بعد علامہ موصوف نے "عقد" اور المبرد کی ایک دوسری کتاب
"روضہ" کے متضاد بیان کا تذکرہ کیا ہے جو اس کی دلچسپی کا مرکزی نقطہ تھا، اور یہ
کہتا ہے "جب میں نے ان متضاد بیانات کا مطالعہ کیا اس کی چند راتیں گزرنے کے بعد
میں نے ایک خواب میں دیکھا کہ میں جیسے حلب کے اندر قاضی بہاؤالدین معروف بہ شداد
کے مدرسہ عالیہ میں ہوں۔ جہاں میں طالب العلمی کے زمانہ میں پہلے رہ چکا تھا۔ اور دیکھا
کہ ہم لوگ وہاں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہیں۔ جب میں اپنی نماز ادا کر چکا تو جانے کے لئے اوٹھا

لیکن میں نے ایک شخص کو گوشہ میں کھڑے ہو کر نماز پڑھتے دیکھا، حاضرین میں سے ایک شخص نے مجھ سے کہا کہ یہ المبرد ہے۔ اس لئے میں اس کے نزدیک گیا اور نماز سے فارغ ہونے تک منتظر رہا وہ نماز سے فارغ ہو گیا تو میں نے اسے سلام علیک کہا اور کہا میں آجکل آپ کی کتاب "کامل" کا مطالعہ کر رہا ہوں وہ بولا کیا تم نے میری کتاب "روضہ" دیکھی ہے میں نے کہا "نہیں" چونکہ میں نے اس وقت تک نہیں دیکھا تھا، تب اس نے کہا آؤ میں تمہیں دکھاؤں۔ اس لئے میں اس کے ساتھ ہو لیا اور ہم دونوں اپنے مکان پہ آئے۔ اور اندر داخل ہوئے۔ میں نے بہت سی کتابیں دیکھیں۔ وہ ان کتابوں کے سامنے بیٹھ گیا۔ اور اسے (روضہ) تلاش کرنے لگا۔ تب اس نے ایک جلد اٹھائی اور مجھے دی۔ میں نے اسے کھولا اور اپنے زانو پر چھوڑ دیا۔ اس کے بعد میں نے کہا "یہاں آپ پر لوگوں نے کچھ اعتراض کیا ہے" اس نے دریافت کیا وہ کون سا اعتراض ہے؟ میں نے کہا "آپ نے ابونواس کے فلاں فلاں شعر پر تنقید کی ہے" اور میں نے وہ اشعار اس کے سامنے دہرائے، اس نے کہا "یقیناً یہاں ایک غلطی ہے" میں نے کہا، نہیں وہ صحت پر تھا اور لوگوں کا خیال ہے اس پر تنقید کرنے میں آپ نے غلطی کی ہے" اس نے کہا کیسے اس لئے میں نے اس کے سامنے صاحب "عقد" کی رائے بیان کی، اس نے اپنی انگلی دانت سے دبائی۔ اور از خود رفتگی کے عالم میں جیسے گھبرایا ہوا ہو میری طرف تعجب سے دیکھتا رہا۔ وہ اسی حالت میں تھا کہ میں بیدار ہو گیا۔ میکڈونلڈ کہتا ہے المبرد نے ۲۸۵ھ میں وفات پائی۔ ابن خلکان سے تقریباً وہ چار سو برس قبل گزرا ہے۔

۹۸

ابوریحان البیرونی

ابن خلکان ایک کامل مسلم شخصیت کی نیابت کرتا ہے لیکن اگر خیال کیا جائے کہ ایک دینی عالم اور ایک فقیہہ پر وہمیت کا اثر ہوسکتا ہے، تو ابوریحان البیرونی کا واقعہ لیجئے۔ جس نے ۱۰۴۸ء میں وفات کی۔ البیرونی غالباً قریب قریب اپنے زمانہ کا سب سے بڑا حکیم تھا، اس کا دماغ بالکل نافدانہ واقع ہوا تھا، وہ ایک ہیئت دان تھا، ایک مورخ تھا اور سنجیدگی کے ساتھ رسم و رواج، مذہب و ملت کا طالبعلمانہ مطالعہ کیا کرتا تھا، تاہم اس نے خواب دیکھا جسے وہ خود اپنی کتاب "آثار الباقیہ" میں بیان کرتا ہے وہ کہتا ہے کہ میری عمر کے اٹھویں سال کی آخری رات تھی، میں نے خواب میں دیکھا کہ میں طلوع قمر کا مطالعہ کرنے کے لئے افق آسمان کی طرف دیکھ رہا ہوں، جہاں اس روز اسے ظاہر ہونا چاہئے تھا، میں نے ایک آواز سنی۔ "چاند کو چھوڑو، تم ایک سو نوّے ۱۹۰ مرتبہ اس کے بیٹے ہو" اس نے اس کی تعبیر سمجھی کہ میں ابھی ایک سو نوے قمری مہینے تک اور زندہ رہوں گا، میکڈانلڈ کہتا ہے اس واقعہ سے اس کی مزید تائید ہوتی ہے کہ اس کی اصل زندگی اس حساب سے صرف ایک ہی مہینہ کم واقع ہوئی۔

ناصر خسرو

مذہبی دنیا کی طرف توجہ کیجئے تو ایسے خواب کا پتہ چلتا ہے جس کے باعث ایک شخص نے شعار ملت کے مطابق اپنی زندگی کی اصلاح کی، ناصر خسرو اپنے سفرنامہ میں خود لکھتا

ہے کہ اس ذریعے میں نے دنیا سے منہ موڑ لیا ، وہ حکومت مرو میں "معتمد" (سکریٹری)
کے عہدہ پر مامور تھا ، دولت کی فراوانی اور اس کی لذت آگینیاں اسکی رفیق زندگی
تھیں ، وہ ظاہر کرتا ہے کہ اکتوبر سنہ ۱۰۴۵ء کو مجھے موقعہ ملا کہ میں اسرار نجوم کے مطابق
اگر اس وقت دولت کے لئے خدا سے خاص دعا کروں تو مقبول ہوگی۔ بہ ظاہر کامل طور سے
اس کی حالت انقلاب کی اثر پذیری سے متراتھی ، مذہب ، نجوم ، دنیاوی ہوس اور
لذات کے مخلوط اثرات میں وہ مبتلا تھا ، ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک صورت
یوں خطاب کر رہی ہے کہ "کب تک تم شراب پیتے رہوگے جو انسان کی عقل کھو دیتی ہے
اچھا ہوتا کہ تم اپنے میں آجاتے " اس نے جواب دیا "عقلمندوں نے شراب سے بڑھ کر
غم غلط کرنے والی کوئی دوسری چیز نہیں پائی " اس شکل نے جواب دیا "عقل کے
فقدان اور اپنی ذات پر تصرف نہ رکھنے کی گم گشتگی سے روح کو اطمینان نہیں ہوتا کوئی
عقلمند آدمی کسی کو جنون کی رہنمائیوں کی صلاح نہیں دے سکتا ، بلکہ اس کی تلاش
ضروری ہے جس سے عقل بڑھتی ہے " ۔ ناصر خسرو نے کہا "تو میں کیا کروں " اس
صورت نے جواب دیا "جوئندہ یابندہ " اور اپنی ہئیت سے مکہ کی طرف اشارہ کیا۔
اس خواب نے ناصر خسرو کی زندگی بدل دی اس کی نفسیاتی حالت میں کتنی ہی
استعداد کیوں نہ آگئی ہو۔ اس کے دماغ کے پیش نظر کوئی ایسا سوال نہ تھا جس کے
ماتحت اس قدر سرعت کے ساتھ اس کی زندگی انقلاب پذیر ہو جاتی ، صبح کے وقت
اس نے ارادہ راسخ کیا کہ تمام وہ چیزیں ترک کر دے جو چالیس سال تک اس
کی زندگی سے متعلق رہیں۔ اس نے سکریٹری کے عہدہ سے استعفا دیدیا ، اپنی دولت

شادی - صرف اسی قدر رکھی جتنی سفر کے لئے ضروری تھی، اور ۶ / مارچ ۱۸۹۶ء کو مرد سے بہ ارادہ حج بیت اللہ روانہ ہوا - اس کے بعد اس نے ایک مذہبی سیاح کی طرح زندگی گذاردی اور ۱۰۸۹ھ میں ایک تارک الدنیا درویش کی طرح بدخشان کے پہاڑ پر مر گیا -

---

امام ابوالحسن الاشعری

اسی قسم کا ایک مذہبی انقلاب علامہ ابوالحسن الاشعری کی زندگی میں بھی واقع ہوا۔ امام اشعری مسلمانوں میں اشعریہ فرقہ کے بانی گزرے ہیں - ان کی متکلمانہ فکر و احساس اور ان کے فقیہانہ اجتہاد و نظریات آٹھ سو برس سے اسلامی مذہب میں متداول ہیں - انہوں نے معتزلی فکر و عقیدہ میں نشو و نما پائی تھی، معتزلہ وہ ہیں جو عقلی اصول کی بنا پر انکار کرتے ہیں کہ قرآن مجید غیر مخلوق ہے یہ کہ ایمان والے لوگوں کو بہشت کے اندر خدا کی دیدار ہوگی اور یہ کہ مخلوقات کے تمام اعمال کا خالق خدا ہے۔ عموماً ان لوگوں نے الٰہیات میں بحث و تحیص کی، اور اہل سنت و الجماعۃ کی طرح انہوں نے آبا و اجداد کے ایمان کا تتبع کرنا نہ چاہا - جو قرآن مجید کے نظریات اور آنحضرت صلعم کے ذاتی کلمات مواعظ پر مبنی تھا -

امام اشعری نے معتزلہ کی طرح نشو و نما اور تربیت پائی اور چالیس برس کی عمر تک اپنے آبائی مسلک کے مطابق بحث و جدل بھی کرتے رہے میکڈانلڈ کہتا ہے کہ امام اشعری چونکہ سامی الاصل (SEMETIC) تھے، اس لئے ان کی حیات

شاعرہ ایک سیدھے ، نصیحت آمیز عقیدہ کی خواہاں تھی ، اس لئے وہ اپنے ارباب فکر و عقیدہ کی خشک منطقیانہ سخن پردازیوں سے دل میں اکتا گئے تھے[۱] مطالعۂ نتیجہ سے یہ بھی واضح ہوتا ہے کہ وہ سمجھ رہے تھے (گو ان کا یہ ادراک ان کی سطح شعور سے فروتر تھا) کہ ایک خالص عقلی علم کلام بیکار ہے اور یہ کہ انسانی خیال میں اسرار کائنات کی ترجمانی نہیں ہوسکتی ، گو ان کے نفس باطن میں یہ خواہش پیدا ہورہی تھی کہ "اس طرح خدا کہتا ہے" کی بلا واسطہ صدائے سندسن لیں جو فراغ خاطر کا سبب ہو وہ روحانی انقلاب پذیری کے رزمگاہ میں تھے ، کہ ماہ رمضان میں ایک دن جب کہ وہ عبادت

---

[۱] مغربی علما کی ستم ظریفیوں میں سے ایک یہ بھی ہے کہ وہ خواہ مخواہ اقوام سامیہ پر منہ کو آتے ہیں درآنحالیکہ یونانی اور ٹیوٹانک قوموں کی خرافیات ان کی بصیرت و دانش کا بہت کچھ راز نمایاں کرتی ہے ۔ میکڈانلڈ امام اشعری پر "سامیت" کے خیال میں عملی میدان سے گریز کرنے کا الزام لگاتے ہیں ۔ رنیاں نے بھی عرب اور یہود کی مثالیں پیش کرکے ساری ملل سامیہ پر ضعف و فشل کی تہمت لگائی ہے ۔ مصری عالم اسرائیل ولفنسون نے اس کا دندان شکن جواب دیا ہے اور بتایا ہے کہ ملوک بابل و آشور نے آریہ اقوام کو بہت کچھ زیروزبر کیا ہے ۔ چنانچہ ھنی بال اور اس کے باپ ہملکار نے رومیوں کے چھکے چھڑا دیئے ۔ اسلام کے بعد عربوں نے اپنی فتوحات سے دنیا کو لرزا دیا ۔ (ملاحظہ ہو تاریخ اللغات السامیہ مطبوعہ مصر ص ۱۳)

وریاضت میں منہمک تھے، خواب کے اندر ایک سروش غیبی آیا۔ میکڈانلڈ کہتا ہے یہ قصہ مختلف طریقوں سے بیان کیا جاتا ہے لیکن میں یہاں اسپیٹا کی کتاب "سیرت ابوالحسن الاشعری" سے یہ روایت نقل کرتا ہوں، جو نفسیاتی اعتبار سے زیادہ قابل توجہ ہے یہ بھی یاد رکھنا چاہیے کہ ایک معتزلی کی حیثیت سے ان کے نزدیک خواب کی کوئی اہمیت نہ تھی پھر بھی یہ تعجب انگیز امر ہے کہ ان کی فکر و احساس نے خواب کی صورت اختیار کر لی۔

آپ فرماتے ہیں "ایک دن جب کہ میں رمضان کے پہلے عشرہ میں سویا تھا میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا" اے علی! "تم میری حدیث کی تائید کرو کیونکہ وہ صحیح ہیں"، پھر جب میں بیدار ہوا مجھے نہایت مصیبت معلوم ہوئی اور میں برابر خیالات اور اندیشہ میں پڑا رہا چونکہ ان مسائل (حدیث) کے متضاد پہلوؤں کے متعلق براہین ساطعہ میرے پیش نظر تھے، آخر کار میں نے دوسرے عشرہ میں بھی ایک رات آں حضرت کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "تم نے اس کے متعلق کیا کیا۔ جس کے بارہ میں میں نے تمہیں حکم دیا تھا میں نے کہا، یا رسول اللہ میں کیا کروں، میں نے آپ کی حدیث سے ایسے ایسے مسایل استنباط کئے جن کے متعلق متکلمانہ استدلالات نے فتوے دئے جو انذ دیا اور میں نے اس صحیح سند کی پیروی کی جو خالق پر مجبوری حیثیت سے منطبق ہو سکتی ہے"، تب آپ نے فرمایا "میری حدیث کی تائید کرو، چونکہ وہ صحیح ہے" میں حزن و ملال کی گرانی کے ساتھ بیدار ہوا اور ارادہ کر لیا کہ متکلمانہ استدلالات ترک کر دوں گا، میں نے احادیث نبی صلعم کا مطالعہ اور

قرآن مجید کی تلاوت شروع کر دی۔ اس کے بعد رمضان المبارک کی ستائیسویں[۴۷] تاریخ آئی۔ جس رات میں میرا دستور تھا کہ میں بصرہ میں علماء، صلحا اور حفاظ کے ساتھ شبینہ پڑھا کرتا تھا۔ میں حسب دستور اس جماعت کے ساتھ تھا لیکن مجھ پر نیند کا ایسا غلبہ ہوا کہ میں قیام نہ کر سکا، اور جب میں گھر آیا سو رہا، اور مجھے اس رات کے قیام اور تلاوت کے ترک ہو جانے کا سخت صدمہ تھا۔ تب میں نے آن حضرت کو خواب میں دیکھا آپ نے فرمایا "تم نے اس کے متعلق کیا کیا جس کے بارہ میں میں نے تمہیں حکم دیا تھا" میں نے کہا "میں نے متکلمانہ استدلالات ترک کر دئے اور تلاوت قرآن مجید اور آپ کے اقوال و سنن کی روایات پڑھنی شروع کی" لیکن آپ نے فرمایا "کیا میں نے حکم دیا تھا کہ متکلمانہ مباحث ترک کر دو، میں نے تمہیں صرف یہ حکم دیا تھا کہ تم میرے احادیث کی تائید کرو۔ چونکہ وہ صحیح ہیں" تب میں نے کہا "یا رسول اللہ میں کیوں کر ان مسائل کی تائید کروں۔ جن کے عناصر میں نے بوضاحت سمجھے ہیں اور جن کا ثبوت اس تیس برس تک میں نے خواب سے زیادہ نہیں تصور کیا" آپ نے فرمایا "اگر میں یہ نہ جانتا کہ خدا تعالیٰ تم پر خاص نظر رحمت موقوف کریگا تو میں جب تک ان پیچیدہ مقامات کی توضیح نہ کر دیتا تمہارے نزدیک سے نہیں ہٹتا، اور تم میرا یہ آنا محض خواب (وخیال) تصور کرتے ہو تو مجھ پر حضرت جبرئیل کا آنا بھی خواب (وخیال) ہی تھا، اس کے بعد تم مجھے اس طریقہ سے نہ دیکھوگے، اس لئے تم اس امر میں مشغول ہو جاؤ اور خدا کی طرف سے تمہاری خاص مدد ہوگی" تب میں خواب سے بیدار ہوا اور کہا کہ صداقت کے لئے جستجو شرط ہے اس کے بعد میں نے آن حضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ان احادیث کی تائید و تکمیل کرنی شروع کر دی جو

خواب، مداخلت نبوی، اور رویت الٰہی کے متعلق ہیں اس کے بعد قسم خدا کی میرے دماغ میں ایسی ایسی باتیں آنا شروع ہوئیں جن کا تذکرہ نہ کبھی میرے مخالفین نے کیا تھا اور نہ جن کے مباحث میں نے کسی کتاب میں دیکھے۔ اس لیے میں نے یہ سمجھا کہ یہ وہی تائید الٰہی ہے جس کے متعلق ہمارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے بشارت دی تھی "

اس خواب کو نقل کر کے میکڈ انلڈ لکھتا ہے کہ امام اشعری نے سچ مچ یہ خواب دیکھا اس کے متعلق شبہ نہیں۔ کیونکہ اس کے بعد ان کی زندگی میں انقلاب رونما ہوا اور وہ معتزلی عقائد ترک کر کے اہل سنت والجماعۃ میں داخل ہو گئے۔ امام اشعری آئے تو علم کلام بھی ساتھ لائے۔ جس کا وجود صرف معتزلہ کی جماعت میں تھا، امام اشعری کے قبل اہل سنت والجماعۃ میں متکلمانہ ذوق مفقود تھا، یہ اسلام کی مذہبی تاریخ کا ایک انقلابی دور تھا، اس وقت سے اہل سنت والجماعۃ نے اپنے عقائد کی تائید میں صرف احادیث ہی سے مدد نہیں لی، بلکہ اس میں قیاس و رائے بھی شامل کر لیا یہ واقعہ تیسری صدی ہجری میں حادث ہوا[1]۔

---

[1] ملاحظہ ہو میکڈانلڈ کی کتاب "RELIGIOUS ATTITUDE AND LIFE IN ISLAM" (باب ۵ سامی قوم اور غیر مرئیات)

۱۰۵

مرزا سرخوش کو بشارت

مرزا افضل سرخوش عہد عالمگیری کے مشہور ادیب و شاعر تھے۔ مرزا بیدل، میر معز فطرت، شاہ ماھر، ناصر علی وغیرہ کی گرم صحبتیں دیکھے ہوئے تھے، انہوں نے ایک مختصر سا تذکرۂ شعرا مرتب کیا تھا گویا یہ تذکرہ ایک بیاض کی حیثیت رکھتا ہے جس میں عہد جہانگیری سے دور عالمگیری تک شعرا کا انتخاب کلام درج ہے بعض شعرا کے مجمل سوانح زندگی بھی مرقوم ہیں۔ مرزا صاحب نے مرزا خلیل کے سلسلے میں اپنا ایک خواب لکھا ہے فرماتے ہیں :—

شبے نقیر در خواب می بیند کہ مردے بزرگ عصا در دست گرفتہ استادہ است مرزا خلیل مذکور فقیر را ملازمت می کناند و می گوید کہ حضرت سلامت مرزا سرخوش شاعر من از مرزا می پرسم کہ این کدام بزرگ است می گوید کہ مرتضیٰ علی است من دویدہ سر در قدم مبارکش می گذارم دست بر پشت من زدہ سر مرا برداشتہ فرمود کہ سرخوش مجو تو شاعر در عہد تو کسے نخواہد بود فقیر مدتے در تردد بود کہ قول شاہ ولایت چنین است حالانکہ ہمچون من در عہد من اکثر اند ہستند مرزا محمد گہر کہ از اہل اللہ بود گفت توہم شاعری و ہم عارف صاحب دو صفت کمانے تو رہنا باید[1]

مرزا بیدل نے بھی کہا کہ شاعری عبارت ہے نئے معنی پیدا کرنے سے تمہارے مثل صاحب تلاش

---

[1] کلمات الشعرا (اس پر میرا ایک بسیط تبصرہ "ندیم" (گیا) "بہار نمبر" میں شائع ہو چکا ہے)

معنی یا سبب اس عہد میں نہیں ہے ۔ آج سے تقریباً سترہ اٹھارہ سال پہلے میں نے بھی اسیطرح کا ایک خواب دیکھا تھا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ میرے والد مرحوم کا انتقال ہو گیا تھا اور میری تعلیم کا کوئی بندوبست نہ تھا ۔ ایک خواب کے سلسلہ میں دیکھتا ہوں کہ بازار کے موڑ پر ایک زیر تعمیر عمارت میں آٹھ دس بزرگ صف بستہ بیٹھے ہوئے ہیں یہ لوگ قوی الجثہ نورانی صورت بڑی بڑی عبائیں پہنے تھے ۔ میں نے بے اختیارانہ ایک بزرگ کے ہاتھوں کو بوسہ دینا شروع کیا یہ بزرگ شروع صف میں بیٹھے تھے انھوں نے شفقت کیساتھ میرا سر جھکایا اور پیٹھ پر ہاتھ مار کر کہا کہ " خوب پڑھے گا "

مسطورہ بالا خوابوں کی بنا پر ہم کو آر۔ پی ۔ فیشر کا یہ نظریہ تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ فاعلی احساسات اور تاثرات اور ولولے عالم خواب میں ظاہر ہوتے ہیں جو شخص جس خیال اور جس ماحول میں ہے اسی کے موافق وہ خواب بھی دیکھتا ہے ۔ خواجہ بختیار کاکی کے مریدیں احمد بلند مرتبہ صوفی تھے ۔ آپ نے ذکر و شغل کا خواب دیکھا یوسف عادل شاہ کو بعض مورخین آل عثمان اور امیر زادہ سادہ بتاتے ہیں بعض نے اس کو جرکسی غلام لکھا ہے اگر اول الذکر روایت کو صحیح مانا جائے تو بقول فیشر ایک شاہی خاندان کا فرد اپنے زوال کے بعد اس قسم کا خواب دیکھ سکتا ہے اور اگر واقعۃً وہ جرکسی غلام کی حیثیت سے بہمنی دربار میں بکا تھا تو کم از کم اس سے اس کے باطنی رجحان ۔ کا پتہ چلتا ہے اور یہ خواب ڈاکٹر ابرکرامبی کے کلیہ رابعہ سے مل جاتا ہے جس میں اس نے بتایا ہے کہ کوئی مرکزی شوق یا دماغی جذبہ خواب میں ظاہر ہوتا ہے اور وہ کسی فطری واقعہ کی بدولت

عملی صورت اختیار کر لیتا ہے۔ ڈاکٹر صاحب نے ایک انگریز کا خواب لکھا ہے جو جبل اللہ کے خارجی و داخلی شوق دید سے متعلق تھا بالآخر اسی خواب نے واقعہ کی صورت اختیار کر لی اور وہ انگریز حقیقۃً جبل اللہ کے داخلی حصہ کا مشاہدہ کرنے کے لئے دہانہ کے اندر چلا گیا جو تاریخ کا ایک عجیب و غریب واقعہ ہے۔ اسی طرح البیرونی منجم و ریاضی دان تھا اس نے ایک ایسا خواب دیکھا جو نجوم و حساب سے تعلق رکھتا تھا۔ قاضی ابن خلکان شافعیہ کے زبردست فقیہ بھی تھے اور زبان عربی کے بلند پایہ ادیب بھی، وفیات الاعیان سے ان کی ادبیت و تاریخ دانی کا حال واضح ہوتا ہے انہوں نے اپنے خواب میں ایک معرکۃ الآرا ادبی تنقید دیکھی انسائیکلو پیڈیا برٹینیکا کا مقالہ نگار اسکو ALTAR EGO بتاتا ہے اور کہتا ہے کہ خواب کے اندر بعض اوقات بیداری کی بہ نسبت ہماری قوت مدرکہ بہت بلند سطح پر پہنچ جاتی ہے۔

عزیزوں اور بزرگوں کی موت

مشکل سے کوئی ایسا شخص ملیگا جس نے خواب میں اپنے کسی عزیز یا بزرگ کی موت کا
المناک نظارہ نہ کیا ہو۔ اور اس پر آنسو کے قطرے نہ بہائے ہوں، کیا یہ بھی ہماری آرزو
کی تکمیل ہے؟ ڈاکٹر فرائڈ کہتا ہے کہ "ہاں" مگر یہ ضروری نہیں کہ ہماری یہ آرزو "اب"
بھی ہمارے دل میں باقی رہی ہو۔ ممکن ہے کہ زندگی میں کبھی ہم نے ایسی آرزو کی ہو اور وہ
اب پوری ہو رہی ہو۔ لاک کا خیال ہے کہ جو بات ایک مرتبہ ذہن میں آجاتی ہے وہ
ذہن سے ہمیشہ کے لئے دور نہیں ہو سکتی، ممکن ہے فکر و آلام کے سبب یہ بات ذہن
میں دب کر رہ جائے۔ لیکن رہے گی ضرور اور محفوظ طریقہ سے رہے گی۔ اس کے نقوش
ہماری نفسی زندگی کی مساعدت سے خواب میں ابھریں گے۔ اور اس طریقہ سے یہ دیرینہ
آرزو پوری ہو کر رہے گی۔ خواہ تکمیل کے وقت زمانہ نے اس آرزو کو میرے لئے ایک
فاجعہ جانگسل ہی کیوں نہ بنا دیا ہو، یہی وجہ ہے کہ ہم خواب میں اپنی عزیز ترین ہستیوں
کی موت کا نظارہ کرتے ہیں ڈاکٹر فرائڈ لکھتا ہے "اچھا ہم بچوں کو دیکھیں، انہیں
بھائیوں اور بہنوں کے باہمی تعلقات کیسے ہوتے ہیں کوئی وجہ نہیں کہ ہم اس کو قبل سے
خوش گوار سمجھ لیں، جب کہ بڑے ہو کر بھائیوں اور بہنوں کی عداوت ہماری روزانہ
زندگی کا مشاہدہ ہے، بات یہ ہے کہ اس عداوت کی بیج بچپن ہی میں بوئی جاتی ہے،

اور ہمیشہ اس کا وجود رہتا ہے، بہت سے ایسے آدمی ہوں گے جو اس وقت سیانے ہو کر اپنے بھائیوں اور بہنوں کے ساتھ محبت و الفت کے ساتھ بسر کرتے ہوں، وہ عہد طفولیت میں باہم مسلسل عناد و نزاع رکھتے ہوں گے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ایک بڑا بچہ اپنے چھوٹے بھائی یا بہن کے ساتھ برا سلوک کرتا ہے ان کو مار پیٹ کرتا ہے، اور ان کے کھلونے چھین لیتا ہے، چھوٹے بچہ کے اندر بے بسی کا غضب بھڑکتا رہتا ہے، وہ دشمنی کرنے لگتا ہے۔ اس سے ڈرتا ہے اور پہلی مرتبہ اس کے اندر اپنے ظالم بھائی کی بے انصافی اور بے راہروی کا احساس ہوتا ہے والدین کہتے ہیں کہ بچوں کی آپس میں نبھتی نہیں ہے، اور وہ اس کا سبب نہیں پاتے۔

یہ دیکھنا مشکل نہیں کہ ایک عمدہ تربیت یافتہ بچہ کی عادت بھی ویسی نہیں رہتی جیسا کہ ہم سیانوں میں، دیکھنا چاہتے ہیں بچوں کے اندر انانیت کا احساس زبردست ہوتا ہے۔ وہ اپنی ضرورتوں کا گہرا احساس رکھتے ہیں اور شرم و حیا کو بالائے طاق رکھکر ان کو پوری کر لیتے ہیں بالخصوص اپنے حریفوں یعنی دوسرے اطفال اور پہلی مرتبہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مقابلہ میں ایسا کرتے ہیں ہم لوگ بچہ کو بدکردار نہیں کہتے، بلکہ شریر کہتے ہیں، وہ اپنے حرکات کے لئے ہمارے انصاف یا قانون تعزیرہ کی نظر میں مکلف نہیں ہے، اور حق بھی یہی ہے۔

بہت سے بھائی بہن جن کے متعلق کہا جا سکتا ہے کہ ایک دوسرے کی موت پر جان بر نہیں ہو سکتے۔ ہی ابتدائی عہد سے ایک دوسرے کے خلاف بری آرزوئیں رکھتے ہیں یہ آرزوئیں غیر شعوری ہوتی ہیں۔ اور خواب میں ان کا صحیح ادراک

ہو سکتا ہے۔ تین برس تک کے چھوٹے بچوں کا رویہ اپنے بھائیوں اور بہنوں کے مقابلہ میں خصوصیت کے ساتھ دلچسپ ہے۔

فرائیڈ بہت اہمیت کے ساتھ یہ رائے پیش کرتا ہے کہ ایک بچہ اچھی طرح سے سمجھتا ہے کہ ایک نئے بچے کا پیدا ہونا اس کے مقاصد کے کس قدر خلاف ہے ایسی وجہ ہے کہ بچے چاہتے ہیں کہ وہ والدین کے تنہا مرکز توجہ رہیں اور وہ اپنا شریک نہیں چاہتے، کیونکہ والدین نئے بچے کے ساتھ زیادہ دلچسپی لینے لگتے ہیں۔ جب ایک بچہ نومولود کی ولادت کے باعث والدین کی توجہ اور محبت کا تنہا مرکز نہیں رہتا۔ تو اس کے دل میں نومولود کے خلاف شورش پیدا ہوتی ہے۔ اور وہ چاہتا ہے کہ یہ سنگ راہ جلد دور ہو۔ اور وہ پھر والدین کا اسیطرح عزیز اور لاڈلا بنجائے، انسان کے عہد طفولیت کی یہی آرزو کسی وقت پوری ہوتی ہے اور وہ عزیزوں کی موت کا خواب دیکھتا ہے۔

فرائیڈ جب اپنا یہ نظریہ بیان کر رہا تھا تو ایک خاتون نے کہا کہ میں نے آج تک ایسا کوئی خواب نہیں دیکھا، اس کو سخت تعجب آیا آخر کار خاتون نے ایک خواب بیان کیا جس کو بظاہر اس نظریہ سے کوئی سروکار نہ تھا لیکن فرائیڈ نے اس کی تشریح کی تو اس کے خیال کی توثیق ہوگئی اس نے کہا کہ جب وہ چار سال کی تھی اور گھر میں سب سے چھوٹی بچی تھی تو اس نے ایک خواب دیکھا اور اس کے بعد پیا پے یہی خواب دیکھا، "بہت سے بچے جن میں کل اس کے حقیقی بھائی اور بہنیں اور چچا زاد بھائی اور بہنیں تھیں ایک چمن میں کھیل کود رہی ہیں۔ یکایک سب کو پر لگ گئے اور وہ اڑ کر روانہ ہوئے،" خاتون نے خواب کا مطلب نہیں سمجھا لیکن فرائیڈ کہتا ہے اہم لوگوں

کے لئے یہ سمجھنا وقت طلب بات نہیں، یہ خواب اصل روپ میں بھائیوں اور بہنوں کی موت کا نظارہ ہے۔ خاتون کے بڑے بھائیوں میں سے ایک مرجاتا ہے وہ بچی ایک عقلمند سیانے آدمی سے دریافت کرتی ہے کہ " بچے جب مرجاتے ہیں تو ان کا کیا حشر ہوتا ہے " عاقل آدمی جواب دیتا ہے بچہ کو پر لگ جاتے ہیں اور وہ فرشتہ ہو جاتا ہے " خاتون کا مقصد پورا ہوگیا وہ اپنے سارے بھائیوں اور بہنوں کو فرشتہ بنا کر تنہا مرکز توجہ بننا چاہتی ہے۔

اسیطرح انسان عہد طفولیت میں اپنے ماں باپ کی جدائی چاہتا ہے۔ مثال کے لئے یوں سمجھئے کہ ایک شخص سفر میں جاتا ہے اور چھوٹا بچہ اپنی ماں کی آغوش میں خواب شیرین کے مزے لیا کرتا ہے اور ماں بھی ہنسکر اس سے دل بہلایا کرتی ہے۔ باپ سفر سے واپس آجاتا ہے اور عورت اپنے شوہر کی خدمات انجام دینے کے لئے بچہ کو انّا کے حوالہ کرتی ہے بچہ انّا سے اس قدر مانوس نہیں ہے قدرتی طور پر ایک بچہ کی یہ خواہش ہوگی کہ باپ سفر ہی میں رہا کرے، تاکہ وہ اپنی ماں کی آغوش میں پڑا رہے اسیطرح کے اور واقعات ہماری خانگی زندگی میں ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں جن کے باعث بچوں کے دل میں ماں باپ سے جدا ہوجانے یا ان کے کہیں چلے جانے کی خواہش پیدا ہو جاتی ہے۔ چونکہ موت اس جدائی کو دائمی بنا دیتی ہے اس لئے انسان ماں باپ کو خواب میں مردہ دیکھتا ہے۔

۱۱۲

عریانیٔ تن

اس مسئلہ پر یونان کے قدیم مشہور شاعر ہومر نے بھی اپنی رزمیہ مثنوی میں روشنی ڈالی ہے۔ "آڈیسیس کھڑا ہوا ہے، نوسیکہ اور اس کی سہیلیاں اس کے سامنے ہیں۔ وہ خود عریان ہے، اور کیچڑ سے لدا ہوا ہے" پھر کیلر اس کے متعلق کہتا ہے جب تم اپنے مکان اور ہر اس چیز سے جو تم کو عزیز ہو جدا ہو جاؤ اور ایک اجنبی ملک میں مارے مارے پھرو، جب تم نے بہت سی چیزیں دیکھیں بہت سے تجربات حاصل کئے جب تم قسم قسم کی پریشانیوں اور غم میں گھرے ہوگے۔ اور مصیبت زدہ اور مایوس ہوگے تو قطعی طور پر کسی رات کو خواب میں دیکھوگے کہ تم اپنے وطن میں ہو اپنا مکان تم کو بہت درخشاں اور خوشنما رنگوں میں رنگا ہوا معلوم ہوگا، خوبرو، نازک اندام اور پیاری صورتیں تمہاری ملاقات کو آئیں گی۔ اور یکایک تم کو معلوم ہوگا کہ تمہارے بدن پر چیتھڑے ہیں تم عریاں اور گرد و غبار میں آلودہ ہو، ایک مجہول احساس شرم و نخوت تم پر طاری ہوگا تم اپنے تن کو ڈھانکنے اور خود کو چھپانے کی خواہش کروگے اور اس کے بعد تمہاری نیند کھل جائیگی اور تم پسینہ میں شرابور ہوگے،

جب تک دنیا میں انسان آباد ہیں فکر و آلام سے دبے ہوئے، اور قسمت کے ستائے ہوئے آدمی ایسا ہی خواب دیکھیں گے، عطا بہاری نے غالباً اسی نظریہ کے ماتحت کہا ہے۔ اور کس قدر پر اثر انداز میں کہا ہے:-

جب مجنون نے بیخودی و بیخویشی میں اپنے وطن کو چھوڑ دیا

تھا راز نہاں عریانی میں پنہانی تن کو چھوڑ دیا ٭ ٭

وطن سے دور، جب خواب میں انسان "پنہانی تن" کا پابند نہیں تو پھر بیداری میں جس پر بے خویشی مسلط ہو اس کو عریانی کی کیا پروا، ہومر نے اوڈیسیس کا جو منظر کھینچا ہے وہ انسان کی ابدی خصوصیت کی انتہائی گہرائیوں کے مطالعہ کا نتیجہ ہے۔ ہمارا ہماری شاعر عطا بھی سرشت انسانی کی اس خصوصیت سے نا واقف نہ تھا۔

فراموشی خواب

یہ جملہ کہ خواب صبح کے وقت غائب ہو جاتا ہے، ضرب المثل بنگیا ہے، لیکن یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے کہ اس کو یاد رکھا جاسکتا ہے، کیونکہ بیدار ہو جانے کے بعد دہرا لینے سے ہم خواب کو جان لیتے ہیں، فرویڈ کا یہ نظریہ مشہور فرانسیسی فلسفی ہنری برگسان کی اس رائے سے مل جاتا ہے کہ خواب دیکھنے والا بستر پر آنکھ بند کئے ہوئے خواب کو دہرائے تو وہ خواب حافظہ سے غائب نہ ہوگا۔ برگسان کی یہ رائے امریکن نفسی پروفیسر لیڈ (LADD) کے عقیدہ سے مستفاد ہے، اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم سمجھتے ہیں کہ خواب کو ہم نامکمل طریقہ سے یاد رکھ سکتے ہیں اور یہ کہ رات کے وقت خواب طویل تھا، ہم دیکھتے ہیں کہ خواب جو صبح کے وقت بھی اچھی طرح یاد تھا، دن

ہوتے ہی فراموش ہونے لگتا ہے یہاں تک کہ محض چند عناصر پریشان یاد رہ جاتے ہیں۔ اکثر ایسا ہوتا ہے کہ ہم لوگ خواب دیکھتے ہیں لیکن یہ نہیں کہ سکتے کہ کیا دیکھا اس کے برخلاف بعض اوقات ایسا ہوتا ہے کہ خواب حافظہ میں ایک غیر معمولی جاگزینی دکھاتا ہے۔

فرائیڈ کہتا ہے میں نے اپنے بعض مریضوں کے ایسے خواب کی تشریح کی ہے جو انہوں نے پچیس ۲۵ سال یا اس سے بھی قبل دیکھا تھا۔ اسیطرح میں نے ایک خواب دیکھا تھا جس کو آج تیس سال کا عرصہ گزرا لیکن وہ ہنوز روز اول کی طرح میرے دماغ میں تازہ ہے، مگر یہ مستثنیات میں سے ہیں۔ اور موجودہ صورت میں ناقابل فہم ہیں۔

اسٹرومپیل نے خواب کی فراموشی کے مسئلہ پر بڑی وضاحت کے ساتھ روشنی ڈالی ہے، بظاہر یہ فراموشی ایک پیچیدہ مظہر ہے۔ چونکہ اسٹرومپیل کسی یگانہ علت کے تحت اسکی تشریح نہیں کرتا ہے بلکہ بہت سے علل پیش کرتا ہے۔

جب ہم بیدار ہو جاتے ہیں تو احساسات اور مدرکات کی ایک بڑی تعداد بھول جاتے ہیں۔ چونکہ یہ بہت کمزور رہتے ہیں ان میں حس جذبی کا قلیل سا شائبہ رہتا ہے بہتیرے نقوش خواب کا بھی یہی حال ہے، ہم ان کو اس لئے فراموش کر جاتے ہیں چونکہ وہ بہت کمزور ہوتے ہیں۔ اور اس سلسلہ کے قوی عناصر یاد رہ جاتے ہیں لیکن شدت کا مسئلہ خواب کی حفاظت کے لئے کلیہ نہیں ہو سکتا، اسٹرومپیل اور دوسرے مصنفین جیسے کیلکنس نے بتایا ہے کہ اکثر ایسے نقوش خواب جو بہت صاف رہتے ہیں وہ بھی فراموش ہو جاتے ہیں اس کے برعکس بہتیرے ایسے خواب جو عکسی اور دھندلے ہوتے

ں - حافظہ میں برقرار رہتے ہیں اس کے علاوہ بیداری میں انسان ایسی بات جو
ے ہی بار واقع ہوئی ہو بھول جاتا ہے اور بار بار واقع ہونے والے امور کو یاد کر لیتا ہے،
لیکن بہتیرے نقوش خواب ایک ہی بار کے تجربوں کا نتیجہ ہوتے ہیں اور یہی خصوصیت
، کہ ہم سارے خواب فراموش کر جاتے ہیں ایک تیسری اہم بات بھی ہے جس کے باعث
اب بھلا جاتا ہے - اس لئے کہ احساسات محضرات ، خیالات اور اسی قسم کی چیزیں
فظہ میں ایک خاص حیثیت سے جاگزیں ہو جائیں یہ ضروری ہے کہ وہ منتشر اور پریشان
ہوں - بلکہ ان کو ایک مناسب قسم کے ربط اور سلسلہ کے ساتھ وابستہ رکھنا ہوگا۔
ر ایک چھوٹے سے شعر کے الفاظ کو گڈمڈ کر دیا جائے تو ان کو یاد کرنا مشکل ہوگا جب
چھی طرح سے ایک مناسب سلسلہ میں مربوط ہو جائیں گے تو ایک لفظ دوسرے لفظ کی مدد کریگا
ر کل مجموعہ پوری طرح سے حافظہ میں ضبط ہو جاتا ہے -

متضاد چیزیں حافظہ میں اسی دقت اور ندرت کے ساتھ محفوظ رہ سکتی ہیں جس طرح
یشان اور غیر منتظم چیزیں - اب خواب بہتیری صورتوں میں حواس اور ترتیب کا
حتمند ہے خواب کے اجزائے ترکیبی اپنی خصوصیت کے اعتبار سے ناقابل یادداشت
یں کیونکہ عموماً تھوڑے وقفہ کے بعد وہ گڈمڈ ہو جاتے ہیں یقیناً یہ نتائج ریڈاسٹاک
ے اس مشاہدہ کے بالکل موافق نہیں - کہ ہم حافظہ میں ایسے ہی خواب محفوظ رکھ سکتے ہیں
و بہت انوکھے ہیں -

اسٹرومپیل کے خیال کے مطابق نقوش خواب ہماری حیات نفسی کی خاک سے
بھرتے ہیں - اور آسمان میں چادر سحاب کی طرح مکان نفسی میں رواں دواں ہو جاتے ہیں

لیکن جسطرح چادر سحاب ہوا کے جھونکے کی متحمل نہیں۔ اسیطرح بیداری کی ایک سانس سے یہ نفسی عالم ختم ہو جاتا ہے اس خیال کی تائید اس مشاہدہ سے بھی ہوتی ہے کہ بیداری کے وقت توجہ پر "عالم ہوش باطنی" (INRUSHING SENSORY WORLD) کا قبضہ ہو جاتا ہے اور صرف چند نقوش خواب اس وقت کا مقابلہ کر سکتے ہیں جس طرح صبح کے وقت آفتاب کی روشنی میں ستاروں کی ضیا باریاں ماند پڑ جاتی ہیں اسیطرح یہ خواب بھی عالم بیداری کی حیات شاعرہ میں ناپید ہو جاتے ہیں۔

آخری وجہ خواب کے یاد نہ رہنے کی یہ بھی ہے کہ لوگ اپنے خواب سے زیادہ دلچسپی نہیں لیتے۔ اگر کوئی شخص کسیوقت خواب سے خاص دلچسپی لینے لگے تو وہ غیر دلچسپی کے زمانہ سے زیادہ اس وقت خواب دیکھیگا یعنی وہ اپنے خوابوں کو زیادہ آسانی کے ساتھ یاد رکھیگا۔

بوناٹیلی کا خیال ہے کہ ہمارا احساس عالم بیداری میں وہ نہیں رہتا جو عالم خواب میں ہوتا ہے اسی تغیر کے باعث بیداری اور نیند کی پیداواروں میں تناسب اور ربط نہیں رہتا۔ خواب میں سامان نمود ایک مختلف نظم کے ماتحت کار فرما ہوتا ہے یہی وجہ ہے کہ ہمارا شعور بیدار خواب کا ترجمہ نہیں کر سکتا۔ ریڈ اسٹاک اور ٹیلیی کا خیال ہے کہ رات کا خواب ہم دن میں فراموش کر جاتے ہیں لیکن دن کے کسی ایسے واقعہ کا ادراک کرنے کے بعد جو مجموعہ خواب سے کسی قسم کا ربط رکھتا ہو خواب یاد آجاتا ہے۔ یہی ڈاکٹر ابر کرامبی نے بھی بعض مثالوں کے ذریعہ ثابت کیا ہے الغرض خواب کے

یاد رہتے اور بھول جانے کے متعلق جو علینئن اسٹرومپیل وغیرہ نے دی ہیں وہ ایک نکتہ سنج نقاد کے لیے قابل جرح ہیں ایک شخص سوال کر سکتا ہے کہ جب ہمارا حافظہ خواب کا اس قدر حصہ واگزاشت کر دیتا ہے۔ تو کیا اس کے ضبط کردہ واقعات افتراپردازیوں کا نتیجہ نہیں ہو سکتے ؟ اسٹرومپیل خواب کی صحیح ترجمانی کے اس مسئلہ پر کہتا ہے کہ "آسانی کے ساتھ ہمارا شعور عاملہ خواب کے دہرانے میں بہتیری خارجی باتیں بلا ارادہ ملا دیتا ہے ایک شخص خیال کر سکتا ہے۔ کہ اس نے وہ چیز بھی خواب میں دیکھی ہے، جو حقیقۃً خواب میں اس نے نہیں دیکھی "۔

جیسن کا فیصلہ ہے کہ غیر شعوری یا غیر ارادی طور پر ہم نقوش خواب کے غیر مربوط عناصر میں ربط پیدا کر دیتے ہیں۔ شاذ و نادر ایسا ہوتا ہے بلکہ ایسا کبھی نہیں ہو سکتا کہ ایک خواب اس قدر مربوط ہو سکے جتنا حافظہ میں رہتا ہے، بہت بڑا صداقت پسند آدمی بھی مشکل سے کوئی ایسا خواب بیان کر سکتا ہے جس میں اس نے پیچیدگی یا رنگ آمیزی نہ کی ہو انسانی دماغ کا رجحان ہی یہ ہے کہ وہ ہر چیز کا ادراک ایک مسلسل اور مربوط صورت میں کرتا ہے اور یہ رحجان اس قدر وقیع ہے کہ اگر خواب غیر مربوط صورت میں یاد رہا ہے تو دماغ بلا سمجھے بوجھے ربط و تسلسل کی کمزوریاں دور کر دیتا ہے۔ اسی مسئلہ میں ایک جرمنی عالم " دی ایگرز " کا خیال بھی جیسن کا ترجمہ معلوم ہوتا ہے۔

فرویڈ نے اس مسئلہ پر بڑی وضاحت سے بحث کر کے بتایا ہے کہ خواب کے بھول جانے کے متعلق تمام مفکرین کے آرا و افکار قابل تنقید ہیں اس نے ثابت کیا ہے کہ

خواب انسان بہ ظاہر بھول جاتا ہے لیکن یاد آ سکتا ہے اگر تشریح کرنے والا عقل سلیم سے کام لے چنانچہ خود اس نے بعض لوگوں کے کئی کئی دنوں کے فراموش شدہ خواب یاد دلائے۔

اس سلسلہ میں یہ بے محل نہیں اگر برگسان اور ابر کرامبی کے ان مباحث پر ایک تفصیلی روشنی ڈالی جائے۔ جو انہوں نے حافظہ اور اس کے وظائف و عواطف پر کئے ہیں۔ تکوین خواب کے مسئلہ میں حافظہ کو بہت بڑی اہمیت حاصل ہے بیداری کے عالم میں بھی غیر شعوری طور پر ایسے مناظر ہماری آنکھوں سے گزرتے ہیں جن پر ہم توجہ نہیں کرتے۔ لیکن یہ مناظر ہمارے حافظہ میں مرتسم ہو جاتے ہیں۔ عالم بیداری میں ان مناظر کی یاد بھی بظاہر ہمارے دماغ سے محو ہو جاتی ہے۔

لیکن خواب ان بھولی بسری باتوں، ان محو شدہ نقشوں، اور ان غیر شعوری ارتسامات کو پھر بروئے کار لاتا ہے۔ ہنری برگسان نے اس مسئلہ پر طویل فلسفیانہ بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ ہمارا مواد خواب بالکل ہیولی ہوتا ہے۔

لیکن یہ حافظہ کا کام ہے کہ اس ہیولی میں مناظر اور صورتوں کی تعیین و تخصیص کرے، مواد خواب میں بذات خود صورتوں کی تشکیل کرنے کی قوت نہیں رہتی، عالم خواب میں ہمارے ادراک حسی کے اندر بیداری کی بہ نسبت زیادہ وسعت ہو جاتی ہے برگسان لکھتا ہے

"جب ہم طبعی طور پر سوئے رہتے ہیں تو یہ یقین کرنا لازمی نہیں کہ ہماری حسیات متاثرات خارجی سے بند ہو جاتی ہیں۔ بلکہ ہماری حسیات اپنا سلسلہ عمل جاری رکھتی ہیں یہ صحیح ہے کہ ان کے اس عمل میں صحت و درستی کم ہوتی ہے لیکن اس کی تلافی وہ یوں کر دیتی ہیں کہ بہت سے ایسے فاعلی اثرات قبول کرتی ہیں جن کا ہم عالم بیداری میں ادراک نہیں کرتے

کیونکہ بیداری کے عالم میں ہماری دنیائے مدرکات مشترک ہوتی ہے یہی مدرکات خواب میں ظاہر ہوتے ہیں جب کہ ہم اپنی ہی ہستی کے زیر اثر ہوتے ہیں۔ اس میں کسی غیر کی شرکت نہیں ہوتی۔ اس لئے خواب کے اندر ہمارا ادراک حسی تمام نقطہ ہائے خیال کے ماتحت تنگ نہیں ہوتا۔ بلکہ اس کے برعکس کم از کم بعض جہات میں اس کے اعمال کے اندر وسعت اور کشادگی پیدا ہو جاتی ہے ہاں یہ بات ضروری ہے کہ وسعت کے اعتبار سے اس میں اضافہ ہوتا ہے لیکن قوت اور تناؤ کے اعتبار سے اس میں کمی ہوتی ہے کیونکہ اس وقت یہ ادراک حسی خیالات کا صرف ایک ہیولیٰ پیش کرتا ہے یہی خیالات خواب کے مواد ہیں لیکن یہ صرف مواد ہیں شکل وصورت اختیار کرنا ان کے بس میں نہیں خواب میں جس شئے کا خاص طریقہ عمل ہوتا ہے وہ معلق "داعیہائے رنگین" ہیں مثلاً خواب میں ایک منظر بعید پر چند سیاہ خطوط نظر آئیں خواب دیکھنے والے کی نظروں میں یہی خطوط ایک کتاب کا ورق یا ایک جدید مکان کا خاکہ یا بہتیری کوئی دوسری شئے بن جا سکتے ہیں، ان اشیا کا انتخاب کون کرتا ہے؟ موادِ خواب تو محض ہیولیٰ کی حیثیت رکھتا ہے یہ تخصیص اور تعیین تو کر نہیں سکتا اب شکل کا تعین کرنا ہمارے حافظہ کا کام ہے"

"عموی حیثیت سے خواب کسی شئے کی تخلیق نہیں کرتا بیشک ایسی مثالیں ملتی ہیں کہ خواب کے ذریعہ فنی، ادبی اور علمی پیداوارین ہوئی ہیں یہاں پر مناسب ہے کہ اٹھارہویں صدی کے ایک مشہور بربط نواز "تارتینی" کی ایک "غنا" کی ایجاد کا واقعہ بیان کیا جائے، وہ ایک راگنی ایجاد کرنا چاہتا تھا لیکن اس کو کامیابی نہ ہوئی، وہ سو گیا نیند میں دیکھا کہ شیطان آیا اور اس نے اس کا بربط لیکر ماہرانہ حیثیت سے وہ مطلوبہ راگنی سنادی

جب وہ بیدار ہوا تو اس نے حافظہ کی مدد سے اس کو لکھ لیا یہ راگنی "غنائے شیطان" کے نام سے ہم تک پہونچی ہے لیکن یہ واقعہ اس قدر بعید زمانہ سے تعلق رکھتا ہے کہ ہم افسانہ اور تاریخ میں امتیاز نہیں کر سکتے ۔ ہم لوگوں کو چاہیئے کہ کسی ایسے ذاتی مطالعہ سے کام لیں جس میں ثقاہت ہو اس سلسلہ میں ہمارا معاصر انگریز ناول نگار اسٹیونسن اپنے ایک دلچسپ مضمون "خواب کا ایک باب" کے اندر لکھتا ہے کہ کس طرح اس کے ابتدائی قصے خواب کی پیداوار ہیں یا کم از کم خواب کے اندر اس نے ان کا خاکہ درست کیا غور کے ساتھ یہ باب پڑھئے آپ دیکھیں گے کہ اسٹیونسن کی زندگی میں ایک زمانہ گذرا ہے کہ اس پر ایک ایسی نفسی کیفیت مسلط رہتی تھی کہ اس کو بیداری یا نیند کہنا مشکل ہے یہ ہم کو سچ معلوم ہوتا ہے جب دماغ کوئی شئے تخلیق کرتا ہے یعنی نظام دماغی کے تحت ایک خاص تنظیم اور ایک خاص سعی کی ضرورت ہوتی ہے جب ہم تصور کی مدد سے کوئی زندہ کارنامہ پیش کریں گے ، جب ہم کوئی مسئلہ حل کرنا چاہیں تو یہ لازمی ہے کہ حقیقۃً ہم سوئے نہ ہوں ، کم از کم اتنا تو ضرور ہے کہ ہمارے جسم کے جو حصے محنت کرتے ہوتے ہیں وہ اس وقت ہرگز سوئے نہیں رہتے ، نیند میں جب کہ ہماری پوری شخصیت جذب ہوجاتی ہے یہ صرف ہماری یاد کا کام ہے کہ وہ ہمارے خوابوں کی تکوین کرتی ہے لیکن اکثر ہم ان سے واقف نہیں رہتے ، ہماری یہ یاد بہت قدیم ہو سکتی ہے جس کو ہم عالم بیداری میں فراموش کر گئے ہوں ۔ بہت ممکن ہے یہ یاد ان اشیاء سے متعلق ہو جو ہمارے حافظہ میں غیر شعوری یا سطحی طور پر مرتسم ہو گئے ہوں " اب آیئے حافظہ کی ماہیت اور وظائف پر کسیقدر مفصل بحث کی جائے " ۔

قوتِ حافظہ کے خواص اور انکا مظاہرہ

حافظہ کے ذریعہ ہم لوگ واقعات وحوادث کا نقش محفوظ رکھتے ہیں۔ اعادہ (RE-
COLLECTION) کے ذریعہ دماغ میں ان کو سعی ارادی کے تحت دوبارہ جمع کرتے ہیں۔
اسیطرح خیال (CONCEPTION) کی مدد سے ہم حقیقی مناظر، اشخاص، ومعاملات
کے نقش یا مدرکات کی بازطلبی کرتے ہیں۔ اس طور سے ایک مصور خیال کے ذریعہ ایک
ایسے منظر کی تصویر تیار کر سکتا ہے جس کو اس نے ایک عرصہ قبل دیکھا تھا یا وہ اپنے ایک
مرے ہوئے یا غائب دوست کی شبیہ تیار کر سکتا ہے۔ بعض لوگ ایسے گذرے ہیں جن
کی قوت حافظہ تو بہت اہم تھی لیکن دوسرے ودیعات ذہنی کے اعتبار سے کوئی ممتاز
حیثیت نہیں رکھتے تھے۔ بہت سے ایسے لوگوں کے حالات معلوم ہیں جو ایک مرتبہ
سنکر پوری پوری تقریر دوبارہ سنادیتے تھے بعض تو ایسے گذرے ہیں جو ایسی چیزوں کو
مسلسل بیان کردیتے تھے۔ جنمیں کوئی ربط وتسلسل نہیں تھا۔ مثلاً اعداد وشمار کی
بڑی بڑی جدول، مہمل الفاظ کی اچھی خاصی تعداد، وغیرہ ایک ایسے آدمی کا حال محفوظ
ہے۔ جو پورے اخبار کی تحریر کو حافظہ کی مدد سے دہرا دیتا تھا۔ ایک ایسا آدمی
بھی گذرا ہے جو بلا کسی ربط وتسلسل کے چھ ہزار الفاظ کو سنکر اپنی یاد سے دوبارہ
سنادیتا تھا۔ ڈاکٹر سینیکا (SENICA) کا بیان ہے کہ ایک آدمی نے ایک شاعر
کا ایک تازہ کلام سنا۔ شاعر پڑھ چکا تو اس نے دعویٰ کیا کہ یہ میرا کلام ہے اور ثبوت

ثبوت میں شروع سے اخیر تک پورا کلام پڑھ دیا جو خود شاعر سے نہ ہو سکا اسیطرح کا ایک قصہ ایک انگریز کے متعلق بھی بیان کیا جاتا ہے۔ جس کو پروشیا کے بادشاہ نے ایک پردہ کے پیچھے چھپا دیا تھا۔ اس اثنا میں مشہور شاعر والٹیر آیا اور اس نے اپنی نظم پڑھی جو بہت طویل تھی۔ انگریز نے بھی اسیطرح وہ طویل نظم دہرا دی عموماً یہ کہا جاتا ہے کہ جن لوگوں کا حافظہ ایسا ہوتا ہے ان کے دوسرے قوائے ذہنی ضعیف ہوتے ہیں لیکن اس کی کوئی اصل نہیں گو یہ صحیح ہے۔ کہ محض الفاظ کی یاد تو ایسے ہی لوگوں کو ہوتی ہے جنکے فہم وادراک کی قوت ناقص ہوتی ہے لیکن یہ بھی واقعہ ہے کہ اعلیٰ ودیعتوں کے ایسے حامل انسان بھی گذرے ہیں جو اپنے حافظہ کے لئے بہت مشہور ہیں بیان کیا جاتا ہے کہ تمسطوقلس (THAMISTOCLES) ایتھنیہ کے سارے شہریوں کا نام لے دیتا تھا جن کی تعداد بیس ہزار تک پہونچتی تھی اسیطرح سیرس CYRUS اپنے لشکر کے ہر سپاہی کا نام جانتا تھا ڈاکٹر لیڈن اپنے حافظہ کے لئے بہت مشہور ہے ایک معزز آدمی نے جو ڈاکٹر موصوف کا گہرا دوست تھا مجھ سے بیان کیا کہ ڈاکٹر صاحب پارلیمنٹ کے ایک طویل دفعہ یا اسی قسم کے کسی دستاویز کو ایک بار سنکر صحیح صحیح دہرا دیتے تھے، ان کے ایک دوست نے ان کے اس حافظہ پر ہدیہ مبارکباد پیش کیا تو ڈاکٹر صاحب نے کہا کہ یہ حافظہ میرے لئے اکثر دقت پیدا کر دیتا ہے چونکہ پورا حصہ پڑھ لینے کے بعد اگر کسی خاص جزو کو دہرانا چاہتے تھے تو ان کو شروع سے پڑھنا پڑتا تھا۔ تب وہ اس جزو کو دوبارہ پڑھ سکتے تھے۔ اس کے بعد ڈاکٹر ابر کرامبی نے حافظہ پر فلسفیانہ بحث کی ہے۔

اور بتایا ہے کہ کس طرح حافظہ پر توجہ اور قانون ائتلاف کا گہرا اثر پڑتا ہے اس سلسلہ میں انہوں نے ائتلاف کو تین حصوں میں تقسیم کیا ہے ۔ (۱) طبعی یا فلسفیانہ ائتلاف (۲) مقامی یا عارضی ائتلاف (۳) خود رایانہ ائتلاف ۔

(۱) طبعی یا فلسفیانہ ائتلاف کسے کہتے ہیں اس پر ڈاکٹر صاحب نے بڑی طویل بحث کی ہے مختصراً اس کی تعریف یوں ہو سکتی ہے کہ جب نظام دماغی کے ماتحت کسی واقعہ یا بیان پر توجہ مرکوز ہوتی ہے تو وہ بعض ایسے واقعات کے ساتھ وابستہ کر دی جاتی ہے جس کو ہم پہلے سے جانتے ہیں ۔ یا ہم دماغ میں کسی ایسے موضوع سے اس کا الحاق کر دیتے ہیں جس کو ہم سمجھتے ہیں کہ وہ اس کی توضیحات کر یگا (۲) مقامی یا عارضی ائتلاف کے متعلق ڈاکٹر صاحب نے بعض عجیب وغریب لیکن بے حد دلچسپ قصے درج کئے ہیں اس ائتلاف کا تعلق کسی مکان یا فرد کی ذات سے ہوا کرتا ہے ۔ مثلاً کسی مقام میں ہم کو کوئی واقعہ پیش آیا ۔ یا کسی ذات کے ساتھ کوئی اہم معاملہ ہوا تو اس مقام اور اس فرد کے دیکھنے سے وہ سارے واقعات یاد آجاتے ہیں ۔ فلاڈلفیا کے ڈاکٹر " رش " نے ایک پر لطف قصہ لکھا ہے وہ لکھتے ہیں "میں جس زمانہ میں میری لینڈ کے ایک دیہاتی اسکول میں تحصیل علم کرتا تھا تعطیل کے زمانہ میں اکثر میں اپنے اسکول کے ساتھیوں کو لیکر ایک سوکھے ہوئے درخت کی بلندی پر چڑھ کر عقاب کا آشیانہ دیکھنے جاتا تھا یہ وہ وقت تھا جب کہ مادہ عقاب اپنے

LOCAL OR-(۲) NATURAL OR PHILOSOPHICAL ASSO(۱) CIATION.
ARBITRARY OR-(۳) INCIDENTAL ASSOCIATION+
(۶۴ قوائے عقلیہ" ڈاکٹر ابرکرامبی ص) FICTITIOUS ASSOCIATION

انڈے پر بیٹھا کرتی تھی جس کسان کے کھیت میں یہ درخت تھا اس کی لڑکی سے ہماری ملاقات ہوگئی ۔ چالیس برس گذرے اسی شہر میں اس کی خانہ آبادی ہوئی جب کبھی ہم ملتے تو عہد طفولیت کی اس معصومانہ اور مسرت انگیز زندگی کا تذکرہ آجاتا جو گاؤں کی فضا میں بسر ہوئی تھی ۔ اس کے ساتھ آشیانہ عقاب کا بھی ذکر ہوا کرتا ۔ چند سال قبل وہ عورت ٹائفس بخار کے آخری درجہ میں تھی ۔ لوگوں نے مجھے بلایا جیسے ہی ہماری آنکھیں دوچار ہوئیں ۔ میں نے مسرت انگیز لہجہ میں صرف آشیانہ عقاب کہا اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور اس میں قوت گویائی نہ تھی لیکن اس کے بشرہ سے وفور بہجت و مسرت کے آثار نمایاں تھے ۔ یعنی ہمارے اس آشیانہ عقاب کہنے سے اس کی اگلی شاندار زندگی اور مسرتوں کے نقوش نظر کے سامنے آگئے ۔ اس وقت سے اس کو افاقہ ہونے لگا ۔ وہ ابھی زندہ ہے اور جب کبھی مجھے دیکھتی ہے آشیانہ عقاب کی صدا لگا کر سلام کیا کرتی ہے خود ابرکرامبی نے اس سلسلہ میں ایک لڑکی کا نہایت ہی پر لطف قصہ لکھا ہے ۔ ایک خاتون کو ایک پرانا مرض لاحق تھا لوگ اس کو لنڈن سے گاؤں کے ایک مکان میں لے آئے یہاں اس کی ننھی بھانجی کو لوگ اس سے ملاقات کرانے کے لئے لاتے تھے ۔ اور تھوڑی دیر کی ملاقات کے بعد اس کو شہر میں واپس بھیج دیتے تھے ۔ چند دنوں کے بعد خاتون نے وفات کی لڑکی سیانی ہوئی ۔ اور اس کو اپنی ماں کی یاد بھی باقی نہ رہی یہاں تک کہ وہ سن بلوغ کو پہونچ گئی اب وہ اتفاقاً گاؤں کے اس کمرہ میں پہونچی جہاں اس کی ماں نے انتقال کیا تھا ۔ لیکن اس کو یہ کچھ خبر نہ تھی ۔ کہ یہ وہی کمرہ ہے جہاں اس کی ماں مرچکی ہے ۔ وہ کمرہ میں مشغل

ہوئی تو حیرت زدہ ہوگئی۔ جب اس کے رفیق نے اس سے سوال کیا کہ اس کی تشویش اور گھبراہٹ کی کیا وجہ ہے تو اس نے کہا کہ مجھے اچھی طرح خیال آتا ہے کہ میں اس سے قبل اس کمرہ میں رہ چکی ہوں۔ اور یہاں اس گوشہ میں ایک خاتون تھی جو بہت بیمار معلوم ہوتی تھی وہ مجھے لپٹا کر رویا کرتی تھی۔ (۲) خودرایانہ نقلی ایتلاف وہی ہے جو عوام الناس سے روزانہ زندگی میں ظہور پذیر ہوتا ہے۔ مثلاً کسی کام کے کرنے کے لئے رومال میں گرہ دینا یا کتاب کا صفحہ موڑ دینا اس سلسلہ میں ڈاکٹر صاحب نے ایک جرمن خطیب کا تذکرہ کیا ہے جس نے ۱۸۰۹ء یا ۱۸۱۰ء میں وصندار لوگوں کی جماعت کثیر کے سامنے حافظہ پر لکچر دیا تھا۔ اس کی تقریر کا ایک اہم عنصر تاریخ سنہ کی یاد سے متعلق تھا اس نے بتایا تھا کہ عدد تاریخی کو حرف ابجد میں منتقل کر دینا چاہئے۔ مغرب نے انیسویں صدی میں یہ راز دریافت کیا لیکن ہماری مشرقی ادبیات خصوصاً فارسی اور اردو میں تو شعراء نے کئی سو برس قبل سے مصرعہ تاریخ کہنا شروع کر دیا تھا۔ مشرقی شعراء کی یہ تاریخ گوئی ای "خودرایانہ یا نقلی ایتلاف" کے ماتحت آتی ہے اس کے بعد ڈاکٹر ابر کراہی[۵] نے

---

[۵] حافظہ کے متعلق یہ مقالہ جو ڈاکٹر ابر کراہی کی "قوائے عقلیہ" حصہ سوم کی تلخیص ہے۔ پہلے ایک بسیط مضمون کے ضمن میں جریدہ "جامعہ" میں اشاعت کے لئے روانہ کیا گیا تھا۔ اس مضمون کا ایک حصہ "اہل بہار کی خدمت حدیث" کے عنوان سے جریدہ مذکور کے اکتوبر نمبر ۱۹۳۲ء میں شائع ہوا۔

توجہ اور حافظہ کی ترقی پر بڑی عالمانہ بحث کی ہے اور حافظہ کو ترقی دینے کے اصول بتائے ہیں۔ اس موضوع پر بیان بحث کرنا مناسب نہیں۔ البتہ چند پر لطف قصے لکھے جاتے ہیں۔ جو ڈاکٹر صاحب نے حافظہ پر اثر مرض کے زیر عنوان تحریر کئے ہیں۔ ڈاکٹر صاحب کا بیان ہے کہ اکثر مریضوں کو دیکھا گیا ہے کہ ان کی موجودہ اہلیت واستعداد مرض کی شدت کے باعث تقریباً زایل ہو جاتی ہے۔ اور اگلے نقوش ابھر آتے ہیں۔ اس سلسلہ میں اکثر ایسے لوگوں کے حالات محفوظ ہیں جو اپنے روز مرہ کی زبان تو ایکدم بھول جاتے ہیں لیکن قدیم بھولی بسری زبان کے ماہر معلوم ہونے لگتے ہیں۔ یہ تغیر عموماً سر کے مرض میں لاحق ہوتا ہے۔ مسٹر ابرنیتھی (Mr:- ABERNETHY) کا بیان ہے کہ ایک آدمی فرانس میں پیدا ہوا لیکن اس نے زندگی کا بیشتر حصہ انگلستان میں گذارا اس کو بہت دنوں سے فرنچ بولنے کی عادت مطلق باقی نہیں رہی تھی۔ لیکن سر میں ضرب آنیکی وجہ سے جب مسٹر ابرنیتھی کے زیر علاج آیا۔ تو وہ ہمیشہ فرنچ بولا کرتا تھا۔ اسیطرح کا ایک واقعہ سینٹ ٹامس کے شفاخانہ میں وقوع پذیر ہوا ایک شخص پر غشی طاری ہوئی جب اس کو افاقہ ہوا تو وہ ایک ایسی زبان بولا جو شفاخانہ میں کوئی نہیں جانتا تھا۔ لیکن جلد ہی یہ پتہ چل گیا کہ یہ "ویلش" زبان ہے۔ اور یہ بھی معلوم ہوا کہ یہ شخص تیس سال سے اپنے مولد ویلس سے غائب رہا ہے۔ اور اسی عرصہ میں وہ اپنی مادری زبان بالکل بھول گیا تھا۔ جب اس شخص کو پوری صحت ہو گئی تو پھر وہ ویلش زبان بھول گیا

اور انگریزی میں گفتگو کرنے لگا۔ ڈاکٹر پریچارڈ کا بیان ہے کہ ایک خاتون ہذیان کی حالت میں ایک ایسی زبان بولنے لگی جو اس کے آس پاس والے نہیں سمجھتے تھے لیکن فوراً ہی یہ پتہ چلا کہ یہ بھی ویلش زبان ہے۔ اس کے کسی دوست کو پتہ نہ چلا کہ کس طرح خاتون کو اس زبان سے واقفیت ہوئی۔ لیکن پوری تحقیقات کے بعد پتہ چلا کہ صغر سنی میں اس کی ایک اناتھی جو ساحل برطانیہ کے ایک ضلع کی باشندہ تھی۔ یہاں کی زبان بالکل ویلش کے مثل ہے۔ اس وقت خاتون نے اس زبان کا معتد بہ حصہ سیکھ لیا تھا۔ لیکن بخار کے حملہ کے بہت سال قبل وہ یہ زبان بالکل بھول چکی تھی اسی طرح ایک جرمن خاتون نے ایک انگریز سے شادی کی۔ اور ایک عرصہ سے وہ انگریزی زبان سے واقف ہوگئی لیکن کسی مرض میں وہ گرفتار ہوئی (ڈاکٹر صاحب کو یہ معلوم نہ ہو سکا کہ مرض کی نوعیت کیا تھی) تو وہ ہمیشہ جرمن زبان بولا کرتی تھی۔ اور اپنے انگریز تیمار داروں کی انگریزی زبان سمجھ نہیں سکتی تھی۔ جب تک اس کا شوہر اس کو سمجھاتا نہیں تھا۔ ہائی لینڈ کی ایک عورت تھی۔ اس کو انگریزی زبان میں گفتگو کرنیکی عادت تھی اس کو ایک مرض لاحق ہوگیا وہ ڈاکٹر میکنوٹش کے زیر علاج آئی۔ اس کو افاقہ ہونے لگا۔ اور وہ اپنے چاروں طرف ہوش کے ساتھ دیکھنے بھالنے لگی۔ لیکن ڈاکٹر میکنوٹش اس کو نہ تو کوئی بات سمجھا سکتا تھا نہ وہ معمولی سوال کا جواب دے سکتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب نے مریضہ کے ایک دوست سے کہا کہ گیلک زبان

میں اس سے خطاب کرے اس کا جواب اس نے مستعدی اور روانی کے ساتھ
دیا ڈاکٹر ریش کا بیان ہے کہ ایک اطالوی شخص کو زرد بخار لاحق ہو گئی اور نیو
یارک میں وہ اسی مرض سے مرگیا وہ ابتدائے مرض میں انگریزی بولتا تھا
درمیان میں فرانسیسی زبان بولنے لگا اور جس دن اس نے قضا کی صرف
اطالوی بول رہا تھا ڈاکٹر ابر کرامبی کہتے ہیں کہ ایک چار سال کے لڑکے
کی کھوپڑی ٹوٹ گئی تھی جس کی وجہ سے اس پر عمل جراحی کیا گیا وہ اسوقت
ایکدم بیہوشی کے عالم میں تھا صحت یاب ہونے کے بعد اس کو نہ تو حادثہ کی یاد
باقی رہی نہ جراحت کی جب پندرہ سال کا ہوا تو اس کو بخار آیا اور ہذیان میں
اس نے جراحی کا تذکرہ کیا اور ان لوگوں کا جو اس وقت موجود تھے اس نے
ان کے لباس اور چھوٹے چھوٹے واقعات کو تفصیل کے ساتھ بیان کیا اس
لڑکے نے اس واقعہ کے متعلق کبھی کسی سے کوئی تذکرہ نہیں کیا تھا اور اس
کا کوئی ذریعہ نہ تھا کہ وہ ان حالات سے باخبر ہوتا جس کا اس نے تذکرہ کیا
ڈاکٹر ابر کرامبی کے ایک معروف ہم پیشہ دوست نے تذکرہ کیا کہ وہ
بخار کی حالت میں بلا ہذیان کے "ہومر" کے مطول اجزا پڑھتے تھے جو صحت
کے عالم میں ان سے نہیں ہو سکتا تھا ایک معزز آدمی ڈاکٹر جانسن کر کالڈوی
کے زیر علاج تھا یہ شخص خفیف سی بدحواسی کے عالم میں بڑی درستگی کے
ساتھ گیلک نغمہ گاتا تھا صحت کے زمانہ میں موسیقی کی طرف اس کا میلان نہ

تھا گو اپنی جوانی کے عالم میں وہ گیلک زبان سے واقف تھا لیکن سالہا سال سے وہ مطلق اس کا عادی نہ تھا اور خیال کیا جاتا تھا کہ اس زبان سے اس کو واقفیت باقی نہ رہی کالرج کا بیان ہے کہ ایک جاہل لڑکی خادمہ کا پیشہ کرتی تھی اس کو بخار میں ہذیان ہو گیا اور وہ اس عالم میں اطالوی یونانی اور عبری (Hebrew) زبانوں میں دینیات کے اجزا دہرایا کرتی تھی جن کتابوں کے یہ اقتباسات تھے ان سے مقابلہ کیا گیا تو پتہ چلا کہ خادمہ نے پوری صحت کے ساتھ یہ اجزا دہرائے ہیں پتہ لگایا گیا تو معلوم ہوا کہ یہ لڑکی پہلے ایک راہب کے یہاں نوکر تھی جو بہت بڑا عالم اور مخصوص کردار کا آدمی تھا اس کی عادت تھی کہ وہ گھر کے اندر ایک ایسے مقام پر جو مطبخ کی طرف جاتا تھا آگے پیچھے۔ ٹہل ٹہل کر زور زور سے اپنے محبوب مصنفوں کا کلام پڑھا کرتا تھا[1] لیکن بہت زیادہ حیرت انگیز واقعہ جو ڈاکٹر ابر کرامبی سے حل نہ ہو سکا یہ تھا کہ ایک آدمی نے بیماری کے عالم میں عبری زبان بولنا شروع کی جو اس نے اپنی زندگی کے بالکل آخری زمانہ میں حاصل کی تھی اب تک جو کچھ واقعات ڈاکٹر صاحب نے لکھے تھے ان سے پتہ چلا کہ ابتدائی زندگی کے نقوش دماغی مرض کے زمانہ میں ابھر آتے ہیں لیکن یہ آخر الذکر واقعہ بالکل

---

[1] واکر اٹکنسن نے اپنی کتاب "تحت شعوری و ماوراء شعوری سطح دماغ" میں بھی یہ واقعہ (The subconcious and superconcious planes of Mind) لکھا ہے

ایک عقدہ لاینحل ہے اسی طرح ڈاکٹر بی ٹی کا بیان ہے کہ ایک آدمی کو سر میں چوٹ لگی اس کے سبب سے اس کے دماغ میں کوئی اختلال نہ ہوا بجز اس کے کہ وہ یونانی زبان بالکل بھول گیا۔

ڈاکٹر ابرکرامبی کے نظریات

عالم رویا میں دماغی کیفیت کو دو مفصلہ ذیل حصوں میں تقسیم کر سکتے ہیں - (۱) وہ خیالات جو دماغ میں ظاہر ہوتے ہیں ان کے وجود حقیقی ہونے کا یقین ہوتا ہے اور عالم بیداری کی طرح جب ہم لوگ اپنے خیال کو اشیائے موجود فی الخارج سے مقابلہ کرتے ہیں تو یقین صحیح ہوتا ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ عالم رویا میں جو صورتیں ظاہر ہوتی ہیں وہ حقیقی معلوم ہوتی ہیں مثلاً خواب میں ہم لوگ کوہ ودشت، وادی، چٹیل میدان، سر بہ فلک عمارات اور بڑے بڑے سمندر دیکھتے ہیں تو معلوم ہوتا ہے کہ ان کا وجود حقیقی ہے۔ خیالی نہیں۔ جس طرح بیداری میں دیکھتے ہیں اور یقین ہوتا ہے کہ ان مناظر کا وجود حقیقی ہے اسی طرح خواب میں بھی معلوم ہوتا ہے لیکن فرق یہ ہے کہ عالم بیداری میں جب ہم لوگ اپنے خیال کو ان مناظر سے مقابل کرتے ہیں تو انہیں موجود فی الخارج پاتے ہیں اور عالم رویاء میں جو مناظر ہمارے دیدۂ عبرت ہیں سے گذرتے ہیں انہیں صرف ذہن ہی سے تعلق ہے خارج عن الذہن میں ان کا وجود نہیں (۲) خیالات اور تصورات ایک ایسے

قانون ائتلاف کے ماتحت دماغ میں مربوط ہو جاتے ہیں کہ جس پر انسانی تصرف نہیں ہوتا ہم لوگ خیالات اور تصورات کے اس سلسلہ میں تغیر نہیں کر سکتے ہیں اور نہ ان میں اپنے ارادہ سے وقفہ دے سکتے ہیں۔ (Association) یا قانون ائتلاف فلسفہ کی ایک اصطلاح ہے اس کے معنی یہ ہیں کہ خیالات اور تصورات مستلزم ہوتے ہیں یعنی جب ایک خیال پیدا ہوتا ہے تو اسی قسم کا دوسرا خیال پیدا ہو جاتا ہے اکثر حفاظ کو دیکھا ہو گا۔ کہ پڑھتے پڑھتے جہاں ٹھیر گئے وہاں سے نہیں بڑھتے اور جہاں بتایا گیا ایک ہی لفظ سے ہی پھر سلسلہ شروع ہو گیا یہ اسی قانون کا نتیجہ ہے۔ فلسفی موصوف کہتے ہیں کہ جس طرح کسی خیال کے عناصر باہم مربوط ہوتے وقت عالم بیداری میں ہمارا تصرف رہتا ہے ویسا عالم رویا میں نہیں مثلاً کے طور پر جذبہ جنسی کو لیجیے خیالات شہوانیہ کے اندر جب مرابطہ پیدا ہونے لگے تو عالم بیداری میں ہم لوگ مذہب اور ہیئت اجتماعی کے خوف سے ان عناصر کو باہم مربوط ہی نہ ہونے دیں گے۔ اور بالفرض یہ خیال ہوا بھی تو اسے عملی جامہ نہیں پہنا سکتے اس کے برخلاف عالم رویا میں ان عناصر کے باہم مربوط اور منتظم ہو کر عملی صورت اختیار کر لے نے میں ہمارا دست تصرف نہیں بڑے بڑے زہاد اور صوفیا، علما، اور صلحا کو خواب میں........... ہو جانا اسی کلیہ کا نتیجہ ہے، عالم بیداری میں وہ ہرگز ایسا فعل نہیں کرتے جو عالم رویاء میں ان سے سرزد ہو جاتا ہے اس کی توجیہہ

ڈاکٹر موصوف کے اس قانون سے ہوتی ہے اس کے بعد ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ استقراء اور تحقیق کا سب سے عمدہ مقصد یہ ہے کہ اس طریقہ کی تلاش کی جائے جس میں خاص خاص خواب یا صورتیں ظاہر ہوتی ہیں جب اس نظریہ پر عمل کیا جاتا ہے۔ تو مختلف قسم کے خواب کا پتہ معلوم ہوتا ہے ان میں بعض ایسے ہیں جن کے متعلق ہم لوگ واضح طور سے پتہ لگا سکتے ہیں مصنف کے نظریہ میں ان خوابوں کی تعداد چار سے زیادہ نہیں۔ (۱) جدید حادثات اور جدید دماغی جذبات سے جو باہم مخلوط ہو کر ایک سلسلہ میں مربوط ہو جاتے ہیں یا قدیم وجدید واقعات کی کڑی جو باہم ملی نہ ہو اور ان میں انتشار و تشتت ہو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔ اسرار خواب کے متعلق ڈاکٹر صاحب کا یہ پہلا قانون بہت ہی قابل قدر ہے ہم لوگوں کے ذاتی تجارب سے اس نظریہ کی تائید ہوتی ہے' ڈاکٹر صاحب نے جملہ بہت پیچیدہ لکھا ہے اس لئے سہولت تفہیم کے لئے ان کے مقصد کی توضیح کر دینا ضروری ہے' آپ فرماتے ہیں کہ بعض اوقات نئے نئے واقعات گو آپس میں ملے جلے نہ ہوں یا بظاہر ان میں ارتباط نہ پایا جائے متحد ہو جاتے ہیں۔ اور نیند میں کسی احساس کے باعث (مثلاً درد شکم) ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔ پھر یہ بھی کہتے ہیں کہ بعض نئے نئے خیالات باہم مخلوط ہو جاتے ہیں اور بعض اوقات قدیم وجدید خیالات دونوں مخلوط ہو کر تکوین خواب کے محرک ہوتے ہیں۔ اپنے اسی قانون کی شرح میں موصوف لکھتے ہیں کہ مثلاً ہم لوگ کسی تکلیف دہ حادثہ کی

خبر سُنیں کسی بچھڑے ہوئے دوست کے متعلق دل دکھانیوالی خبر موصول ہو اور ہم لوگ کسی ایسے معاملہ میں ہوں جس کے باعث تفکر اور اندیشہ ہو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے۔جس میں یہ تمام غیر مربوط اور مختلف افکار ایک سلسلہ میں منظم ہو جاتے ہیں ہم لوگ خود ہی اس آفت اور حادثہ میں گرفتار نظر آتے ہیں بچھڑا دوست ہم لوگوں کی صحبت میں ہوتا ہے اور وہ شخص جس سے تردد انگیز معاملات ہیں منظر میں آموجود ہوتا ہے ان تمام واقعات کو ایک سلسلہ میں مربوط کرنے والی بات صرف یہی تھی کہ ہر ایک واقعہ نے یکساں جذبہ کی تحریک کی اور جس وقت خواب کی تکوین ہوئی واقعات میں یہ ارتباط اور علاقہ کسی جسمانی تکلیف مثلاً درد شکم سے ہو گیا اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ کسی جسمانی تکلیف کے بغیر یہ خاص سلسلہ حادث ہی نہ ہوتا۔یا اس سلسلہ کے بعض عناصر بالکل مختلف ائتلاف کے ماتحت ظاہر ہوتے، وہ بچھڑا ہوا دوست قدیم دل خوش کن تذکرات کے سلسلہ میں اور اسی قسم کے واقعات اور ایسے ہی لوگوں کے ساتھ ظاہر ہوتا جن کو اس تکلیف دہ خبر سے تعلق نہ ہوتا۔اس قانون کی تائید میں ڈاکٹر صاحب نے دوسری مثال بھی دی ہے وہ لکھتے ہیں مثلاً ہم لوگ کسی آدمی سے ملیں جس سے عرصہ سے ملاقات نہ ہوئی ہو اور اس سے قدیم احباب کے متعلق تفتیش کریں اور پرانے واقعات کا حوالہ دیں تو ایک خواب کی تکوین ہوتی ہے جس میں یہ لوگ ظاہر ہوتے ہیں اور ساتھ ساتھ دوسرے حضرات بھی ہوتے ہیں۔لیکن وہ شخص جیکے

تکلم سے یہ سلسلہ جنبانی ہوئی ظاہر نہیں ہوتا چونکہ اس کا تعلق اس خاص سلسلہ سے نہین تھا جس کی تکوین دماغ میں ہوئی فلسفی موصوف نے اس قانون کی تائید میں ایک مشاہدہ بھی نقل کیا ہے لکھتے ہیں کہ اڈنبرا کے شفاخانہ میں مریضون کی جائے قیام کی طرف ایک مریضہ میرے متوفی دوست ڈاکٹر ڈنکن کے زیر علاج تھی وہ بحالت نوم بہت سی باتیں بولی دوسرے مریضوں کے حالات کے متعلق بہتیرے صاف صاف حوالے دیئے لیکن یہ حوالے اس زمانہ میں جتنے مریض اس جگہ تھے ان میں کسی سے وابستہ نہ تھے لیکن تحقیقات کے بعد معلوم ہوا کہ یہ حوالے ان مریضوں کے متعلق تھے جو دو سال قبل یہاں تھے اور یہ عورت بھی بحالت مرض یہاں موجود تھی۔(۲) تصوارت کے وہ سلسلے جنہیں تاثرات جسمی کے باعث قانون ایتلاف وجود میں لاتا ہے۔ڈاکٹر موصوف کا یہ دوسرا قانون ہے آپ فرماتے ہیں کہ اپنے متوفی دوست ڈاکٹر جیمس گریگوری کی عاطفانہ توجہ سے میں نے ان کے متوفی والد کی تصنیف کی ہوئی ایک بہت ہی دلچسپ قلمی کتاب پائی جس میں اس موضوع کے متعلق بہتیرے واقعات موجود ہیں ان اوراق میں ڈاکٹر گریگوری لکھتے ہیں کہ ایک مرتبہ جب میں بستر خواب پر گیا تو اپنے پیر کے نیچے گرم پانی کا ایک ظرف رکھدیا۔رات کے وقت خواب میں دیکھا کہ جبل اطمنہ (یہ ایک کوہ آتش فشان ہے جو صقلیہ ملحقہ اطالیہ میں ہے) کے دہانہ پر چل رہا ہوں اور نیچے کی زمین گرم معلوم ہوتی ہے وہ لکھتے ہیں کہ میں نے اپنی زندگی

کے ابتدائی زمانہ میں جبل ویسو ویس (یہ بھی ایک آتش فشاں پہاڑ ہے جو اطالیہ میں واقع ہے اور اپنی عظمت کے لحاظ سے دنیا میں عدیم النظیر ہے) کا نظارہ کیا تھا اور حقیقتاً اپنے پیر کے نیچے جب دہانہ کے پہلو میں چل رہا تھا شدید حدت محسوس کی تھی لیکن حیرت کی بات تو یہ ہے کہ خواب میں میں نے ویسو ویس کا نظارہ نہیں کیا بلکہ جبل اطنہ کو دیکھا حالانکہ اطنہ کے متعلق انہوں نے صرف بریڈن کی تصنیف پڑھی تھی ذاتی طور پر اطنہ کو دیکھا نہ تھا اس کی وجہ شاید یہ ہو سکتی ہے کہ انہوں نے اطنہ کے متعلق حال میں معلومات حاصل کئے تھے دوسری مرتبہ انہوں نے دیکھا کہ میں خلیج ہڈسن میں موسم سرما گذار رہا ہوں اور شدت برودت کے باعث بہت تکلیف اُٹھاتا ہوں جب بیدار ہوئے تو انہوں نے دیکھا کہ نیند میں بستر پھینک دیا ہے اس کے چند روز قبل انہوں نے موسم سرما میں اس مقام کی نوآبادیات کے متعلق خاص بات پڑھی تھی ایک بار اور ان کے دانت میں درد ہوا انہوں نے خواب میں دیکھا کہ عمل جراحی ہو رہا ہے اور جراح نے جس دانت میں درد تھا اسکے بدل اچھا دانت توڑ ڈالا۔ ڈاکٹر ریڈ اپنے متعلق لکھتا ہے کہ ایک مرتبہ میرے سر میں زخم نکل آیا اس میں ڈریسنگ ہوا اتفاقاً یہ درہم برہم ہو گیا اور اس کے باعث مجھے سخت تکلیف ہوئی میں نے خواب میں دیکھا ہے کہ رہزنوں میں گرفتار ہو گیا ہوں اور وہ میرے سر کا چمڑہ ادھیڑ رہے ہیں۔ اسی قسم کے ماتحت وہ خواب بھی ہے جو بعض آدمیوں کے کان میں آہستہ آہستہ کہنے سے ظاہر ہوتا ہے اس قسم کی

بہت ہی پر لطف اور ساتھ ہی صحیح مثال بہتیرے مصنّفوں نے لکھی ہے ڈاکٹر ابر کرامی لکھتے ہیں کہ گریگوری کے قلمی نسخہ میں اس قسم کے خواب کا تذکرہ پاتا ہوں۔ وہ کہتے ہیں مجھ سے اس آدمی نے کہا جس نے بچشم خود اس واقعہ کا مشاہدہ کیا ۱۸۵۸ء کے حملہ لوئس برگ میں ایک فوجی افسر اس کا موضوع تھا اس افسر میں یہ خصوصیت تھی کہ اس کے ساتھی اس کے خرچ سے جشن اور جلسے کرتے اس کے رفقا اسے جس قسم کا خواب چاہتے دکھا دیتے خصوصاً وہ شخص اس کام کو باحسن الوجوہ انجام دیتا جس کی آواز سے افسر آشنا ہوتا ایک دن اس کے ساتھیوں نے اسے میدان جنگ کا نقشہ دکھانا چاہا اور جب میدان کا نقشہ دکھا چکے تو اسے دونو جماعتوں کی مڈبھیڑ کا خیال دلایا اور اس کے ہاتھ میں ایک پستول دیا افسر نے اسے چھوڑا اور بیدار ہو گیا دوسری دفعہ انہوں نے اسے اپنے خیمہ میں ایک صندوق پر سوتے دیکھا اسے یقین دلایا کہ تم دریا میں گر پڑے ہو اور اسے شناوری کرنے کی صلاح دی وہ فوراً تیرنے کی نقل کرنے لگا اسکے بعد انہوں کہا کہ ایک نہنگ تمہارا تعاقب کر رہا ہے بہتر ہے کہ غوطہ لگا کر اپنی جان بچاؤ اس نے فوراً اتنی زور میں غوطہ لگانا چاہا کہ صندوق سے کمرہ کے اندر گر پڑا۔ جس کے باعث اسے سخت چوٹ آئی اور آنکھ بھی کھل گئی۔ فوج نے جب لوئیس برگ کا محاصرہ کیا تو اس کے دوستوں نے ایک دن اسے گولہ اندازی سے پریشان ہو کر اپنے خیمہ میں سوتے ہوئے پایا۔ اس کے کان میں آہستہ آہستہ انہوں نے کہنا شروع کیا۔ تم میدان

جنگ میں لڑ رہے ہو اس نے خوف میں آکر کھلم کھلا بھاگنے کی ہیئت بنائی دوستوں نے اسے اس نامردی پر ملامت کی اور ساتھ ہی مجروحین اور جان توڑنے والے سپاہیوں کی دردناک آواز کی نقل بنا کر اس کے جذبۂ خوف میں مزید اضافہ بھی کیا اور جب اس نے مقتولین کا نام پوچھا جیسا کہ اکثر وہ پوچھا کرتا تھا تو ساتھیوں نے اس کے خاص خاص دوستوں کے نام بتائے عاقبتہ الامر انہوں نے کہا کہ جس صف میں تم کھڑے ہو اس میں تمہارے پہلو والا شخص مارا گیا۔ وہ فوراً ہی اپنے بستر سے اچھل پڑا اور خیمہ سے باہر بھاگنے لگا مگر جب خیمہ کی طناب سے ٹھوکر کھا کر گرا تو اپنے ہوش میں آیا اور خواب سے چونکا اس معاملہ میں ایک تعجب خیز بات یہ ہوتی تھی کہ ان تجارب کے بعد اسے خواب اچھی طرح یاد نہیں رہتا بلکہ تھکاوٹ اور پریشانی کا ایک مضطربانہ احساس ہوتا اور اپنے دوستوں سے کہتا میں جانتا ہوں کہ تم لوگ مجھ سے کسی قسم کا مذاق کرتے ہو مصنف (ڈاکٹر ابر کرامبی) لکھتے ہیں کہ اسی قسم کے خواب کی کیفیت مسٹر اسمیلی کی تاریخ طبعی میں مسطور ہے یہ واقعہ کالج کے ایک طالب العلم کے متعلق تھا جو کہ اڈنبرا کی درس گاہ میں پڑھتا تھا اکثر ایک واقعہ ان خوابوں میں پایا گیا ہے جن کی تحریک شور وغل کی باعث ہوتی ہے —

یعنی ایک ہی آواز سے انسان بیدار بھی ہو جاتا ہے اور اسی آواز سے آدمی ایک خواب بھی دیکھتا ہے۔ جس میں وقت کا کوئی حصہ گذرتا ہوا معلوم ہوتا ہے مفصلہ ذیل مثال سے اس کلیہ کی توضیح ہوتی ہے۔ ایک شخص نے خواب میں دیکھا کہ میں نے

فوج میں سپاہی کی نوکری کر لی ہے لشکر میں داخل ہوا پھر فوج سے چل دیا پکڑا گیا مقدمہ چلا اور گولی مار دینے کا حکم ہوا لوگ اسے گولی مارنے کے لئے باہر لائے ان تمام مدارج کے طے ہونے کے بعد ایک بندوق سر ہوئی اور اس کی آواز سے وہ چونک پڑا بیدار ہونے پر معلوم ہوا کہ پہلو والے کمرے میں شوروغل ہو رہا ہے اسی وجہ سے اس نے خواب بھی دیکھا اور بیدار بھی ہو گیا۔ ڈاکٹر گریگوری ایک شخص کے بارہ میں لکھتا ہے کہ جب کبھی وہ کسی مرطوب جگہ میں ننگے بدن سوتا تو اسے حبس نفس کا احساس معلوم ہوتا اور اس کے ساتھ ہی دیکھتا کہ ایک دبلا آدمی اس کے حلق سے چمٹ گیا ہے اور جب بیٹھے بیٹھے سوتا تو اسے کسی قسم کی اذیت کا احساس نہیں ہوتا یعنی تب وہ دبلا آدمی اس سے نہیں چمٹتا جب کئی بار کے تجربہ سے ثابت ہوا کہ بیٹھے بیٹھے سونے میں آرام کی نیند آسکتی ہے تو اس نے اپنے پہلو میں ایک آدمی کو مقرر کیا کہ جب میں جھکنے لگوں تو مجھے جگا دیا کرو۔ ایک بار پھر اس دبلے آدمی نے اس پر حملہ کیا اور دیر تک سخت معرکہ آرائی ہوتی رہی جب اس کی نیند کھلی تو اپنے خادم پر سخت خفا ہوا کہ کیوں تم نے مجھے اتنی دیر تک اس اذیت میں مبتلا رہنے دیا اس کے خادم نے یقین دلایا کہ جیسی ہی آپ جھکنے لگے میں نے بیدار کر دیا صرف ایک لمحہ کی دیر ہوئی ڈاکٹر صاحب کہتے ہیں۔ میرے ایک دوست نے خواب میں دیکھا کہ اس نے بحر کاہل سے عبور کیا اور چار دن تک امریکہ میں مقیم رہا واپسی کے وقت اس نے دیکھا کہ سمندر میں گر پڑا خوف سے نیند کھلی تو اس نے دیکھا کہ یہ خواب اس نے

دس منٹ کے اندر دیکھا تھا۔ (۳) تیسرا قانون یہ ہے کہ انسان ایسے خواب دیکھتا ہے جس میں ان معاملات یا اشیاء کے متعلق جو دماغ سے غائب یا فراموش ہو گئے ہیں۔ قدیم ایتلافات کی معاودت ہوتی ہے۔ ڈاکٹر صاحب اس کلیہ کے متعلق لکھتے ہیں کہ ایسے خواب کی ماہیت دریافت کرنا ناممکن ہے اور ان میں بعض ایسے ہیں جنہیں ان کلیات میں سے جن سے فی الحال ہم لوگ واقف ہیں کسی کلیہ کے ماتحت نہیں رکھ سکتے ڈاکٹر موصوف لکھتے ہیں کہ مفصلہ ذیل خواب میرے ایک دوست نے دیکھا تھا۔ میرے یہ دوست گلاسکو کے ایک خاص بینک میں نوکر تھے ان کا کام روپیہ تقسیم کرنا تھا۔ ایک دفعہ ایسا ہوا ایک شخص آیا اور اس نے چھ پونڈ مانگا اسوقت اور لوگ بھی جمع تھے اور اپنی باری میں میرے دوست کے پاس آنے کے منتظر تھے لیکن مذکورہ بالا شخص سخت بیچین اور مضطرب تھا۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اُس نے بڑا شور وغل مچا رکھا تھا۔ اور طرفہ یہ کہ حضرت کی زبان میں لکنت بھی تھی دوسرے لوگ اس شخص کے شور وغل سے ایسے مشوش ہوئے کہ میرے دوست سے درخواست کی کہ پہلے اس شخص کو روپیہ دیکر دفع کیجئے۔ انہوں نے روپیہ دیدیا لیکن چونکہ اس شخص کی باری نہ تھی۔ اس لئے میرے دوست گھبراہٹ اور جلدی میں اندراج کا خیال بھول گئے سال کے بعد جس کی میعاد آٹھ یا نو ماہ ہوتی ہے بنک کی کتاب میں میزان درست نہیں ہوتی تھی کئی شبانہ روز غلطی کی کدوکاوش میں بسر ہوا لیکن کامیابی نہ ہوئی

آخر کار میرے دوست تھک کر مکان آئے اور سو رہے خواب میں دیکھا کہ میں بینک میں اپنی جگہ پر ہوں اور وہ جلد باز آدمی بھی ہے جس کی زبان میں لکنت تھی اور تمام ان واقعات کا نقشہ آنکھوں تلے آموجود ہوا جن کی تفصیل اوپر گذر چکی۔ میرے دوست نے اس خواب کو یاد رکھا اور بیدار ہو گئے۔ انہوں نے سمجھا کہ جس امر کی تفتیش میں میں متفکر تھا اس کے انکشاف کے لئے یہ خواب دکھایا گیا ہے امتحان کے بعد اسے معلوم ہوا کہ جو رقم اس نے اس مستعجل شخص کو دے دی تھی۔ اسے رجسٹر میں درج نہیں کیا تھا اور اسی سبب سے میزان میں چھ پونڈ کی غلطی ہوتی تھی۔ ڈاکٹر صاحب چونکہ مغربی فلسفی ہیں اس لئے وہ مادہ کے قیود سے آزاد ہو کر اس خواب کی ماہیت تک نہیں پہنچے اور اس لئے انہیں اس متذکرہ بالا خواب کو کسی کلیہ کے ماتحت رکھنے کی صورت نظر نہ آئی۔ لیکن ایک وہ ہستی جو مادہ اور جسمانیات کے قیود باطلہ سے آزاد ہو کر علم مابعد الطبیعۃ کی روشنی میں مبشرات الٰہیہ کا ادراک کرتی ہے۔ وہ اس خواب کو بہ نظر اول نبی کریم صلعم کے انکشاف روحانی کے مطابق رؤیا الصالحۃ جزءٌ من ستۃ واربعین جزءًا من النبوۃ کے کلیہ ماتحت رکھ دیگی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی احادیث کے مطابق خواب کے مختلف کلیات ہیں جن کے شواہد ہم روزانہ زندگی میں بکثرت پاتے ہیں۔ ہر چند فریوڈ خواب کی الہامی خصوصیات کا قائل نہیں وہ اس کا تعلق افراد کی ذہنی کرشمہ زائیوں تک محدود رکھتا ہے لیکن ساتھ ہی وہ اسے خیال نہیں بتاتا۔ بلکہ اسے نتیجہ بتاتا ہے۔

نفس باطن کی عجیب وغریب مظہر آفرینیوں کا روحانیات کی جدید تحقیقات میں
علماء نے تحت شعور (Subconciousness) کو بہت اہمیت دی ہے
جیسا کہ فلاسفہ کا خیال ہے کہ بیداری میں مادی افکار اور ہجوم مشاغل کے باعث
جو باطنی طاقتیں برسر کار رہتی ہیں وہی عالم خواب میں سو رہتی ہیں تحت شعور کو اپنے
اعمال کا موقعہ اسی وقت مل سکتا ہے جب ذہن پر دوسرے افکار کا دباؤ نہ ہو
اسکے متعلق یورپ کے مشہور عالم ہیولاک ایلس کا نظریہ سطور بالا میں لکھا جا چکا
ہے اس خواب کے متعلق خود ڈاکٹر ابرکرامبی کی رائے یہ ہے کہ قلیل غور وخوض
کے بعد اس واقعہ کا محیرالعقول ہونا معلوم ہو جاتا ہے کیونکہ جب خواب ظاہر ہوا
تو میرے دوست کو اس کا خیال نہ تھا اور اسکے ساتھ ہی ہم لوگ قیاس بھی نہیں
کر سکتے کہ کسی قسم کا ایتلاف حادث ہوا ہوگا جس کی مدد سے اس خیال کی تکوین
ہوئی کیونکہ وہ بات جو اس واقعہ کی اصل ہے یہ نہیں تھی کہ میرے دوست نے
روپیہ دینے کی غلطی کی بلکہ غلطی یہ تھی کہ انھوں نے رجسٹر میں درج نہیں کیا تھا اور
اس کا خیال انکے دماغ میں اس وقت نہیں ہو سکتا تھا اور اس لئے ہمارے احاطہ
تحقیقات سے خارج ہے کہ کس طرح اس خیال کا اعادہ ہوا چھ پونڈ کی غلطی تھی اور
ہم لوگ قیاس کر سکتے ہیں۔کہ ضرور میرے دوست نے یاد کرنے کی کوشش کی ہوگی
کہ آیا روپیہ دینے میں غلطی تو نہیں ہوئی لیکن ایک تجارتی شہر کے ایک بڑے
بینک میں چھ پونڈ دینے کا خیال وہ بھی آٹھ نو ماہ کے بعد قائم نہیں رہ سکتا اور

اس لئے بہ ہیئت مجموعی یہ خواب مظاہر دماغ کی بڑی مثال ہے ڈاکٹر صاحب ایک دوسری پر لطف مثال اور رقم کرتے ہیں وہ کہتے ہیں کہ یہ واقعہ مجھے اپنے ایک لائق اور طباع دوست سے موصول ہوا عہد شباب میں یہ شخص یونانی زبان کا نہایت شائق تھا اور اس میں بہت ترقی کی تھی پھر دوسرے مشاغل میں مصروف ہوجانے کے بعد وہ اس زبان کو ایسا بھول گیا کہ اب ان الفاظ کو بھی نہیں پڑھ سکتا لیکن اس نے اکثر خواب میں دیکھا کہ میں یونانی الفاظ پڑھ رہا ہوں یہ وہی الفاظ ہوتے جنہیں وہ کالج میں استعمال کرتا تھا خواب کے اندر وہ ان الفاظ کے معانی کا بھی واضح ادراک کرتا اسکے بعد ڈاکٹر صاحب نے ایک اور دلچسپ خواب کی تفصیل لکھی ہے جو حسب ذیل ہے

"ویورلی ناولز" کے مصنف نے کلیہ بالا کی تائید میں ایک معتبر خواب رقم کیا ہے پولینڈ میں مسٹر آر نامی ایک معزز زمیندار تھا اس پر ایک کثیر رقم کی ڈگری ہوئی اسکی زمین گیلا کے وادی میں تھی اور اس پر اس کی مالگذاری ادا نہ کرنے کا الزام لگایا گیا تھا مسٹر آر کو یقین تھا کہ اس کے باپ نے اسکاٹ لینڈ کے ایک قانون کے مطابق اس زمین پر تصرف کیا تھا اور اس پر جو رقم کی وصولی کا مقدمہ تھا وہ بالکل بے بنیاد تھا لیکن باوجودیکہ اس نے اپنے باپ کے کاغذات تلاش کئے دفاتر عامہ (Public Records) کی ورق گردانی کی ان آدمیوں سے جنہوں نے اس کے باپ کی طرف سے امور انجام دیئے تھے تحقیقات کی لیکن کوئی شہادت ایسی نہ ملی جس سے بچاؤ کی صورت متوقع ہو مقدمہ کی تاریخ نزدیک ہوئی اور اسے

معلوم ہوا کہ قطعاً اس کا مقدمہ خراب ہوجاوے گا اور اس لئے دوسرے دن اس
نے اڈنبرا جانے کا ارادہ کیا تا کہ صلح کے طور پر گفت وشنید کر سکے اس خیال کے ساتھ
وہ بستر پر گیا اور اس کے دماغ میں اس واقعہ کی صورتیں رواں دواں تھیں اس نے
خواب میں اپنے باپ کو دیکھا جو برسوں قبل مرچکا تھا اور اس نے پوچھا کہ تم کیوں فکر
مند ہو مسٹر آر کو خیال تھا میں نے اس فکر و تردد کی علت تبائی اور اس پر مزید اضافہ کیا کہ
اتنی کثیر رقم کا ادا کرنا مجھ پر سخت گراں ہے اور مجھے ہوش ہے کہ اتنی رقم میرے یہاں
باقی نہیں گو میں اس رقم کی تائید میں کوئی ثبوت نہیں رکھتا باپ نے جواب دیا بیٹا تمہارا
خیال صحیح ہے یہ میری ہی حقیت تھی جس کی مالگذاری کی عدم ادائیگی کا مقدمہ تم پر چلایا ہے
یہ کاغذات فلاں شخص کے ہاتھ میں ہیں جسے میں نے اس معاملہ میں پیرو کار بنایا تھا یہ
شخص اس پیشہ سے سبکدوش ہوچکا ہے اور اڈنبرا کے نزدیک مقام انورسک میں
رہتا ہے۔ صرف اسی کام کے لئے میں نے اس آدمی کو مقرر کیا تھا اور کسی معاملہ میں
اُسے پیرو کار نہیں بنایا تھا اسکے باپ نے خواب میں یہ بھی کہا کہ ممکن ہے وہ شخص
دیرینہ واقعہ ہونیکے باعث اسے بھول گیا ہو لیکن اسے یوں یاد دلا سکتے ہو کہ جب
میں اس کا حساب ادا کرنے لگا تو ایک پرتگالی اشرفی کے خردہ کرانے میں سخت
دقت واقع ہوئی تھی۔ صبح کیوقت مسٹر آر اس رویائے صالحہ کے ساتھ بیدار ہوئے
اور مناسب سمجھا کہ اڈنبرا جانے کے بجائے "انورسک" کا رخ کرے۔ وہاں پہنچکر
اس شخص سے ملا جس کے متعلق خواب میں ہدایت ہوئی تھی اور خواب کے متعلق ایک

بات بھی کہے بغیر اس معاملہ کی تفتیش کی کہ آیا تم فلان معاملہ میں میرے باپ کے
طرف سے کارپرداز تھے پہلے پہل اس بوڑھے آدمی کو کچھ بھی یاد نہ آیا لیکن جب
مسٹر آر نے پرتگالی اشرفی کا نام لیا تو تمام حالات کا نقشہ اسکے دماغ میں آموجود ہوا
اس نے فوراً اپنے کاغذات کی تلاش کی اور وہ کاغذ مل گیا مسٹر آر نے وہ کاغذ لے لیا
اور راڈ نبرا پہنچا اور جو زمین ہاتھ سے نکلی جاتی تھی اسے دوبارہ حاصل کیا۔ ڈاکٹر صاحب
لکھتے ہیں کہ اس دلچسپ واقعہ کی توجیہ یہ ہو سکتی ہے کہ مسٹر آر نے یہ باتیں اپنے
باپ سے اسکی حیات میں سنی ہوں مگر انہیں قطعی طور پر بھول گیا ہو جب دماغ پر
اس واقعہ کے متعلق زور دیا گیا تو کل مستلزم واقعات میں ایک ہیجان پیدا ہو گیا جسکے
باعث خواب میں یہ خیالات دوبارہ لوٹ آئے۔ (۴) ڈاکٹر صاحب کا کلیہ رابعہ یہ ہے
کہ عادت کا میلان (شوق) یا ایک دماغی جذبہ خواب کی شکل میں متشکل ہو جاتا ہے
اور وہ کسی فطری واقعہ کی بدولت عملی صورت اختیار کر لیتا ہے مسٹر کامب کا
بیان ہے کہ قاتل نے جرم کرنے سے قبل اس کا ارتکاب کرتے دیکھا تھا میں نے ایک
مشہور افسر سے سنا ہے جس نے ایک عجیب قسم کا خواب دیکھا جو زمانۂ وقوع سے دس
سال قبل ظاہر ہوا تھا۔ اور وقوع کے وقت یہ خواب اسے بالکل یاد نہ تھا اور اسکی
عمر اسوقت چودہ پندرہ برس کے مابین تھی اس نے خواب میں دیکھا کہ میں جبل اطنہ کے
دہانہ پر چڑھ گیا ہوں اور اسکے بالائی حصہ میں جو مناظر دیکھے ان پر قناعت نہ کر کے
داخلی مناظر کے دیکھنے کا ارادہ کر لیا اور نیچے اترنا شروع کیا چوٹی پر اس نے کثیر مقدار

میں شعاع اور دھوان دیکھا لیکن نیچے اترنے کے تھوڑی دیر کے بعد خموشی اور سکون تھا اور اس نے کبوتر خانہ کی طرح سیڑھیوں کے ذریعہ اترنے کا انتظام کیا۔ بہت جلد اسکا پیر تھک گیا اور اسی کیفیت میں اس کی آنکھ کھل گئی۔ ۱۸۱۱ء میں جبکہ وہ ایک برطانوی فوج کا افسر تھا اور صقلیہ میں اسے قیام کرنے کا حکم ملا تھا وہ برطانوی افسرون کی ایک جماعت کے ساتھ جبل اطنہ کی چوٹی کا نظارہ کرنے گیا جب وہ پہاڑ (مخروطی شکل کے حصۂ زیرین تک) کا کچھ حصہ تمام کر چکے تو ان میں اکثر ایسے ہوگئے کہ انہین قدم بڑھانیکی ہمت نہ رہی لیکن یہ شخص گھنٹوں کی جد وجہد میں دوسرے دو افسروں اور دو محافظون کے ساتھ چوٹی پر چڑھ گیا اور ایسے وقت پر پہنچا کہ طلوع آفتاب کا نظارہ کر سکے وہ کہتا تھا کہ جب ہم لوگ ایک گھنٹہ تک استراحت کر چکے اور کھا پی چکے تو میں نے کہا ہملوگ کوہ آتش فشان کے دہانہ کی چوٹی پر ہیں کیوں نہین ہم لوگ داخلی منظر کا مشاہدہ کریں۔ سبھوں نے ہنسی اڑائی اور جب مین نے محافظون سے دریافت کیا کہ تم لوگ رفاقت کروگے تو انہوں نے جواب دیا کہ ہم لوگ اکثر سنا کرتے تھے کہ انگریز دیوانے ہوتے ہیں۔ لیکن آج ہمین اس کی تصدیق ہوئی میں تازہ دم ہو گیا تھا آخر کار تنہا چلنے کا ارادہ کرلیا آخر کار ان دو افسروں میں سے ایک میرے ساتھ چلنے پر راضی ہو گیا لیکن محافظوں نے اعانت پر مستعدی ظاہر نہین کی بیرونی جہت سے کوہ آتش فشان کے دہانہ کا دائرہ تقریباً تین میل تک محیط ہے نشیبی حصہ ایک ایسے میدان کے مثل ہے جس کے چاروں طرف نشست کی صفین بنی ہوئی معلوم ہوتی ہیں اور جس کا رقبہ

ایکڑ کے لگ بھگ ہوگا۔ دہانہ کے صرف بالائی کنار وں سے دھواں نکلتا ہے برسوں سے نشیب کی طرف سے آتش فشانی نہین۔ دہانہ کے ایک خاص مقام پر مادہ جمع ہوگیا تھا۔ اور جس کے کنارے ڈھالوان شکل کے بنکر نشیبی سطح سے مل گئے تھے اس مقام کی طرف ہم لوگ چلے اور دہانہ سے نیچے اترنے مین نہایت آسانی ہوئی۔ اور بلا کسی شدید خطرہ کے ہم لوگ جبل اطنہ کے انتہائی نشیبی چٹان پر کھڑے ہوگئے۔ اور محافظین ہماری غیر معمولی جسارت اور کامیابی دیکھکر مبہوت تھے وسط مین ایک بڑے کنوئین کی طرح ایک بڑا سوراخ ہے جو کچھ تو بڑے بڑے پتھروں سے بھرا تھا اور کچھ خاک سے ہم لوگوں کا صعود بڑا ہی خطرناک تھا اور غایت درجہ تھک بھی گئے تھے۔ مین قیاس کرتا ہوں کہ بالائی دہانہ کے سب سے نیچے حصہ سے ہم لوگ پانچسو فیٹ نشیب مین تھے اور چونکہ ہمین راکھ اور خاک پر چلنا تھا اس لیئے اوپر چڑھنے کی کوشش کرنا گویا نیچے آنے کے مترادف تھا ہم لوگوں کو یقین ہے کہ کسی نے یہ منازل طے نہین کیئے ہوں گے ہم لوگ بہت تھکے ہوئے چوٹی پر پہنچے لیکن ہمین اپنی کارگذاری پر فخر تھا ہم لوگ جب قطانیہ میں آئے تو معلوم ہوا کہ یہی نہین کہ صرف ہم لوگ ہی جبل اطنہ کے داخلی مناظر کے پہلے سیر کرنے والے تھے بلکہ ہم لوگوں کے سوا اس کا کبھی کسی کو خیال بھی نہین ہوا تھا جب میں اس رات کو اپنے بستر پر آیا نیند ابھی نہین آئی تھی کہ دس برس قبل کے خواب کی یاد دماغ میں تازہ ہوگئی اور مجھے یہ تعجب خیز معلوم ہوتا ہے کہ میں نے ایسا خواب دیکھا جس کے امکان کے متعلق کبھی میں نے نہ سنا اور یہ کہ دس برس کے بعد میں نے ایسی کارگذاری

کی کہ جس کے لئے کسی نے قبل میں جسارت بھی نہین کی تھی فرؔیوڈ نے خواب کے فراموش ہوجانے کے متعلق اسٹرؔ ومپل کے حوالے سے ایک عالمانہ بحث کی ہے اور ضمناً یونؔیسٹلی جیسن وغیرہ کے نظریات لکھے ہیں۔ فریوڈ لکھتا ہے کہ میں نے اپنے زیر علاج مریضوں سے دریافت کیا (چونکہ خواب کی تعبیر بنانے میں وہ اکثر گذشتہ واقعات کے متعلق سوال کیا کرتے تھے) تو انہوں نے پچیس سال اور اس سے بھی زیادہ قبل کے خواب بتائے وہ لکھتا ہے کہ مجھے خود آج سے ۳۷ برس قبل کا خواب یاد ہے اور وہ روز اول کی طرح تروتازہ معلوم ہوتا ہے۔ بعض علماء کا خیال ہے کہ مستقبل کے واقعات سے بعض خواب کی یاد تازہ ہوتی ہے اگر خواب سے متعلقہ واقعہ حادث ہو تو مدت دراز کا واقعہ یاد آجاتا ہے۔ ڈاکٹر ابرکرامبی لکھتے ہیں کہ اس کلیہ کے ماتحت ان واقعات اور نظائر کو بھی رکھ سکتے ہیں جن میں لوگوں نے ان واقعات کے متعلق پیشینگوئی کی ہے جب وہ حادث ہو رہے تھے۔ یا خواب کے تھوڑے ہی دیر کے بعد حادث ہوئے مفصلہ ذیل واقعہ عرصہ سے اڈنبرا میں مشہور ہے اور روایت بھی صحیح معلوم ہوتی ہے ہوا یہ کہ ایک مسیحی عالم کچھ دور قریہ سے شہر میں آیا اور ایک سرائے میں سویا ہوا تھا اس نے خواب میں آگ دیکھی اور دیکھا کہ اس کا بچہ آگ میں گر پڑا ہے اس خواب سے پریشانی کے ساتھ وہ اٹھا اور فوراً شہر چھوڑ کر گاؤں کا راستہ لیا جب وہ اپنے گھر کے سامنے آیا اس میں آگ لگی دیکھی اور ایسے وقت پر پہنچا کہ اپنے ایک بچہ کو جو گھبراہٹ

اور شور وغل میں چھوٹ گیا تھا آگ میں پڑنے سے بچا لیا یہ بچہ خطرناک حالت میں تھا اگر اس واقعہ کے مابعد الطبعی پہلو اور الہامی خصوصیات کو نظر انداز کر دیا جائے تو اسے ایک سہل اور فطری کلیہ کے ماتحت رکھ سکتے ہیں۔ فرض کر لو شخص مذکور کے پاس ایک خادم ہو جس کی بدسلیقگی کے باعث اسے ہمیشہ خوف اور اندیشہ لگا رہتا ہو کہ کہیں گھر میں آگ نہ لگا دے گھر سے جدا ہونے کے بعد اس کی فکر اور اندیشہ میں مزید اضافہ ہو گیا ہوگا اور مالک کے گھر سے جدا ہونے نے اسے اور بھی غافل بنا دیا ہوگا اس کے ساتھ ہم لوگ یہ بھی تصور کر لیں کہ اس شخص کو بستر پر جانے کے بعد یک بیک یاد آیا ہوگا کہ اس دن اس کے گھر کے قریب میں ایک میلہ ہونا مقرر ہے۔ اور نوکر وہاں سے بدمستی کی حالت میں لوٹنے کا عادی ہوگا اور یہ فطری بات تھی کہ ان خیالات کی بنا پر ایک خواب کا وقوع ہوتا اور ممکن ہے متذکرہ بالا واقعات کی وجہ سے گھر میں آگ بھی لگی ہو۔ ڈاکٹر صاحب کی یہ خامہ فرسائی بالکل ظن لاطائل کا نتیجہ ہے وجدان سلیم کے نزدیک ایسی بے سروپا باتیں قابل قبول نہیں یقیناً یہ خواب الہامی خصوصیت رکھتا ہے اور ہم مخبر صادق صلی اللہ علیہ وسلم کے قول کے مطابق اسے جزاً من النبوۃ ہی کہہ سکتے ہیں۔ اڈنبرا میں ایک شخص تھا جس کے ٹخنہ کے شرائین میں ورم کا مرض لاحق ہوا اس کے لئے وہ دو بڑے بڑے ممتاز اطباء کے زیر علاج تھا عمل جراحی کے لئے ایک دن مقرر ہوا۔ مقررہ دن سے دو روز قبل مریض کی بیوی نے خواب میں دیکھا کہ مرض ایسا افاقہ پذیر ہو چکا ہے کہ اب جس کے باعث جراحی کا عمل کرنے کی ضرورت نہیں ورم کو مس کرنے سے

اس آدمی کو حیرت ہوئی کہ ٹیس اور درد بالکل موقوف ہو گیا۔ الغرض یہی اس مرض کا
علاج ہو گیا جو لوگ علم طب کے ماہر نہیں ہیں ان سے یہ کہنا بیجا نہ ہوگا کہ ٹخنہ کی شرائین کے
ورم کا علاج بغیر عمل جراحی کئے ہوئے نادر الوقوع ہے اور کوئی ایسا واقعہ نہیں جس کے
ماتحت یہ قانون مستثنیٰ ہو سکے۔ ہو سکتا ہے خاتون کو اس انجام کا ممکن الوقوع ہونا معلوم
ہو اور فطری طور پر اس کے اندیشہ اور تفکر کے باعث اس خواب کی تکوین ہوئی ہو لیکن
واقعہ کے حدوث (یعنی ورم کے اچھے ہو جانے اور عمل جراحی کی ضرورت باقی نہ رہنے)
کے ساتھ اس خواب کی تکوین ایک تعجب انگیز بات ہے۔ ایک خاتون نے خواب میں
دیکھا کہ اس کی ایک معمر رشتہ دار خاتون کو ایک سیاہ فام خادم نے قتل کیا ہے یہ خواب
اس نے کئی بار دیکھا اس سے وہ اس قدر متاثر ہوئی کہ اسی رات کو وہ اس ضعیفہ کے مکان
پر گئی اور ایک آدمی کو ایک ملحق کمرہ میں خبر گیری کے لئے متعین کر دیا۔ صبح کے وقت
تین بجے اس آدمی نے سیڑھی پر قدم رکھنے کی آواز سنی۔ وہ اپنے پوشیدہ مقام سے نکلا
دیکھا کہ ایک نوکر کوئلے لئے جا رہا ہے جب اس نے سوال کیا کہ کہاں جاتا ہے تو اس نوکر
نے اضطراب اور عجلت میں جواب دیا کہ اپنی مالکہ کے واسطے آگ سلگانے کے لئے
جا رہا ہوں موسم گرما میں ۳ بجے یہ امر بہر حال نا ممکن الوقوع تھا مزید تحقیقات اور تلاش کے
بعد کوئلہ کے اندر سے ایک تیز چھرا نکلا ایک دوسری خاتون نے اپنے ایک نوعمر
کو خواب میں دیکھا کہ وہ بحری سفر کرنے میں بمقام "فرتھ آن فورتھ" اپنے دوسرے،
کے ساتھ جنکو اس نے ساتھ لے لیا تھا ڈوب گیا دوسرے دن خاتون نے اپنے بھتیجہ

کو بلا بھیجا اور بڑی اہمیت کے ساتھ اسے اس شغل سے باز رکھا اس کے اور ساتھی گئے اور ڈوب گئے۔ اڈنبرا میں ایک خاتون نے اپنی گھڑی مرمت کرنے کے لئے روانہ کی، مدت ہو گئی اور اسے گھڑی نہ ملی۔ گھڑی ساز کے امروز فردا کرنے سے اس خاتون کو شبہ ہوا کہ اس کے اندر کوئی راز مضمر ہے اس نے خواب میں دیکھا کہ گھڑی ساز کے لڑکے نے جس کے ہاتھ سے اس نے گھڑی روانہ کی تھی گلی میں گرا دی اور وہ اس طرح سے ٹوٹ گئی کہ اس کی مرمت نہیں ہو سکتی تب وہ گھڑی ساز کے یہاں گئی اس نے خواب کا تذکرہ تو مطلق نہیں کیا لیکن واقعہ کی نوعیت بیان کر دی جس پر گھڑی ساز نے اعتراف کیا مسٹر جازف خیاط کا بیان ہے۔ کہ یک نوجوان شخص نے جو اپنے مکان سے ایک سو میل کے فصل پر ایک درس گاہ میں رہتا تھا خواب میں دیکھا کہ رات کے وقت وہ اپنے باپ کے مکان پر گیا۔ صدر دروازہ کھولنے کی کوشش کی لیکن اسے مقفل پایا پائیں دروازہ سے داخل ہوا اور کسی کو بیدار نہ پاکر سیدھا اپنے والدین کی خواب گاہ میں گیا اور اپنی والدہ سے جو اس وقت بیدار تھی کہنے لگا، اماں میں ایک دور دراز سفر کرنے والا ہوں اس لئے آپ سے رخصت ہونے آیا ہوں اس پر اسنے کہا اے میرے پیارے بچے! تو مر گیا وہ فوراً ہی بیدار ہو گیا اور اسے خواب کا خیال نہ رہا یہاں تک کہ چند دنوں کے بعد اسے اس کی ماں کا ایک خط موصول ہوا جس میں اس نے اس کی صحت کے متعلق تفتیش کی تھی اور اس تفتیش کا سبب وہی خوفناک خواب تھا جس کا ابھی بیان ہوا جو اسی رات کو اس خاتون نے بھی دیکھا تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ کوئی صدر

دروازہ کھولنے کی کوشش کر رہا ہے پھر پائین دروازہ کی طرف گیا اور آخر کار خواب گاہ میں چلا آیا، تب اس نے دیکھا کہ یہ میرا فرزند ہے اور اس کے بستر خواب کے پہلو میں آکر کہہ رہا ہے۔ اماں میں ایک دور دراز سفر کرنے والا ہوں جس پر وہ چلا اوٹھی اے میرے بچے تو مرگیا! لیکن جانبین میں سے کسی پر کسی غیر معمولی واقعہ کا حدوث نہوا۔ اس کے بعد ڈاکٹر صاحب لکھتے ہیں کہ ایسے خواب بھی قلمبند کئے گئے ہیں جن کو ان اصول اربعہ میں سے کسی کے ماتحت نہیں رکھ سکتے ان میں سے بہتیرے خواب انتشار دماغی کا نتیجہ ہیں نبی صلعم فرماتے ہیں (حدیث النفس وتخویف الشیطان وبشریٰ من اللہ) اور بعضوں کے نقد و بصر شرح و بسط کے بعد مجھے یقینی طور پر معلوم ہوگیا کہ یہی بات تھی بعض ایسے خواب ہیں جن کی تفسیر ماہیت اور وضاحت کنہ تک ہماری فکر رسا نہیں پہنچ سکتی اس کی مثال میں ہم لوگ مفصلہ ذیل خواب پیش کر سکتے ہیں۔ دو بہنیں ایک بھائی کی تیمارداری کر رہی تھیں جس کے حلق میں ایک زخم ہوگیا تھا جو گو سخت اور تکلیف دہ تھا لیکن خطرناک نہ تھا اس وقت ایک بہن نے اپنے ایک دوست سے ایک گھڑی عاریتہً لی چونکہ اس کی گھڑی مرمت کے لئے گئی تھی یہ گھڑی ایسی تھی کہ خاندانی چیز ہونے کے باعث اسے ایک خاص وقعت سے دیکھا جاتا اور لوگوں کا قیاس تھا کہ یہ کبھی خراب نہیں ہوسکتی دونوں بہنیں ایک کمرہ میں سوئی تھیں جو بھائی کے کمرہ سے ملحق تھا بڑی بہن بڑی گھبراہٹ میں بیدار ہوئی۔ اور اپنی چھوٹی بہن کو جگا کر کہا کہ میں نے ایک نہایت ہی خوفناک خواب دیکھا ہے، دیکھا کہ مریم کی گھڑی بند ہوگئی اور جب میں نے تم سے اس واقعہ کا تذکرہ کیا

تو تم نے جواب دیا اس سے بھی زیادہ وحشت ناک اور برا حادثہ ہوا ہے یعنی . . . . .
کی حرکت نبض بند ہو گئی اپنے بھائی کا نام لیا جو بیمار تھا گھبراہٹ کے رفع کرنے کے لئے
چھوٹی بہن فوراً اٹھی اور اپنے بھائی کو دیکھا کہ چپ چاپ سو رہا تھا اور گھڑی چل رہی تھی
دوسری رات کو اس نے پھر وہی خواب دیکھا اور وہی گھبراہٹ تھی مگر بھائی آرام سے
سو رہا تھا اور گھڑی چل رہی تھی دن کے وقت جیسے ہی گھر والوں نے ناشتہ کیا ایک بہن
اپنے بھائی کے پاس بیٹھی ہوئی تھی اور دوسری ایک ملحق کمرہ میں ایک مضمون لکھ رہی تھی
جب وہ مضمون لکھکر ملفوف کرنے چلی تو وہ اس گھڑی کو لینے کیلئے اوٹھی جس کا تذکرہ
اوپر ہوا اور جو اس کے لکھنے کی میز پر رکھی ہوئی تھی وہ یہ دیکھکر متحیر ہوئی کہ گھڑی بند ہو گئی
اسی وقت اس نے پہلو والے کمرہ سے اپنی بہن کی پُر درد چیخ کی آواز سنی ان کے بھائی کو
جس کے متعلق خیال تھا کہ اب رو بہ صحت ہے حبس نفس کی بیہوشی لاحق ہو گئی اور اس نے
فوراً انتقال کیا مسٹر جازف خیاط کی روایت اور یہ آخر خواب کا تذکرہ ہماری روحانی
زندگی کے عجائبات ہیں ہماری حیات شاعرہ جس کے عجائب و غرائب ہم عالم خواب میں
مشاہدہ کرتے ہیں اگر ارتقا کی تدریجی منزلیں طے کرتی رہے تو یقیناً ہم عالم بیداری میں بھی
وہ تمام مشاہدات کرسکتے ہیں جنہیں رویائے صالحہ کشف والہام وغیرہ کہتے ہیں عجائبات
خواب کا مطالعہ کرنے کے بعد روحانیات کے مبادی واصول " نقل افکار "
(Telepathy) "غیب بینی" (Clairvoiance) وغیرہ کی تصدیق ہوتی ہے۔
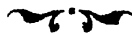
برگساں کے افکار و آرا

نیند میں ہماری آنکھیں بند ہوتی ہیں ہمارے ہاتھ پیر ساکن رہتے ہیں ہمارا گوش بظاہر سویا رہتا ہے لیکن یہ خوابیدگی بالکل ظاہری ہوتی ہے باطناً ہم بیدار رہتے ہیں ہمارا باصرہ رنگ والوان کی تمیز کرتا ہے ہمارا لامسہ عرض و مادہ کو محسوس کرتا ہے' ہمارے سامعہ کو آوازوں کا احساس ہوتا ہے؟ لیکن اس کے کیا اسباب ہیں آنکھیں بند کر لینے کے بعد موجود فی الخارج کی حس ممکن بھی ہے یا نہیں؟ اسی طرح ظاہری اعضائے لامسہ کے تعطل کے بعد کیا باطناً ہم کسی شے کو مس کر سکتے ہیں؟ آخر اس ظاہری خوابیدگی کے باوجود ہمارے کان کیونکر سنتے ہیں؟

ہنری برگساں نے ان کل مسایل پر مفصل بحث کی ہے وہ کہتا ہے کہ آنکھیں بند کر لیجیے' اور توجہ کے ساتھ دیکھیے رؤیت کی دنیا میں کیا ہو رہا ہے' اس کے متعلق سوال کیا جائے تو بہت سے لوگ کہیں گے کہ کچھ نہیں ہوتا یعنی وہ کچھ نہیں دیکھتے' کوئی تعجب کی بات نہیں کیونکہ کسی قدر مشق کے بعد ایک آدمی تشفی بخش طریقہ سے خود مشاہدہ کر سکتا ہے لیکن توجہ مبذول کیجیے' آپ تھوڑا تھوڑا کر کے اشیاء میں امتیاز کریں گے پہلے پہل ایک سیاہ منظر بعید (Back Ground) ظاہر ہوگا اس کے بعد اس سیاہ منظر میں چمکیلے نقطے رواں دواں ہوں گے کبھی یہ بلند ہوں گے کبھی پست ہوں گے' کبھی انکی رفتار آہستہ ہوگی کبھی تیز ہوگی' اکثر ایسا ہوگا کہ مختلف رنگ کے داغ بعض لوگوں کو دھندلے بعض کو بہت درخشاں نظر آئیں گے' ایسے درخشاں کہ حقیقی رنگ ان کا مقابلہ نہیں کر سکتے یہ دھبے پھیلتے اور سمٹتے

نظر آئیں گے ان کی شکل اور رنگ بدلتا جائے گا' برابر ایک شکل نمایاں ہوگی ایک رنگ ظاہر ہوگا اور پھر غائب ہو جائے گا دوسرا اسکی جگہ لیگا بعض اوقات اس تغیر و تبدل میں آہستگی و توازن ہوگا بعض اوقات اس میں صرصر کے جھونکے کی طرح تیزی ہوگی' یہ نقوش باطل کہاں سے آتے ہیں ماہرین عضویات و نفسیات نے رنگ و الوان کے اس کھیل کا مطالعہ کیا ہے وہ اس مظہر کو "صور عینی" (Ocular Spectra) "داغہائے رنگین" اور "فاسفنس" (Phosphenes) سے تعبیر کرتے ہیں اور کہتے ہیں کہ حلقہ چشم پر بند پتلیاں دبا و ڈالتی ہیں اسی وجہ سے عصب البصری (Optic Nerve) میکانکی طور پر متحرک ہو جاتا ہے' برگسان کہتا ہے کہ یہاں نہ تو اس مظہر کی توجیہہ سے بحث ہے نہ اس کے تسمیہ سے بلکہ عام طور پر یہ واقع ہوتا ہے اور ہم فوراً کہہ سکتے ہیں کہ یہی وہ خاص مادہ ہے۔ جس کے ذریعہ ہم اپنے خوابوں کی تشکیل کرتے ہیں۔ اسی طرح سامعہ سے بحث کرتے ہوئے برگسان لکھتا ہے کہ ہم نیند میں سنتے ہیں۔ لیکن میز و کرسی کی چمچاہٹ' آگ کی چٹک' یا مینہ کا بوچھار ہوا کا جھونکا یہ ساری آوازیں ہمارے کان میں آتی ہیں۔ خواب انکو اپنے حالات کے ماتحت مکالمہ' شور' چیخ اور موسیقی میں بدل ڈالتا ہے برگسان کے اس نظریہ کی تائید ڈاکٹر ابر کرامبی کی اس روایت سے ہوتی ہیں جس میں اسنے دکھایا ہے کہ ایک سپاہی کے احباب نیند میں اس کے کان میں آہستہ آہستہ بولتے اور میدان جنگ کا خوفناک منظر دکھا کر اس کو دہشت زدہ بناتے ہیں خواب میں دیکھتے ہیں کہ خلا میں اڑ رہے ہیں ایسا خواب دیکھنے والا ان میں کہتا ہے کہ اسنے قبل بھی ہم نے اس قسم کا التباس دیکھا لیکن یہ بالکل حقیقی معلوم ہوتا ہے اندازہ

ہوتا ہے کہ ہم قانون جر ثقیل سے اپنے کو آزاد کر سکتے ہیں۔ اگر تم یکایک بیدار ہو جاؤ تم بلا کسی زحمت کے اس کی تحلیل کر سکتے ہو اگر فوراً اس کی ابتدا کرو تو تم دیکھوگے کہ تمہارے پیر زمین کو مس نہین کر رہے ہیں۔ یہ بات قابل غور ہے۔ کہ خواب میں تم ایک ہی سمت خود کو اڑتے ہوئے دیکھوگے۔ اور جب تم بیدار ہو جاؤ۔ تو یہ مطالعہ کر سکتے ہو کہ جس پہلو تم سوئے تھے اسی سمت تم خواب میں اڑنے کی کوشش بھی کر رہے تھے۔ یعنی تمہارے اڑنے کی سعی اور جسم کا دباؤ سمت کے اعتبار سے یکساں ہوتا ہے۔ ایم میکسن سائمن (M. Maxon Simon) نے خواب میں دیکھا کہ پہلو بہ پہلو اشرفیون کا دو غیر مساوی انبار ہے ان ڈھیروں کو وہ برابر کرنا چاہتا ہے لیکن وہ برابر نہین کر سکتا۔ اس سے اس کو انتہائی تکلیف ہوئی۔ لحظہ بہ لحظہ یہ تکلیف بڑھی اور آخر کار وہ بیدار ہو گیا اس نے دیکھا کہ بستر کی تہ میں اس کا ایک پیر اس طرح پھنس گیا ہے کہ اس کے دونوں پیر دو مختلف سطح پر ہیں۔ اور اس کے لئے دونوں کو ایک سطح پر لانا ناممکن ہے دونوں پیر چوں کہ غیر مساوی سطح پر تھے۔ اس لئے سائمن نے خواب میں دو غیر مساوی ڈھیر دیکھا۔ اگلے سطور میں برگساں بتا چکا ہے کہ آنکھین بند ہوتی ہیں۔ اسوقت بھی مختلف قسم کے رنگ رواں دواں ہوتے ہیں۔ دنیائے بصارت میں بھی داغہائے رنگین خاص حالات کے ماتحت شکل وصورت اختیار کر لیتے ہیں۔ سائمن کی آنکھوں کے سامنے زرد رنگ کے داغ آئے اور انہوں نے اشرفیوں کی صورت اختیار کر لی۔ اب چونکہ سائمن۔ اپنا دونوں پیر برابر کرنا چاہتے تھے اس لئے انہوں نے خواب میں اشرفیوں کے دونوں مجموعے

ڈھیروں کو برابر کرتے دیکھا۔ خواب میں آگ نظر آنے کے متعلق علماء کے دو نظریات ہیں ایک طبقہ جو خواب کی الہامی خصوصیت کا معتقد ہے اس کو آئندہ ترقی کیلئے ایک فال نیک بتاتا ہے گستاؤ ہنڈمیں میلر اور ابوشجاع بویہ دیلمی کا معبّر اسی جماعت کے افراد ہیں دوسرا گروہ اس کو "ادراک حسّی (Sense Perception) کا نتیجہ بتاتا ہے اس زمرہ میں ڈاکٹر ابر کرامبی اور ہنری برگستان ہیں۔ ڈاکٹر فریوڈ نے بھی اپنی کتاب میں ایک جگہ تذکرہ کیا ہے کہ ایک بوڑھے آدمی کا لڑکا مر گیا۔ لڑکے کو کفن میں لپیٹ کر رات کیوقت رکھد یا گیا لاش کے پہلو میں شمع جل رہی تھی اور بوڑھا آدمی بیٹھا تھا آخر شب میں اس کی آنکھ لگ گئی خواب میں دیکھا کہ اس کا بچہ کہہ رہا ہے کہ ابا! آپ سوئے ہوئے ہیں میں جل رہا ہوں۔ ضعیف آدمی کی آنکھیں کھل گئیں دیکھا تو شمع لاش پر گر گئی ہے اور کفن کا کچھ حصہ جل رہا ہے فریوڈ نے اس کی کوئی عملی توجیہ نہیں کی ہے بلکہ دور از کار تاویل سے کام لیا ہے فرانس کے مشہور فلسفی ہنری برگساں نے بسط کے ساتھ اس مسلہ پر عالمانہ اور محققانہ روشنی ڈالی ہے۔

برگساں لکھتا ہے کہ آنکھیں جب بند ہوتی ہیں تو نور و ظل (Light and Shade) میں امتیاز کرتی ہیں یہی نہیں بلکہ آنکھوں کو مختلف قسم کی روشنیوں کی تمیز ہوتی ہے۔ خارجی نور کے یہ مدرکات ہمارے بہت سے خوابوں کی تہ میں ہوتے ہیں۔ کسی کمرہ میں اگر یکایک کوئی شمع روشن ہو جائے اور سونے والے پر گہری نیند کا غلبہ نہ ہو تو وہ دیکھے گا کہ آتش ملتہب ہے کسی عمارت میں آگ لگ گئی ہے اس مسلئہ پر

ایم ٹیسے (Tesste) نے دو مشاہدات درج کئے ہیں۔ بی لین (B.Loon) خواب میں دیکھتا ہے کہ اسکندریہ کے تھیٹر میں آگ لگ گئی ہے یکایک وہ محلہ عام کے فوارہ کے درمیان پہنچ جاتا ہے آگ کا سلسلہ ان زنجیروں تک پہنچ جاتا ہے جن کے ذریعہ کنارہ کے ستون ایک دوسرے سے وابستہ ہیں۔ تب وہ اپنے کو پیرس کے میدان میں پاتا ہے جہاں آگ لگی ہوئی ہے ان خطرناک مناظر میں وہ حصہ لیتا ہے وہ چونک جاتا ہے اس کی آنکھ کھل جاتی ہے اسے معلوم ہوتا ہے کہ اس کی رات کی خادمہ گذرتی ہے تو اس کی سیاہ لالٹین سے روشنی چھن کر اس کے بستر پر پڑ رہی ہے ایم بر ٹرینڈ خواب میں دیکھتا ہے کہ وہ ایک ایسے مقام میں ہے جہاں وہ پہلے نوکر تھا وہ اس کے بعد قلعہ فرانس طولوں، لوریٹ، کریمیا اور قسطنطنیہ میں پہنچتا ہے وہ برق کی چمک دیکھتا ہے رعد کی گرج سنتا ہے۔ اور ایک لڑائی میں مین شریک ہوتا ہے جس میں توپ کے دہانوں سے آگ کے شعلے ملتہب ہو رہے ہیں وہ چونک کر جاگ اوٹھتا ہے بی لین کی طرح وہ بھی مشاہدہ کرتا ہے کہ خادمہ شب کے سیاہ لال ٹین کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے اکثر اسی طرح چمکیلی ناگہانی روشنی سے خوابوں کی تحریک ہوتی ہے۔ لیکن چاند کی خنک ضیاء باریوں سے انسان بالکل مختلف خواب دیکھتا ہے۔ اسے کراس۔ (A. Karauss) کہتا ہے کہ ایک شب اس نے خواب میں دیکھا کہ وہ ایک نوجوان دوشیزہ کی طرف اپنے بازو پھیلا رہا ہے۔ بیدار ہوا تو دیکھا کہ چاند کی روشنی اس پر پڑ رہی ہے۔ یہ بہت پر لطف بات ہے —

کہ اسی نوع کے اور بھی خواب کے واقعات ہیں جن میں چاند کی نور فشانیوں سے جن کا عکس سونے والے کی آنکھوں پر پڑ رہا تھا۔ خواب میں دوشیزہ کی صورتیں نمودار ہوئیں شاید انڈیمین چرواہے کے افسانہ کی اصلیت اسی نوع کا خواب ہے اس افسانہ میں دکھایا گیا ہے کہ یہ چرواہا محو خواب ہے۔ اور سیلین دیوی یعنی چاند اسے پیار کر رہی ہے آج سے تین چار سال قبل "م" نے خواب میں دیکھا کہ ایک نہایت ہی حسین عورت جو ریشم و حریر میں ملبوس ہے اور جس کے جسم کی مشک بیزیاں مشام جان کو معطر کر رہی ہیں۔ دروازہ کے باہر کھڑی ہے دروازہ بند ہے لیکن خوشبو سے کمرہ کا داخلی حصہ معطر ہو رہا ہے یکایک کمرہ کھلتا ہے اور وہ حسینہ اندر داخل ہوتی ہے "م" چت سویا ہے حسینہ اوس پر چھا جاتی ہے اور اپنی آغوش میں لیکر اسکو پیار کرنے لگتی ہے "م" محسوس کرتا ہے کہ حسینہ اتنے زور سے منھ چوم رہی ہے کہ مبادا اسکے دانت یا سر کو صدمہ پہنچے اس لئے وہ اپنے بازوؤں سے حسینہ کا بوجھ ہلکا کر رہا ہے اس کے بعد "م" اور وہ حسینہ دونوں اوٹھ بیٹھتے ہیں اور ایک ریشمی اوڑھنی اوڑھکر دونو باہم بیٹھتے ہیں۔ "م" جس کمرہ میں سویا تھا۔ اس کی مشرقی سمت ایک کھڑکی ہے غالباً برگساں کے نظریہ کے مطابق چاند کی خنک ضیا باریاں "م" کی آنکھوں کو چوم رہی ہوں گی اس لئے اس نے ایسا خواب دیکھا۔

اہلِ یونان

خواب کے متعلق الہام کا عقیدہ ساری ادبیات یونان میں ''کلی حیثیت رکھتا ہے''
پانچویں صدی میں اسیقیلوس ''تعبیر خواب'' (One Iromancy) کے قواعد
کے اکتشاف کو ان خاص چیزوں میں شمار کرتا ہے جن کے لئے بنی نوع انسان
پرامیتیس کے مرہون منت ہیں ہومر اپنی مشہور رزمیہ مثنوی الیاد میں کہتا ہے
کہ خواب کا بھیجنے والا زئیس ہے قدیم یونانیوں کے بعض افکار سے پتہ چلتا ہے کہ وہ
بعض مقامات مثلاً ''ڈلفی'' کے خوابوں کی الہامی خصوصیت کو خود مقامی برکت یا پاکی
کا نتیجہ جانتے تھے' اس کے بعد بہت شایستہ اصول یہ تھا کہ خود دیوتا خواب کا الہام
کرتے ہیں اس طور سے ڈلفی کا مندر راپالو کے قبضہ میں آگیا اور اپالو اپنی ملہمہ دیوی
کے منہ سے مستقبل کا الہام کرنے کے علاوہ بہت بڑا خواب کا بھیجنے والا ہے اسی طرح
امراض کے لئے (Incubation) کے ذریعہ نسخہ پانا تاریخی زمانہ خاصکر
الیستقلیقیوس (Asclepius) کی سرپرستی میں ہے اور ایمفیدا ریوس اس کا
بڑا ہیکل تمام ہیاکل میں معروف ترین ہے جہاں پر خواب میں ایسے نسخے حاصل
ہوسکتے ہیں یونانیوں کا عقیدہ تھا کہ دیوتا مریض کے خواب میں خود ہی آتے ہیں اور
اس کو علاج کا طریقہ بتاتے ہیں جب ہم لوگ یاد کرتے ہیں کہ اس زمانہ میں طبی تصنیفات
وسیع پیمانہ پر عوام الناس کے درمیان متداول تھیں جن میں خوراک اور ریاضت

کی ہدایتیں اور عام بیماریوں کے نسخے ہوتے تھے، تو ہم لوگ اس قسم کے ہیاکل کی بڑھی ہوئی شہرت کی حقیقت سمجھ سکتے ہیں، ان بڑے بڑے معابد کے علاوہ علم تعبیر خواب کے پرائیوٹ پیشہ ور ماہرین بھی رہتے تھے۔ اس عہد میں پرائیوٹ استعمال کے لئے اس علم کے متعلق چھوٹی چھوٹی کتابیں ہوتی تھیں جن میں ایک جو دوسری صدی عیسوی میں آرتمیدادوس (Artemidoros) کی تصنیف ہے ہم لوگوں تک پہنچی ہے خواب کی الہامی خصوصیت کا عقیدہ آرفک مذہب اور اس کے جانشین فلسفہ فیثاغورث میں بہت اہمیت رکھتا ہے آرفک مذہب کی تعلیم تھی کہ جسم روح کی قبر ہے اور جب کبھی روح اس قید جسمانی سے آزاد ہوجاتی ہے تو اس میں حقیقی زندگی کی بیداری آجاتی ہے اور اس کا قدرتی اثر یہ ہوا کہ لوگ سمجھنے لگے کہ روح نیند میں اشیاء ابدی کے ساتھ مکالمہ کرتی ہے اور آسمان سے اس کو ایسی خبریں موصول ہوتی ہیں جن پر اس کا دسترس نہیں ہوسکتا، یہ تعلیم خاص فندار اور ایمپیڈوکلیس کی تحریروں میں مشہور ہیں ان شعرا کو صقلیہ کے ساتھ خاص علاقہ ہے اور ظاہر ہے کہ صقلیہ آرفک مسلک اور فیثاغورث کے مذہب کا گہوارہ ہے فندار کہتا ہے کہ جب تک جسم برسرعمل رہتا ہے روح محو خواب رہتی ہے اور جب جسم پر سکوت طاری ہوتا ہے تو روح بیدار ہوجاتی ہے آرفک اسکول کے بہت سے افکار و عقاید کی طرح "الہامی خواب" کی تعلیم پر فیثاغورث کے فلسفہ نے مجددانہ اثر ڈالا ایمبلیقوس متعدد بار اس اخلاقی تربیت کا ذکر کرتا ہے جو فیثاغورث اس مسلک کے پیرؤں کی نیند اور عالم

خواب کے متعلق عمل میں لاتا تھا' خاصکر وہ کہتا ہے کہ اس جمعیت کا دستور تھا کہ لوگ سونے کے لئے سکوں آفریں موسیقی سنا کرتے تھے' اس کا اثر یہ ہوتا تھا کہ ان کے نافرمان شہوات دب جاتے تھے' ان کی نیند لطیف اور ان کے خواب بہت کم۔ خوش گوار اور الہامی ہو جاتے تھے' افلاطون کی "جمہوریت" میں یہی اصول پھر ظاہر ہوتا ہے جہاں سقراط کا یہ عقیدہ مذکور ہے کہ نیک لوگوں کے خواب خالص اور الہامی ہوتے ہیں۔ کیونکہ خواب کے اندر بھی انکی روح کے فرو تر عناصر مطیع و منقاد رہتے ہیں اور ان کے شریفانہ عناصر خود اپنی آزاد اور غیر مقید زندگی میں رواں دواں ہوتے ہیں یہ قابل لحاظ بات ہے کہ "کریٹو" اور "فیڈو" میں جو خواب سقراط کی طرف منسوب ہیں وہ کھلے طور پر آرفک اسکول اور فلسفہ فیثاغورث کے مشترک اثر کا نتیجہ ہیں الہامی خوابوں کے متعلق فیثاغورث کے مذہب کی تعلیم اکاڈمی سے رواقیین (Stoics) کے یہاں پہنچی' اس لئے زینو اپنے پیرؤں کو مشورہ دیتا ہے کہ وہ خواب کے ذریعہ اپنی پاکبازی کی ترقی کا امتحان لیا کریں

وحشی اور مہذب اقوام کا زاویہ نگاہ

یونان کے یہ عقاید اور اصول ان معاملات کے متعلق ہمارے بہتیرے اصول کی طرح وحشی اقوام کے مفکرین کے نتایج کا مصنوعی بیان ہیں نارنگا قوم کا خیال ہے کہ انسانی روح نیند میں جسم چھوڑ سکتی ہے اور دوسروں کی ارواح کے ساتھ مل سکتی ہے جسم کا سوجانا روح کی فرصت یا عید کا دن ہے روح نیند میں موت کی طرح آسمان پر مقام روحانی کی طرف

صعود کرتی ہے اور زمان و مکان کے قیود سے آزاد ہو جاتی ہے ہم لوگوں میں ایسے آدمی ہیں جو کہتے ہیں کہ انہوں نے خواب کے اندر ایسے نامعلوم مقامات دیکھے ہیں جنکو بہت دنوں کے بعد انہوں نے عالم بیداری میں دیکھا اور اس کے قبل بیداری میں کبھی دیکھا نہیں تھا، اسی طرح ہاوٹ لکھتا ہے کہ ایک وحشی قوم کا آدمی مجھ سے کہنے لگا کہ خواب میں اس کا باپ آیا اور کہا کہ اس کو چھپ جانا چاہیے" ورنہ اس کی جان جائے گی، اس نے اس کی جان بچائی، چون کہ اس کے بعد وہ ایسے مقام میں آیا جو اس نے خواب میں دیکھا تھا، اور لوٹ کر وہاں چلا گیا جہاں اس کے دوست تھے اس لئے اس کے دشمن جو اس کا انتظار کر رہے تھے، اس کو پکڑ نہ سکے، ایسا تجربہ اور یہ فلسفہ ان اقوام کے یہاں بھی پایا جاتا ہے جو تہذیب کے گہوارہ میں ہیں ٹاٹیلر، سینیٹ اگستاین سے ایک روایت نقل کرتا ہے سینیٹ موصوف کے ایک دوست نے یہ قصہ بیان کیا اس شخص نے سونے کے قبل اپنے ایک ملاقاتی فلسفی کو دیکھا جو اس کے پاس آیا اور بعض افلاطونی اجزا کی تشریح کی، جن پر پہلے اس نے روشنی ڈالنے سے انکار کیا تھا، فلسفی سے جب سوال کیا گیا تو اس نے کہا میں نے تو ایسا نہین کیا لیکن میں نے خواب میں ایسا کرتے دیکھا۔ اس قسم کے باہمی تجربہ کے متعلق بہت سے قصے ہیں ایک کا تذکرہ کیا جاتا ہے جس کو خواب کے دیکھنے والے اور اس کی ماں نے لکھ رکھا تھا، اور اس پر ان کا دستخط ثبت تھا، ماں اس وقت اپنے گھر پر تھی، ریورنٹ مسٹر بی اپنے کلب میں سو رہا تھا، یہ کلب پرنس اسٹریٹ اڈنبرا میں تھا اس نے خواب میں دیکھا کہ اس کو کھانے میں دیر ہو گئی اور وہ گھر پر اپنے والد سے

جان بی کے مکان میں گیا جو ابر کرامبی پلیس میں واقع تھا اس نے خود اپنی کنجی سے دروازہ نہیں کھولا بلکہ اس کے باپ نے کھولا' وہ اوپر سیڑھی پر چڑھ گیا اور نیچے کی طرف دیکھا کہ اس کا باپ اس کی طرف دیکھ رہا ہے۔ اس کے بعد وہ بیدار ہو گیا اپنے کو کلب میں پایا اس وقت نصف شب میں دس منٹ باقی تھے' وہ دوڑتا ہوا گھر کی طرف آیا۔ اور سامنے کا دروازہ بند پایا اس کے باپ نے کھول دیا اور کہا کہ تم کہاں تھے۔ دس منٹ ہوئے تم آئے تھے۔ اور اوپر کوٹھے پر چڑھ گئے' اس وقت سے تم کہاں تھے؟ سینٹ اگستاین کی روایت کے افلاطونی فلسفی کی طرح (جس کا سطور بالا میں تذکرہ ہو چکا) مسٹر بی نے جواب دیا میں نے ایسا نہیں کیا لیکن میں نے خواب میں ایسا کرتے دیکھا' ایک آدمی کا خواب سچا ہو جاتا ہے' وہ پاتا ہے کہ جو کچھ خواب میں اس نے دیکھا تھا' گو اس کے جاننے کے لئے اس کے پاس کوئی عام ذریعہ نہ تھا' لیکن حقیقتہً وہ سچ تھا' وہ نتیجہ نکالتا ہے کہ کوئی چیز اس کے اندر ہے جو باہر نکلکر جاتی ہے اور ایسے مقامات کا دورہ کرتی ہے جہاں وہ جسمانی طور پر نہیں گیا' یقیناً بعض خواب ایسے ہوتے ہیں جن کو میئر نے اپنی کتاب "انسانی شخصیت" کے اندر "شعور خفی" (Subliminal Self) کے ماتحت رکھا ہے میئر کے اصول کے مطابق انسان کو تسلیم کرنا پڑتا ہے کہ بعض خواب انسانی ادراک کے غیر مشروح سلسلوں کا پتہ بتاتے ہیں اگر انسان خواب نہیں دیکھتا تو گمان غالب ہے کہ فلسفہ اور مذہب روح کے مسئلہ کو ترقی نہ دے سکتے'

اگر صرف فی صدی پانچ آدمی خواب دیکھتے تو پنچانوے ۹۵ فی صدی لوگ ان خوابوں کو محض کذب و بطل خیال کرتے۔

ملت بابل

اہل بابل کی زندگی میں خواب کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی ان کا عقیدہ تھا کہ خواب میں دیوتا ایک خاص طریقہ سے افراد کے پاس آتے ہیں تاکہ ان کو مشیت ایزدی اور مستقبل سے باخبر کریں "بارو" یا "بینا" ایک خاص طبقہ کے احبار کہلاتے ہیں شمس دیوتا کے خطابات میں ایک "بارو تیریتی" بھی تھا جس کے معنی "قانون الہامی کا بینا" ان کے عقیدہ کے مطابق الہامی خواب عوام الناس بھی دیکھ سکتے تھے اور پیشہ ور "بینا" بھی اور ان خوابوں کی تعبیر کے لئے کتابیں تھیں دعا کا جواب حاصل کرنے کے لئے ایک شخص ایک معبد میں سوتا اور "محیر" سے دعا کرتا محیر خواب کے دیوتا کا نام تھا محیر سے خواب کی آرزو کرنے کے متعلق ان کے یہاں خاص گانا ہے۔ مسٹر ہارمزد رسام نے مقام بلوات میں جو موصل سے پندرہ میل مشرق کی طرف واقع ہے ایک چھوٹے سے ہیکل کا پتہ لگایا ہے جو خاصکر محیر کے نام سے معنون کیا گیا تھا اس میں وہ لوگ جایا کرتے تھے۔ جو خاطر خواہ خواب دیکھنا چاہتے تھے۔ اہل بابل کی اساطیر ان کے جنگ وجدال کی تاریخی روایات ان کے آثار باقیہ خواب کے حوالوں سے پُر ہیں اہل بابل کا ایک بادشاہ اسو بنی پل (Asubanipal) "استر" دیوی کو خواب میں

دیکھکر ایک دریا سے عبور کرنے کی جرأت کرتا ہے دیوی خواب میں آتی ہے اور اس کو
اپنے ہاتھ کی مخلوق بتاتی ہے اسی بادشاہ کے عہد میں ایلم سے جنگ شروع ہوتی ہے
بادشاہ یاس و حرمان میں گھرا ہوا ہے کہ اس کو پھر فتح و نصرت کا یقین دلایا جاتا ہے اسنے
"استر" کی عبادت کی اور اسی رات کو ایک "بینا" نے خواب میں دیکھا کہ استر دیوی آئی
اس کے دونوں شانوں پر کمان ہے اور ہاتھ میں ایک تیر لئے ہے اس نے خواب
دیکھنے والے کو حکم دیا کہ بادشاہ سے کہے کہ وہ کھانا کھائے شراب پیئے گانا سنے میری الوہیت
کی تسبیح کرے یہاں تک کہ میں اس امر کی تکمیل کے لئے جاتی ہوں میں تیرے دل کی خواہش
پوری کروں گی تیری صورت زرد نہیں ہوگی تیرے پیر میں لغزش نہیں پیدا ہوگی۔ جنگ
میں تیرا زہرہ آب نہوگا اسی طرح حرّان میں قمر دیوتا کے معبد کی دوبارہ تعمیر خواب ہی کا نتیجہ
تھی۔ کتاب دانیال میں بخت نصر کے خوابوں کا بڑا حصہ بھرا ہوا ہے اور ایک مثال ایسی
بھی ہے جس میں عقلاء سے صرف خواب کی تعبیر ہی نہیں دریافت کی گئی بلکہ ان کو کہا گیا کہ بادشاہ
کو وہ خواب یاد دلائیں۔ اہل بابل کے یہاں خواب کی تعبیر کے متعلق باضابطہ کتابیں تھیں یہ
خواب کی کتابیں ایک جلد میں تھیں اور "اسوبنی پال" کی لائبریری میں تھیں یہ لائبریری نینوا
میں تھی یہی خزانہ تھا جو علم تعبیر خواب کے متعلق آرٹیمیڈورس کی پانچ کتابوں کا ماخذ تھا
مفصلہ ذیل اقتباسات سے اس کی حقیقت کا پتہ چلتا ہے اگر کوئی خواب میں سر پر کھجور دیکھے
تو یہ غم کی نشانی ہے اگر اس کے سر پر پہاڑ ہو تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا کوئی حریف نہ
ہوگا اگر سر پر نمک دیکھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ اپنا مکان بنائے گا۔ اگر کوئی شخص دیکھے

کہ وہ گلستان مسرت کی طرف جا رہا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کو آزادی نصیب ہوگی اگر وہ بازاری باغ میں جاتا ہے تو اس کی تعبیر یہ ہے کہ اس کا گھر اس کے لئے تکلیف دہ ہوگا اگر کوئی دیکھے کے مشعل روشن کر رہا ہے تو دن میں غم دیکھے گا اگر کوئی دیکھے کہ وہ کھیت آباد کر رہا ہے تو اس کے معنی ہیں کہ وہ ویرانہ سے نجات حاصل کرے گا اگر وہ دیہات میں شکار کرتے ہوئے دیکھتا ہے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ وہ نامور ہوگا اگر کوئی دیکھے کہ وہ بیل کے گوسالہ میں گیا ہے تو اس کو تحفظ و چین نصیب ہوگا۔ اگر وہ بھیڑ کے اصطبل میں جاتا ہے تو وہ ترقی کر کے اول درجہ پر پہنچے گا۔

قوم مصر

مصری لوگ خواب کو ایسی اہمیت نہیں دیتے تھے، جس طرح کلدانی، فنیقی، اور یونانی اقوام کے یہاں اس کو اہم خیال کیا جاتا تھا، پھر بھی مصری زندگی میں اس نے ایک مستقل حیثیت پیدا کر لی تھی ان کے معابد سے چند خوابوں کا پتہ چلتا ہے۔ علمائے متاخرین نے ان کے خوابوں کے متعلق جو کچھ لکھا ہے وہ مصر ہی کی پیداوار ہیں۔ "غیر التماسی خواب" جس میں دیوتا لوگ خواب میں آکر اپنے لئے بعض پاک بازانہ عمل کا تقاضا کرتے ہیں۔ (۲) ایسے خواب جن میں تنبیہی قسموں کی تنبیہیں ہوتی ہیں۔ (۳) ایسے خواب جن میں دیوتا اپنے پرستاروں کو سوالات کا جواب دیتے ہیں۔ (۱) اس سلسلہ میں ساسمس چہارم کا مشہور خواب ہم لوگوں کے پیش نظر ہے اسفنگ اعظم کے بت کے پیر کے نزدیک نوجوان شہزادہ سو جاتا ہے اور نیند میں ایک

دیوتا کی آواز سنتا ہے اس نے اس سے تخت مصر کا وعدہ کیا۔ اور کہا کہ وہ معبد کی دوبارہ تعمیر کرے جو خراب ہو جائے گا۔ پلوچارس نے اسی قسم کے خواب کا تذکرہ کیا ہے بطلیموس خواب میں ایک (Collosal) بت دیکھتا ہے یہ بت اس کو ہدایت کرتا ہے کہ بادشاہ اسے اسکندریہ میں لے جائے جہاں وہ پہلے تھا بیدار ہونے کے بعد وہ تحقیقات کرتا ہے ایک شخص سا سیبیس کہتا ہے کہ میں نے اسی قسم کا بت جیسا بادشاہ نے خواب میں دیکھا ہے بمقام سائیناپ دیکھا تھا۔ آخرکار یہ بت اسی مقام پر دستیاب ہوا اور بادشاہ نے اس کو اسکندریہ میں پہنچایا۔ (۲) **التماسی خواب** اس عنوان کے تحت وہ خواب آتے ہیں جو بادشاہ مصائب اور پریشانی کے وقت دیکھا کرتے تھے دیوتا ان کے خواب میں آتے اور مستقبل کے متعلق کچھ روشنی ڈالتے یا ان کی رہنمائی کرتے اس قسم کے تاریخی خواب ہم تک پہنچے ہیں۔ میرنیاتھ (کرنک کے معبد عظیم) کے قدیم کتبہ سے مفصلہ ذیل خواب کا پتہ چلتا ہے۔ بادشاہ نے خواب میں دیکھا کہ پٹہ (Ptah) کا بت فرعون کے سامنے کھڑا ہوا ہے بت اس کو ایک تلوار دے رہا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اس کو لے اور اپنے سینہ سے خوف زدہ دل نکال دے نے فرعون نے کہا اچھا! ہیرادوطوس نے اسی قسم کا ایک خواب بیان کیا ہے۔ یونانیوں کی طرح اہل مصر بھی ہیاکل میں خواب دیکھنے کے لئے عبادت کرتے تھے اور اپنے مختلف مقاصد، دفع مرض حصول صحت، حل مشکلات، وغیرہ کے لئے دیوتاؤں سے مدد طلب کرتے تھے خواب میں دیوتا ان کی رہنمائی کرتے تھے بمقام "سنائے سرپت القدیم" کے بت کدہ میں اس قسم کے بعض مقامات تھے جہاں لوگ "صیتھر" دیوی کو خواب میں۔

دیکھنے کے لئے جاتے تھے۔ تاکہ اس سے لعل کی کان کا پتہ لگائیں معابد میں جاکر خواب دیکھنے یا دیوتاؤں کو خواب میں خود نظر آنے کے علاوہ سحر کے ذریعہ بھی خواب دیکھنے کا طریقہ مصریوں میں مروج تھا۔ مصریوں کے خواب کے متعلق جو کچھ واقعات ملتے ہیں ان میں عموماً سلاطین اور دیوتاؤں کا تذکرہ پایا جاتا ہے عام لوگوں کے خواب کے حالات نہیں ملتے مثلاً کسی عام مصری کا دور دراز مقام میں سفر کرنا خواب میں موت کا پیام سننا ماضی کی دنیا کا سامنے آجانا۔ مستقبل کے حوادث کی اطلاع وغیرہ مصریوں کے خواب میں نہیں ملتے مصریوں کے یہاں خواب کی کیمیاوی حیثیت کے متعلق کیا عقائد تھے اس کا فیصلہ نہیں کیا جاسکتا۔ ان کے یہاں تعبیر خواب کے متعلق بحر الروم کے علاقہ میں رہنے والی قوم کی طرح کوئی کتاب نہ تھی۔ اہل مصر دوسری قوموں کی طرح یہ عقیدہ نہیں رکھتے تھے کہ ان کی روحیں نیند میں جسم سے آزاد ہو کر مختلف مقامات اور باطنی عالم کا دورہ کرتی ہیں۔ بلکہ ان کا یہ عقیدہ تھا کہ نیند میں انسان میں زکاوت حس پیدا ہو جاتی ہے۔ جس کے ذریعہ وہ ایسی موجودات کا مشاہدہ کرتے ہیں۔ جنکو عالم بیداری میں نہیں دیکھ سکتے چونکہ اس وقت حواس زیادہ سریع نہیں رہتے۔ دنیا کے مذاہب کے برخلاف مصری قوم نیند کو ایک قسم کی موت سے تعبیر نہیں کرتی بلکہ اس کو لطافت حسّی (Lucid Sensitiveness) کی ایک ایسی حالت سمجھتی ہے جس میں افراد کی روحوں کی بصیرت زیادہ بڑھ جاتی ہے گویا نیند ان کے یہاں صوفیہ کی اصطلاح "وجد" کے مرادف ہے۔

ٹیوٹانک قوم

اس قوم کی زندگی میں بھی خواب کو بہت بڑی اہمیت حاصل تھی لیکن ان کے یہاں اس کی
حیثیت بالکل الہامی تھی ان کا خیال تھا کہ خواب دیکھنے والے کا مستقبل اور اس کا ماحول
قریب اس کے ذریعہ قبل از حدوث آشکارا ہو جاتا ہے۔ لیکن اس کا کوئی پتہ نہیں چلتا
کہ خواب ان کے مذہب میں بھی کوئی حصہ رکھتا تھا ٹیوٹونک کا یہ عقیدہ نہ تھا کہ خواب
کے دیوتا اکثر الہام کرتے ہیں اور عہد وسطیٰ کے آخری صوفیانہ خواب مسیحیت کے ارتقاء
کا نتیجہ ہیں۔ اسکندریہ کے اندر جہاں عہد حاضر میں عہد جہل و کفر کی تمام معلومات حاصل ہوئی
ہیں خواب کو نہ صرف۔ مذہب سے خارج کر دیا گیا تھا بلکہ بڑی حد تک دنیائے
سحر و ساحری کے اندر بھی اس کو کوئی وقعت نہ تھی خواب کی تعبیر کو ساحرانہ قوتوں سے کوئی
علاقہ نہ تھا بلکہ اس کا تعلق زندگی پر فلسفیانہ حیثیت سے نظر ڈالنے اور دنیا کے متعلق وسیع
معلومات رکھنے پر مبنی تھا۔ ان کے عقیدہ کے مطابق خواب میں لوہا دیکھنا آگ لگنے کی علامت
ہے ان کے خواب کا بیشتر حصہ فال و شگون کا پہلو لئے رہتا ہے ٹیوٹانک قوم کے مختلف
ممالک میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ کسی نئے گھر یا کم از کم نئے بستر پر سونا خواب دیکھنے کا
بہترین ذریعہ ہے جرمنی کے بعض حصوں میں یہ عقیدہ پایا جاتا ہے کہ اگر خواب دیکھنے والا
دن کے وسط حصہ تک اپنا برا خواب بیان نہ کرے تو اس خواب کے اثر سے وہ محفوظ
رہے گا۔ ہمارے ٹیوٹانک یورپ میں بعض راتیں خواب کے لئے بہت اہمیت رکھتی ہیں۔

بالخصوص "بارہ راتیں" اور "وسط موسم کی رات" سویڈن اور جرمنی دونو جگہ لوگوں کا دستور ہے۔ کہ وسط موسم گرما کے موقعہ پر نو قسم کے مختلف پھولوں کا ایک گلدستہ تکیہ کے اندر رکھکر سوتے ہیں ان کا یقین ہے کہ اس موقعہ پر جو وہ خواب دیکھیں گے صحیح ثابت ہوگا

ہندؤں کا نظریہ اور خواب

ہندؤں کی مذہبی ادبیات کی ایک کتاب "برہدارنیک اپنیشد" کے اندر خواب کے متعلق دو اصول پائے جاتے ہیں۔ (۱) خواب کے اندر روح دنیا سے اپنا مواد لیتی ہے اور اس کو اپنے لئے اپنی ہی روشنی میں جیسا کہ ان اشیا کو وہ دیکھتی ہے تیار کرتی ہے۔ (۲) نیند میں روح جسم کو چھوڑ دیتی ہے اور اپنی مرضی کے مطابق جہاں چاہتی دورہ کرتی ہے۔ اس لئے ان کے یہاں یہ حکم ہے۔ کہ سونے والے کو یکایک نیند سے بیدار نہیں کرنا چاہیے۔ چونکہ ممکن ہے کہ روح اس قدر جلد واپس نہ آسکے "رگ وید" اور "اتھر وید" کے بہتیرے اشلوک میں خوابوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے۔ اتھر وید میں بہت سی ہدایات ہیں جن پر خواب دیکھنے کے موقعہ پر عمل کرنا چاہیے۔ "چھاندوگیا اپنیشد" میں بتایا گیا ہے کہ اگر کسی مقصد کے پورا ہونے کے لئے کوئی قربانی کی جائے اور اگر قربانی کرنیوالا خواب میں ایک عورت کو دیکھے تو اس کے معنی یہ ہیں کہ قربانی میں کامیابی ہوئی۔ خواب میں زیور بنانا "رگ وید" کے مطابق منحوس ہے۔ "ایترے آرنیک" میں ان خوابوں کی ایک فہرست دی ہوئی ہے جن سے موت کی پیشینگوئی ہوتی ہے مثلاً ایک سیہ فام سیہ دندان آدمی کے

ہاتھوں خود کو قتل ہوتے دیکھنا۔ایک خوک کو اپنے اوپر قاتلانہ حملہ کرتے دیکھنا۔بندر کو اپنے اوپر کودتے دیکھنا۔ہوا کا تیزی سے اڑائے لئے جانا۔شہد کھاتے دیکھنا اور کھلی چبانا۔سرخ پھولوں کا ہار پہننا۔سیاہ گائے کو جس کا کھر سیاہ ہو جنوب کی طرف ہانکتے دیکھنا۔

جینیوں کا مذہبی عقیدہ

ہر ایک ملک کی تاریخ میں بعض واقعات قومی اہمیت رکھتے ہیں یہ واقعات ساری قوم کے حافظہ اور قلب میں جاگزیں ہو جاتے ہیں ان واقعات کے ساتھ جو چیزیں ان پر گذری ہیں یا جنہوں نے اکو ہمت دلائی ہے یہ بھی قوم کے خزینہ حافظہ میں جمع ہو جاتی ہیں۔ایک عظیم الشان "تری تھینکر" کی ولادت ایک ایسا ہی بڑا واقعہ ہے اور سولہ خواب جو اس بلند ہستی کی ماں دیکھتی ہے ایک بابرکت مولود کی ولادت کی پیشینگوئی ہے جس طرح صبح کیوقت آفتاب کا نظارہ جمیل۔یہ خواب اعجازی آثار ہیں ایک ایسی ہستی کی ولادت کے جو دنیا کو صداقت معرفت اور خوشی کی طرف رہنمائی کرے گا۔ان سولہ خوابوں کی تفصیل حسب ذیل ہے۔

ایک سفید ہاتھی.....اس کی تعبیر یہ ہے کہ انسان کے ایک حکمران کی ولادت ہوگی۔

ایک سفید سانڈ.....یہ مولود مسعود زندگی میں بہت جلیل القدر عظیم المرتبت ہوگا۔ایک ڈکارنے والا شیر.......یہ لڑکا حد درجہ قوی ہوگا۔دو ہاتھیوں کا لکشمی دیوی کو اشنان کرانا.....دیوتاؤں کا دیوتا اس مولود کو میرو پہاڑی پر غسل دے گا۔پھولوں کے دو ہار.....یہ ہیرو دو نقطہ نظر سے تبلیغ کرے گا۔ایک دنیوی فلاح کے لئے دوسرے دینی بہبودی

سکے لیے طلوع ہونیوالا آفتاب یہ ہیرو ساری دنیا میں مسرت کی روح پھونک دے گا
ماہ کامل...... اس مولود کو تمام اشیاء کی مکمل معرفت حاصل ہوگی۔ دو مچھلیوں کا پانی پر
تیرتی ہوئی نظر آنا...... یہ مولود عمر طبعی کو پہنچے گا اور آسان زندگی گذارے گا۔ دو گگرون
(برتن) کا کنول کے پھولوں سے مملو نظر آنا...... دنیا کے خزانے اس کے قبضہ میں آئینگے۔ ایک
جھیل کا پانی سے بھرا ہونا اور اس پر کنول کے پھولوں کا تیرنا...... یہ مولود دنیا میں تمام
شریفانہ اوصاف سے متصف ہوگا۔ ایک بحر مواج...... یہ شخص بہت گہرے خیال کا
آدمی ہوگا۔ اور اپنے احساسات موثر اور شاندار طریقہ سے ظاہر کریگا۔ ایک تخت......
یہ مولود تین دنیاؤں کا بادشاہ ہوگا۔ ایک غبارہ...... یہ دیوتاؤں کی سرزمینوں سے
اترتے وقت دوبارہ اوتارے گا۔ ناگ "راجہ" کا گھر...... یہ شخص اشیاء کی تین قسموں
کے علم کا استاد ہوگا۔ جواہرات کا ڈھیر...... یہ مولود چار دانگ عالم میں محاسن کے
جواہرات بکھیر دے گا۔ دھکتی ہوئی آگ............ اس کو نروان (فنا) کی ابدی نعمت
حاصل ہوگی۔ جین سدھانت بھون (آرہ) میں ایک قلمی تصویر ہے۔ اس تصویر میں اسی چندرا
گپت کے خوابوں کی تفصیل ہے جس کو بدھ، جین، اور سناتن دھرم اپنے مذہب کا ایک رکن
تسلیم کرتے ہیں لیکن ان کے "جین" ہونے کا کافی ثبوت "تھا بھاسکر نامک" اخبار میں جو جین
"سدھانت بھون" سے شائع ہوتا تھا دیا جا چکا ہے یہ جین مذہب کے پیرو تھے ان کے
پیر سوامی بھدر باہو تھے۔ جب یہ سادھو ہوئے تو ان کا نام پربھاچندر رکھا گیا تھا جس وقت
سکندر نے ہندوستان پر چڑھائی کی تھی اس وقت اس نے جین مذہب کی حفاظت کی تھی

اس تصویر میں دکھلایا گیا ہے کہ وہی چندر گپت رات کے وقت ایک پلنگ پر سوئے ہے
ہیں اور ان کا پاسبان محافظت کر رہا ہے اس وقت وہ ایک خواب دیکھتے ہیں۔
(۱) غروب ہوتے آفتاب کو دیکھا...... مستقبل میں مکمل جین شاستر کا جاننے والا کوئی
نہ ہوگا۔ گرد میں پڑے ہوئے جواہرات...... جینی فقراء میں باہمی نفاق و مخالفت ہوگی۔
(۳) مراد پوری کرنے والے درخت کی ڈال ٹوٹی ہوئی...... راجپوت جین مذہب
کے پابند رہینگے (۴) سمندر کا پانی ساحل سے آگے ہوجانا...... راجہ انصاف وری نہین
کرینگے۔ (۵) بارہ پھنوں والا سانپ...... بارہ برس تک قحط پڑے گا۔ (۶) اڑن کھٹولہ
کا الٹا دیکھنا...... نیند میں اب دیوتا نہیں آئینگے۔ (۷) اونٹ پر چڑھا ہوا شاہزادہ
...... راجہ جین دھرم چھوڑ کر دوسرے دھرم کا اتباع کرینگے۔ (۸) دو کالے ہاتھیوں کا لڑنا
...... وقت پر بارش کم ہوگی۔ (۹) رتھ کو ہانکنے والا بچھڑا...... جوانی سے پہلے ہی برہم
چرج ہوں گے۔ (۱۰) ہاتھی پر چڑھا ہوا بندر...... راجپوت راجاؤں کے غلام ہوکر رہینگے
(۱۱) بھوت کا رقص...... جھوٹے دیوتاؤں کی پرستش۔ (۱۲) سونے کے برتن میں کتے کا کھانا
...... مالدار اپنے دولت برے کام میں صرف کریں گے۔ (۱۳) جگنو کی چمک دیکھنا......
جین مذہب بہت کم رہے گا۔ (۱۴) خشک تالاب اور دکن میں قلیل بارش دیکھنا......
دیگر حصوں میں جین مذہب کم ہوجائے گا دکن میں اس کی کسی قدر اشاعت ہوگی۔ (۱۵) گرد میں
کھلا ہوا کنول...... راجہ یا تو غیر جین مذہب کے پیرو ہوں گے اور جین مذہب کے ماننے
والے مہاجن ہوں گے۔ (۱۶) مہتاب میں داغ...... جین مذہب میں بہت فرقے ہوجائینگے

سکان جاپان

خواب کے متعلق جاپان کے باشندے بھی وہی عقیدہ رکھتے تھے جو دنیا کی
دوسری قوموں کے یہاں تھا ان کی ادبیات میں مختلف خوابوں کا تذکرہ پایا جاتا ہے
جن میں ایک بہت دلچسپ ہے۔ شہنشاہ سوئینن سے اس کی بیوی نے
غداری کی اس نے اپنے رفیق "ساہو" کے شہزادہ کے اغوا کے باعث شہنشاہ
کو نیند میں مار ڈالنے کی کوشش کی شہنشاہ کو اسکی خبر نہ تھی وہ شہزادی کی ساق کا تکیہ
لگا کر سویا ہوا تھا شہزادی نے رات کے وقت اس کا گلا گھونٹ ڈالنا چاہا اسنے
تین مرتبہ چھرا اٹھایا لیکن گلا گھونٹنے میں کامیاب نہ ہو سکی چونکہ اس پر ایک ناقابل
ضبط غم کا احساس طاری تھا وہ رونے لگی اور آنسو کے قطرے شہنشاہ کے چہرہ پر ٹپک
پڑے شہنشاہ بیدار ہو گیا۔ اور ملکہ سے کہا کہ ایک عجیب خواب دیکھا ہے دیکھتا
ہوں کہ بارش کا ایک سخت بوچھار "ساہو" کے طرف سے آیا اور اس نے میرے
چہرے کو تر کر ڈالا پھر مشجر رنگ کا ایک چھوٹا سانپ میری گردن کے چاروں طرف
لپٹ گیا اس خواب کی کیا تعبیر ہوگی؟ ملکہ نے جانا کہ اب حقیقت کا چھپانا فضول ہے۔
اس نے اپنے اس غدارانہ ارادہ کا اعتراف کیا جس کے متعلق شہنشاہ کو خواب
میں ہشیار کیا گیا تھا۔ جاپانیوں کے یہاں خواب کو اتنی ہی اہمیت دی جاتی تھی کہ جانوروں
کے خواب کے بارہ میں افسانے ہیں۔ ان کے یہاں ایک ضرب المثل ہے کہ حتیٰ کہ ایک

ہرنا بھی خواب کی تعبیر کی پیروی کرتا ہے[1]۔ اس کی تفصیل یہ بتائی جاتی ہے کہ ایک شخص بمقام طوغہ (TOGA) پہنچا اور جنگل میں رات بسر کی اس کے نزدیک ہرن کا ایک جوڑا بھی آکر لیٹ رہا جب مرغ کے بانگ دینے کا وقت آیا تو ہرن نے ہرنی کو خطاب کر کے کہا آج کی رات میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک سفید کہر آیا اور اسنے میرے جسم کو چھپا لیا۔ اس کی کیا تعبیر ہے؟ ہرنی نے کہا اگر تم باہر جاؤ گے تو یقیناً انسان تم کو گولی مار دیں گے اور تم مر جاؤ گے تمہارے جسم میں سفید نمک لگائی جائے گی ۔ کہر کی سفیدی کی یہی تعبیر ہے ابھی صبح بھی ہونے نہ پائی تھی کہ ایک شکاری آیا اور اس نے ہرن کو گولی سے مار ڈالا۔

یہودی ادب میں خواب کی اہمیت

یہودیوں کی مذہبی کتابوں میں خواب کے بہتیرے تذکرے ملتے ہیں کہیں خواب میں یعقوبؑ کے سیڑھی دیکھنے کا ذکر ہے کہیں فرعون کے خواب دیکھنے اور یوسفؑ کے تعبیر بتانے کا واقعہ ہے کہیں موسیٰ کی پیدائش کے بارہ میں فرعون کے خواب دیکھنے کا تذکرہ پایا جاتا ہے اسی طرح کتاب دانیال خواب کے تذکروں سے بھری ہوئی ہے ۔ بیت المقدس بنانے کے قبل سلیمانؑ سے خواب میں خدا نے کلام کیا۔ یہودیوں کے

[1] انسائیکلوپیڈیا برٹینیکا کے ۔ مقالہ نگار نے بھی جانوروں کے خواب پر روشنی ڈالی ہے اس کی تحقیق ہے کہ شکاری کتے عام کتوں کی بہ نسبت زیادہ خواب دیکھتے ہیں۔

یہاں خواب کی تعبیر بتانا ایک باضابطہ فن بنگیا تھا۔ تلمود میں ایسے اشخاص کا تذکرہ ہے جو تعبیر گوئی کا معاوضہ پاتے تھے۔ خواب کی تعبیر بتانے والے چوبیس آدمی بیک وقت بیت المقدس میں تھے" بارہدایہ" نامی ایک آدمی کا تذکرہ پایا جاتا ہے جو اپنے معاوضہ کی رقم کے مطابق خواب کی تعبیر بتایا کرتا تھا۔ تلمود میں خواب کی بہت سی تعبیریں مرقوم ہیں۔ اگر کوئی شخص براخواب دیکھتا تو روزہ رکھتا اور ایک خاص دعا کا ورد کرتا۔ یہودی ادبیات میں "آسمانی جواب" کے متعلق ایک دلچسپ تصنیف پائی جاتی ہے یہ غالباً بارھویں یا تیرھویں صدی میں لکھی گئی

بخت نصر کا خواب جو اس نے دیکھا تھا یہودیوں کی کتابوں میں درج ہے اور اسلامی مورخوں نے بھی اسکو لکھا ہے

ابوالفدار لکھتا ہے۱

قالوا رأى صنماً راسه من ذهب وصدره وذراعاه من فضة وبطنه وفخذاه من نحاس وساقاه وقدماه من حديد واصابع قدميه بعضها حديد وبعضها خزف وان حجراً انقطعت من جبل من غير يد قاطعة له وصكت الصنم فاندق الحديد والنحاس وغيره وصار جميع ذلك مثل الغبار والوت به ريح عاصفة ثم صارت الحجر التي صكت الصنم جبلاً عظيماً امتلأت منه الارض كلها

ان کا بیان ہے کہ اس نے خواب میں ایک بت دیکھا جس کا سر سونے کا جس کا سینہ اور بازو چاندی کا پیٹ اور ران تانبے کی پنڈلی اور پیر لوہے کا اور پیر کی انگلیاں بعض لوہے کی اور بعض چینی کی مٹی تھیں، یکایک ایک پتھر پہاڑ سے ٹوٹ کر گرا جس کے گرانے میں کسی کا ہاتھ نہ تھا اس نے بت کو توڑ دیا پھر لوہا اور تانبا وغیرہ ملکر کل مثل غبار ہوگیا اس سے تیز ہوا چلی اور وہ پتھر جس نے بت کو توڑ ڈالا تھا عظیم الشان پہاڑ کر ساری زمین پر چھا گیا

---

۱ تاریخ ابوالفدا جلد ا صفحہ ۴۵

بخت نصر نے کہا کہ میں اس خواب کی تعبیر اس وقت تک سچی نہیں تسلیم کر سکتا جب تک کوئی یہ نہ بتا دے کہ میں نے کیا دیکھا اور بخت نصر نے اس کو پوشیدہ رکھا اور عالموں جادوگروں اور کاہنوں سے اس کے متعلق دریافت کیا لیکن کسی میں خواب بیان کرنے کی طاقت نہ تھی یہاں تک کہ بخت نصر نے حضرت دانیال ؑ سے سوال کیا انہوں نے اسکے خواب کی جو اس نے دیکھا تھا صورت بیان کی اور اس میں کچھ غلطی نہ کی۔ اس کے بعد آپنے اس کی تعبیر بتائی آپ نے فرمایا کہ "سر" سے مراد تیری سلطنت ہے چونکہ تو بادشاہوں کے درمیان مثل سونے کے سر کے ہے اور جو شخص تیرے بعد جانشیں ہوگا وہ تجھ سے کمتر درجہ میں ہوگا جیسا چاندی سونے کے مقابلہ میں ہوتی ہے یہاں تک کہ یکے بعد دیگرے کل جانشیں منزلت میں اپنے ماسبق سے کمتر ہوں گے۔ جیسے تانبا چاندی سے اور لوہا تانبے سے کمتر ہوتا ہے اور انگلیوں کی پوریں جن میں بعض لوہے کی اور بعض چینی کی مٹی کی تھیں پس یقیناً تمہاری سلطنت آخر وقت میں مختلف ریاستوں میں تقسیم ہو جائے گی بعض قوی ہونگی اور بعض کمزور پھر اس کے بعد اللہ تعالیٰ ایک ایسی سلطنت قایم کرے گا جو آخر زمانہ تک قایم رہے گی یہی تمہارے خواب کی تعبیر ہے پس بخت نصر دانیال ؑ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔

خاندان کیانیہ کے مشہور بادشاہ لہراسب کے زمانہ میں بخت نصر اس کا نائب تھا ابوالفدا نے ابو عیسیٰ کی روایت کے مطابق بخت نصر کی حکومت کی مدت ستاون ۵۷ برس ایک ماہ اور آٹھ دن بتائی ہے، اس کے بعد اس کا لڑکا اولاق تخت نشیں ہوا پھر اس کا پوتا بلطشاصر سریر آرائے حکومت ہوا

اسلامی خواب

اسلامی ادبیات کے اکثر شعبوں میں مسئلہ خواب کی بحثیں ملتی ہیں خود قرآن مجید کے اندر سرسری طور سے ایک نظر ڈالنے کے بعد پانچ مقامات میں خواب کا تذکرہ ملتا ہے[۱] سورۂ یوسف کو اس سلسلہ میں خاص اہمیت حاصل ہے، الغرض اسلامی ادبیات کے اندر فلسفہ و تصوف، تاریخ و سیر، شعر و موسیقی، حدیث و کلام کی مختلف کتابوں میں خواب کے فلسفہ و تعبیر سے بحث کی گئی ہے، اگر ایک طرف بخاری و مسلم، غزالی و سنائی نظر آتے ہیں، جو حدیث، تصوف و شعر کے علم بردار ہیں۔ تو دوسری طرف ابن خلدون، جاحظ، و ابن حزم جیسے مورخین، فلاسفہ اور متکلمین نے بھی اس مسئلہ پر اپنی توضیحات پیش کی ہیں، سطور ذیل میں[۲] ابن خلدون اور ابن حزم کے فلسفیانہ اور متکلمانہ نظریات کا خلاصہ درج کیا جا رہا ہے۔

---

[۱] اذ قال یوسف لابیہ یا ابت انی رأیت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رأیتھم لی سٰجدین ۵ (سورۂ یوسف) و قال الملک انی اریٰ سبع بقرٰت سمان یاکلھن سبع عجاف وسبع سنبلٰت خضر واخر یٰبسٰت (ایضاً) قال یٰبنی انی اریٰ فی المنام انی اذبحک فانظر ماذا تریٰ (سورۃ والصّٰفّٰت)۔ اذ یریکھم اللّٰہ فی منامک قلیلاً (الانفال) لقد صدق اللّٰہ رسولہ الرؤیا بالحق (الفتح)

سورۂ یوسف میں بادشاہ مصر کے خواب کا تذکرہ ہے اس کے متعلق فریوڈ کی کتاب "تعبیرات خواب" اور معجم المذاہب والاخلاق (انسائیکلو پیڈیا آف ریلجن اینڈ اتھکس) میں بھی بحث کی گئی ہے عربی زبان میں علمائے اسلام نے تعبیر کی جتنی کتابیں لکھی ہیں ان میں وہی اصول پیش رکھا گیا ہے جو مشہور معبر "آرٹمیڈ اراس" کی کتاب میں ہے اس کو فریوڈ "طریق صفر" کہتا ہے اور بتاتا ہے کہ یہ بالکل لاطائل چیز ہے اور علم و تحقیق سے معرا (ع - م)

تعبیر خواب کے سلسلہ میں تفلیسی کی کتاب "کامل التعبیر" بھی قابل ذکر ہے۔ اس کے مصنف کا نام ابوالفضل حسین بن ابراہیم محمد تفلیسی ہے جنھوں نے قزل ارسلان مسعود ناصر کے عہد میں یہ کتاب لکھی مقدمہ میں مصنف نے بہت سی کتابوں کے نام گنائے ہیں۔ جن میں اکثر وہی ہیں جن کا تذکرہ "کشف الظنون" میں بھی ملتا ہے تفلیسی کا بیان ہے۔ "ایں ضعیف اقوال شش کس یاد کرد کہ ہر کس در عہد خویش یگانہ و حکیم وقت بودہ اند"

ان ماہرین خواب اور ان کی تصنیفات کے نام یہ ہیں۔ وصول دانیال، تقسیم جعفر، جامع محمد بن سیرین، ارشاد جابر مغربی، دستور ابراہیم کرمانی، تعبیر اسمٰعیل ابن اشعث۔ کامل التعبیر کا ایک قلمی اور ایک مطبوعہ نسخہ پٹنہ لائبریری میں ہے تعبیر کرنے میں وہی اصول برتا گیا ہے جس کو فرایڈ "Cipher Method" کہتا ہے (ع۔م)

ابن خلدون کا فلسفہ خواب

علامہ ابن خلدون نے مسئلہ نبوت کے سلسلہ میں کہانت، خواب، اور دوسرے غیب کی معلومات پر بڑی فلسفیانہ بحث کی ہے، اس کی عالمانہ نکتہ سنجیوں پر ایک نظر ڈالنے کے بعد معاً برگساں، فرایڈ اور ابر کرامبی کے افکار و آرا سامنے آجاتے ہیں، خصوصیت کے ساتھ

برگساں نے خواب کے اسباب تخلیق اور اس کی ماہیت سے متعلق جو بحث کی ہے وہ ابن خلدون کی صدائے بازگشت معلوم ہوتی ہے۔ علامہ موصوف نے پہلے خواب کی ماہیت بتائی ہے، پھر اس کے وقوع کا سبب بتایا ہے، پھر اس کے بعد اولیا، انبیا اور عام انسانوں کے خواب کے مراتب پیش کیے ہیں اور اس نوع دنیا کے خواب اور غیب بینی کا فرق و امتیاز دکھایا ہے۔ اسی سلسلہ میں انہوں نے حواس خمسہ سے بحث کی ہے اور بتایا ہے کہ کس طرح یہ انسان کے نفس روحانیہ میں حجاب کی حیثیت رکھتا ہے، یہیں برگساں کے افکار سے اس مشرقی علامہ کے خیالات مل جاتے ہیں۔ ابن خلدون نے اس کے بعد نفس روحانیہ سے حجاب حواس کے اٹھ جانے کے مسئلہ پر بڑی مفصل بحث کی ہے، اور ضمناً ان احادیث کی فلسفیانہ تشریح کی ہے، جن میں خواب کو نبوت کا چھیالیسواں حصہ بتایا گیا ہے اس کو "مبشرات" سے تعبیر کیا گیا ہے اور اس کے حدوث کو خدا، فرشتہ اور شیطان کی طرف نسبت دیا گیا ہے۔ آخر میں ابن خلدون نے "حالومیہ" یا "حالومہ" کے متعلق نہایت دلچسپ بحث کی اور بتایا ہے کہ کس طرح بعض اہل ریاضت کسی خاص مقصد کے لیے خواب دیکھتے ہیں اسی کو "کتاب الغایۃ" کے مصنف نے "حالومیۃ الطباع التام" سے تعبیر کیا ہے اس میں ہوتا یہ ہے کہ شب کو سونے کے وقت تمام امور سے فارغ ہو جانے کے بعد پوری توجہ سے مفصلہ ذیل عجمی الفاظ دہراتے ہیں۔

تماغس بعدان یسواد وغداس نوفنا غادس

اور اس کے بعد اپنی حاجت بیان کرتے ہیں پھر جو کچھ سوال کیا جاتا ہے اس کا کشف ہو جاتا ہے

اس سلسلہ میں علامہ موصوف نے ایک روایت بیان کی ہے اور اپنا ذاتی تجربہ بھی بیان کیا ہے وہ لکھتے ہیں کہ ایک آدمی نے چند راتوں کو اپنی غذا میں احتیاط ملحوظ رکھنے کے بعد کلمات بالا دہرائے ایک شخص اس کے سامنے ظاہر ہوا اور اس نے کہا کہ میں تمہارا "طباع تام" ہوں پس اس آدمی نے اس سے سوال کیا اس نے جو کچھ اس کی خواہش تھی اسکی خبر دی، ابن خلدون کہتے ہیں کہ میں نے بھی ان اسمار کے ورد سے بعض عجیب و غریب نظارے دیکھے اور مجھے ان کے ذریعہ اپنے ان حالات سے جن کے متعلق میں واقفیت حاصل کرنا چاہتا تھا اطلاع ملی "حالومیہ" کی بحث ختم کرنے کے بعد علامہ ابن خلدون کہتے ہیں کہ حالومیہ سے نفس کے اندر خواب کے حدوث کی استعداد پیدا ہو جاتی ہے نہ کہ یہ قصد ہمارے رویا کے حدوث کا سبب ہے، علامہ ابن خلدون خواب کی حقیقت کے متعلق لکھتے ہیں۔

ماہیت خواب فحقیقتها مطالعة النفس الناطقة فی ذاتها الروحانیة لمحة من صور الواقعات ط

پس خواب کی حقیقت یہ ہے کہ نفس ناطقہ اپنی ذات روحانی میں آنے والے واقعات کا کسی وقت مطالعہ کرلیتا ہے اس کے بعد علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

فتقتنص بها علم ما تتشوف الیه من الامور المستقبلة وتعود به الی مدارکها فان کان ذالک الاقتباس ضعیفا غیر جلی بالمحاکاة والمثال فی الخیال لتخلطه فیحتاج من اجل هذه المحاکاة الی التعبیر وقد یکون الاقتباس قویا یستغنی فیه عن المحاکاة فلا یحتاج الی تعبیر لخلوصه من المثال والخیال ۵

یہ نفس ناطقہ اپنی روحانیت کی مدد سے آنے والی باتوں کا علم حاصل کرکے اپنی قوت ادراک سے کام لیتا ہے کبھی یہ علم کمزور اور دھندلا ہوتا ہے یعنی خیالی تمثیل اور محاکاۃ کی آمیزش کی وجہ سے زیادہ صاف نہیں ہوتا اور ایسی صورت میں تعبیر کی حاجت ہوتی ہے بعض اوقات یہ علم قوی ہوتا ہے اور محاکات کی بندشوں سے آزاد ہوتا ہے اور اس صورت میں تعبیر کی ضرورت نہیں پڑتی

ابن خلدون کا یہ نظریہ ڈاکٹر فریوڈ سے بالکل ملجاتا ہے فریوڈ نے اپنی کتاب کے ایک باب "پیچیدہ خواب" (Distorted Dream) میں اسی نظریہ کی توضیح کی ہے علامہ موصوف خواب کے سبب حدوث کے متعلق فرماتے ہیں۔

سبب وقوع والسبب وقوع

هذه اللمحة للنفس انها ذات روحانية بالقوة مستكملة بالبدن ومداركه حتى تصير ذاتها تعقلا محضا ويكمل وجودها بالفعل فتكون حينئذ ذاتا روحانية مدركة بغير شيء من الآلات البدنية الا ان نوعها في الروحانيات دون نوع الملائكة اهل الافق الاعلى الذين لم يستكملوا ذواتهم بشيء من مدارك البدن ولا غيره فهذا الاستعداد حاصل لها مادامت في البدن ومنه خاص كالذي للاولياء ومنه عام البشر على العموم ط

اور نفس پر ایسے لمحہ کے گذر جانے کا سبب یہ ہوتا ہے کہ (نفس) خود ایک روحانی ذات ہے جس کی تکمیل بدن اور اس کے مدارک کے ساتھ ملکر ہوتی ہے یہاں تک کہ وہ عقل محض بنجاتا ہے۔ اور ایسی روحانی ذات ہوجاتا ہے کہ اعضاء و جسم کی مدد کے بغیر وہ ادراک کرنے لگتا ہے لیکن اس کی یہ روحانیت ان فرشتوں کی سی روحانیت نہیں ہوتی جن کی ذاتی تکمیل کا تعلق جسمانی یا غیر جسمانی قواء سے نہیں ہوتا بلکہ نفس کی یہ استعداد اسی وقت تک حاصل رہتی ہے۔ جب تک اس کا تعلق جسم کے ساتھ باقی ہے پھر ان میں بعض اولیاء اللہ کے سے

خالص نفوس ہوتے ہیں اور بعض عام انسانوں کے سے۔ اس کے بعد علامہ ابن خلدون نے انبیا کے خواب کی حالت کو اس سے متمایز بتایا ہے فرماتے ہیں۔

فهو استعداد بالانسلاخ من البشرية الى الملكية المحضة التي هي اعلى الروحانيات ط

اور وہ اس استعداد کا نام ہے جس میں بشریت کی چولی چھوڑ کر محض ملکوتیت میں جو سب سے بلند اور روحانی مقام ہے انسان جذب ہو جاتا ہے۔

انبیا پر یہ حالت وحی کے وقت طاری ہوتی ہے، اور اس وقت نیند ہی کی طرح ان کو ادراک ہوتا ہے؛ باوجودیکہ نیند کی حالت اس کیفیت سے بہت زیادہ پست تر ہے نیند اور وحی کی اسی مشابہت کے باعث شارع نے خواب کو نبوت کے چھیالیسواں حصہ سے تعبیر کیا ہے بعض میں تینتالیسواں حصہ اور بعض میں سترواں حصہ کہا گیا ہے ان تمام روایات میں کسی خاص عدد کی تعیین مقصود نہیں بلکہ کثرت مراد ہے؛ وحی کی تو حالت وہی ہے جس میں انبیا بشریت سے محض ملکوتیت میں جذب ہو جاتے ہیں؛ لیکن عام انسانوں کی روحانی استعدادیں بہت سے موانع ہیں ان میں سب سے بڑی رکاوٹ "حواس ظاہرہ" ہے ابن خلدون کہتا ہے،

فطر الله البشر على ارتفاع حجاب الحواس بالنوم الذي هو

پس اللہ تعالیٰ نے انسان کی فطرت میں یہ بات ڈالدی ہے کہ وہ نیند میں حواس کا

جبلی لهم فتتعرض النفس عند	حجاب اپنی ذات سے علیحدہ کر ڈالتا ہے
ارتفاعه الی معرفة ما تتشوف	اور اس پردہ کے اٹھ جانے کے بعد نفس
الیه فی عالم الحق فتدرك فی	عالم حق کے مشاہدہ سے معرفت حاصل
بعض الاحیان منه لمحة یکون	کرتا ہے پس بعض اوقات اس پر ایسا لمحہ
فیها الظفر بالمطلوب ولذلك	معرفت بھی آتا ہے جب اسے (اپنے آرزو)
جعلها الشارع من المبشرات	کی تکمیل کا علم ہو جاتا ہے اور اسی لئے
فقال لم یبق من النبوة	شارع نے اس کو "مبشرات" (سچا خواب)
الا المبشرات قالوا وما	سے تعبیر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ نبوت باقی نہ
المبشرات یا رسول الله قال	رہی لیکن مبشرات باقی ہیں لوگوں نے کہا کہ
الرؤیا الصالحة یراها الرجل	یا رسول اللہ مبشرات کیا ہیں؟ آپ نے
الصالح او تری له ۵	فرمایا سچا خواب جو پاک باز انسان دیکھے

اب اگلے صفحات میں برگساں کے الفاظ ملاحظہ فرمائیں اور فیصلہ کریں کہ مشرقیات نے مغرب کے افکار و عقاید پر کس حد تک اثر ڈالا ہے، برگساں نے لکھا ہے کہ جس طرح ایک دیگ میں آبخرہ بند رہتا ہے اسی طرح بہت سے واقعات دماغ میں بند رہتے ہیں نیند انہیں واقعات و مناظر کو دماغی قید سے آزاد کرتی ہے، علامہ ابن خلدون نے "ارتفاع حجاب حواس" (حواس کا پردہ اٹھ جانا) کے مسئلہ پر عضویاتی نقطہ نظر سے بحث کرنے کے بعد خواب کے نظام تخلیقی پر روشنی ڈالی ہے فرماتے ہیں،

فاذا انخنس الروح عن الحواس	جب روح حواس ظاہری سے علیحدہ
الظاہرۃ ورجع الی القوی	ہوکر باطنی قوتوں کی طرف مایل ہوتی ہے
الباطنۃ وخفت عن النفس	اور نفس سے احساس کی مشغولیتیں کم ہوکر
شواغل الحس وموانعہ ورجعت	اس صورت کی طرف لوٹتی ہے جو اسکے
الی الصورۃ التی فی الحافظۃ تمثل	حافظہ میں ہے تو ترکیب وتحلیل سے بعض
منہا بالترکیب والتحلیل صور	خیالی صورتیں سامنے آجاتی ہیں لیکن ان میں
خیالیہ واکثر ما تکون معتادۃ	سے اکثر معمولی ہوتی ہیں کیونکہ وہ مدرکات
لانہا منتزعۃ من المدرکات	قریبہ سے اخذ کی ہوئی ہوتی ہیں پھر حس
المتعاہدۃ قریبا ثم ینزلہا	مشترک جو سارے حواس ظاہری کی جامع
الحس المشترک الذی ہو جامع	ہے اپنا کام کرتی ہے اور نفس قوا سے
الحواس الظاہرۃ وربما التفت	باطنی کی کشاکش کے ساتھ کبھی اپنی ذات
النفس لفتۃ الی ذاتہا	روحانی کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور اپنی
الروحانیہ مع منازعتہا القوی	روحانی ادراک کے ذریعہ سے معلومات
الباطنیہ فتدرک بالادراکہا	حاصل کرتا ہے کیونکہ یہ اس کا فطری خاصہ
الروحانی لانہا مفطورۃ علیہ	ہے اور اس وقت ان اشیا کی صورتیں
وتقتبس من صور الاشیاء التی	اقتباس کرتا ہے جو اس کی ذات سے متعلق
صارت متعلقہ فی ذاتہا	ہوتی ہیں اسکے بعد خیال ان مدرکہ صورتوں

حينئذٍ ثم يأخذ الخيال تلك الصور المدركة فيمثلها بالحقيقة او المحاكاة في القوالب المعهودة والمحاكاة من هذه هي المحتاجة للتعبير وتصرفها بالتركيب والتحليل في صور الحافظة قبل ان تدرك من تلك اللمحة ما تدركه هي اضغاث احلام۔

کو حقیقت یا محاکاۃ کے روپ میں سامنے لاتا ہے اس لئے وہ حافظہ میں قائم ہونے والی صورتوں کے باب میں محتاج ہوتا ہو تعبیر کا اور اگر نفس نے حافظہ کے نقوش کی تحلیل و ترکیب شروع کر دی قبل اسکے کہ نفس خود کسی نتیجہ پر پہنچے تو یہی تحلیل و ترکیب "بدخوابی" کہلاتی ہے

ابن حزم کی متکلمانہ وضاحت

علامہ ابن حزم ظاہری نے جو متکلمین میں ایک خاص درجہ رکھتے ہیں خواب اور اسکے **پہلی قسم** اسباب تخلیق پر بحث کی ہے، انہوں نے خواب کے مختلف مراتب بتائے ہیں آپ فرماتے ہیں کہ خواب بعض اوقات شیطان کی طرف سے ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے آنحضرتؐ کے سامنے اپنا خواب بیان کیا آپ نے فرمایا کہ " لا تخبر بتلعب الشيطان بك " اور یہ خواب مجموعہ ہوتا ہے غیر مربوط، اور غیر مسلسل واقعات کا اسی کے متعلق علامہ موصوف فرماتے ہیں۔

وهو ما كان من الاضغاث والتخليط الذي لا ينضبط ؏

اور وہ چیز خیال پریشان اور ملی جلی ہوتی ہے جس میں نظم و ترتیب نہیں ہوتی۔

؏ ملاحظہ ہو مقدمہ ابن خلدون مطبوعہ مصر ص ٨٦ - ص ٨١

دوسری قسم دوسرے قسم کا خواب وہ ہے جس کو "حدیث النفس" کہتے ہیں یعنی انسان جس شغل میں رہتا ہے اسی لحاظ سے وہ خواب بھی دیکھتا ہے فرماتے ہیں۔

وھو ما یشتغل بہ المرء فی الیقظۃ فیراہ فی النوم من خوف عدو ولقاء حبیب او خلاص من خوف او نحو ذلک ؎

بعض وہ خواب ہے جو انسان کا بیداری میں مشغلہ رہتا ہے اسی کو وہ نیند میں دیکھتا ہے مثلاً دشمن کا ڈر، دوست کی ملاقات، یا خوف سے رہائی اور اسی قسم کی چیزیں۔

علامہ ابن حزم کا یہ خیال ڈاکٹر فریوڈ کے اس نظریہ سے ملتا ہے کہ خواب کسی آرزو کی تکمیل کا نام ہے علامہ موصوف کے اس خیال کی توثیق ڈاکٹر ابرکرامبی کے قوانین سے بھی ہوتی ہے

تیسری قسم تیسری قسم کا خواب وہ ہے جو "غلبہ طبیعت" کا نتیجہ ہے اس سلسلہ میں علامہ ابن حزم نے بعض ایسی باتیں لکھی ہیں جن پر ڈاکٹر فریوڈ، ابرکرامبی، برگساں وغیرہ کسی نے روشنی نہیں ڈالی فرماتے ہیں۔

ومنھا ما یکون من غلبۃ الطبع کرویۃ من غلب علیہ الدم للانوار والزھر والحمرۃ والسرور ورویۃ من غلب علیہ الصفراء للنیران ورویۃ صاحب البلغم للثلوج والمیاہ وکرویۃ علیہ السوداء الکھوف والظلم والمخاوف ؎

اور ان میں بعض خواب وہ ہیں جو طبیعت کے غلبہ کا نتیجہ ہیں مثلاً اس شخص کا خواب جس میں خون کی زیادتی ہوتی ہے، روشنی، چمک، سرخی اور خوشی (کا سامان) نظر آنا جس پر صفرا کا غلبہ ہو اس کو آگ نظر آنا بلغم کی زیادتی والے کو برف اور پانی کا اور جس پر سوداغالب ہے اس کو غار، ظلم اور خوف کے مناظر کا نظر آنا۔

اس میں شک نہیں، برگر امبی اور فرایوڈ نے عضویاتی نقطہ نظر سے بھی خواب کے اسباب تخلیق پر بحث کی ہے مثلاً فرایوڈ کی روایات میں آپ کو بعض ایسے مریضوں کا پتہ چلے گا جنہوں نے کسی مرض کی علت سے خواب دیکھا اسی طرح ابر کرامبی نے بھی بعض ایسے خوابوں کا تذکرہ کیا ہے جو عضویاتی اختلال یا جسمانی تاثرات کا نتیجہ تھے چوتھی قسم علامہ موصوف چوتھی قسم کا خواب اس کو بتاتے ہیں جو صفائے باطن اور پاکیزگی نفس کے بعد ظاہر ہوتا ہے جب انسان کا نفس افکار فاسدہ سے پاک اور کدورت حسد سے منزہ ہو جاتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کو مغیبات سے مشرف کرتا ہے، اور ایسی صورت میں خواب کی سچائی صفائی اور پاکی کے درجات کے مطابق مترتب ہوتی ہے اس کے بعد علامہ ابن حزم نے "جزءاً من النبوۃ" (خواب نبوت کا ایک جزو ہے) والی حدیث کے مختلف الفاظ پر ایک نئے پیرایہ میں روشنی ڈالی ہے، ابن خلدون نے بھی متکلمانہ طرز میں ان احادیث پر بحث کر کے بتایا ہے کہ حدیث میں "ستۃ وعشرین جزءاً" "ستۃ واربعین جزءاً" "جزء من سبعین جزءاً" سے محض کثرت مراد ہے اور اس طور سے انہوں نے عوام اور انبیا کے خواب میں فرق و امتیاز بتایا ہے یعنی نبوت اور رویائے صالحہ میں جو فرق ہے اس سے کسی خاص عدد کی تعیین مقصود نہیں۔ اس لیے حدیث کے الفاظ میں "چھبیسواں حصہ" یا چھیالیسواں یا سترواں حصہ کہا گیا تو ان تمام اعداد سے کثرت مراد ہے نہ کہ کسی خاص عدد کا تعین، مگر علامہ ابن حزم نے حدیث کے ان مختلف الفاظ کی ایک

نہایت عمدہ توضیح کی ہے، فرماتے ہیں،

ھذا النص جلی علی ما ذکرنا من تفاضلہا فی الصدق والوضوح والصفاء من کل تخلیط[1]	سچائی اور وضاحت اور تمام ملاوٹ سے پاکیزہ رہنے کے اعتبار سے خوابوں کے جس باہمی فضیلت کا ذکر ہم نے کیا ہے اس پر یہ کھلی ہوئی نص ہے۔

اگلے سطور میں علامہ موصوف کا یہ نظریہ لکھا گیا ہے کہ صفائے باطن کے مطابق سچا اور اصل خواب ظہور پذیر ہوتا ہے اب انہوں نے حدیث جزء من النبوۃ کے مختلف الفاظ سے استدلال کیا ہے اور بتایا ہے کہ اس میں اسی فرق و امتیاز کا اظہار کیا گیا ہے یعنی کوئی خواب نبوت سے چھبیس درجہ کوئی چھیالیس درجہ اور کوئی ستر درجہ قریب ہوتا ہے۔

---

[1] ملاحظہ ہو کتاب الفصل فی الملل والاھواء والنحل للعلامہ ابن حزمؒ ابن حزم مطبوعہ مصر جلد ص ۱۹

پیش لفظ

از

(ادیب عصر، حضرت علامہ نیاز فتحپوری مدظلہٗ)

مولانا عبدالمالک آروی باوجود اس کے کہ وہ خود عملی انسان ہیں عرصہ سے اس ادھیڑ بن میں لگے ہوئے ہیں کہ "خواب" کیا ہے اور اس کا تعلق ہماری حواس ظاہری کی دُنیا سے اگر ہے تو کس طرح کا'

ان کی اس اُلجھن کا علم مجھے اوّل اوّل اس وقت ہوا جب ۱۹۲۹ء میں رسالۂ "جن" جاری کیا گیا اور انہوں نے ایک بسیط مقالہ اس موضوع پر تحریر کر کے میرے پاس بھیجا' یہ وہ زمانہ تھا جب مولانا موصوف سے اور مجھ سے کوئی بات "دوبدو" نہ ہوئی تھی، بلکہ میں صرف ان کی تحریروں سے' اُن کے سمجھنے کی کوشش کیا کرتا تھا' اس کے کئی سال بعد جب آرہ میں ان سے ملنے اور باتیں کرنے کی عزت میں نے حاصل کی، تو مجھے معلوم ہوا کہ وہ کیا ہیں اور کیوں اتنا مابعد الطبیعاتی شغف رکھتے ہیں۔

ہر چند مجھے مولانا کی زندگی کا کوئی علم حاصل نہیں (حالانکہ مجھے اس کے حاصل کرنے کی تمنا ضرور رہی ہے) تاہم ان سے ملنے کے بعد دو باتیں از روئے "کشف" ضرور مجھ پر روشن ہو گئیں، ایک یہ کہ قدرت

کی طرف سے جو دماغی یا ذہنی اہلیت وہ لیکر آئے تھے، اس کے لحاظ سے ان کا ماحول سازگار ثابت نہ ہوا، اور دوسرے یہ کہ حوادث نے ان کی زندگی کو ایک خاص قسم کے "مذہبی تشاؤم" میں مبتلا کر رکھا ہے،

اِنسان کا ذہین پیدا ہونا خدا کی بڑی دَین ہے، لیکن کبھی کبھی یہی فطری انعام سخت اُلجھنوں میں مبتلا کر دیتا ہے اور "نفس مطمئنہ" کی حدود تک پہنچنے سے قبل معلوم نہیں کتنی بار دامن کانٹوں میں الجھتا ہے، اور کتنا تارتار ہو جاتا ہے۔

ہوسکتا ہے عبدالمالک صاحب خارزارِ ہستی کی یہ تمام وادیاں طے کرنے کے بعد اس نقطہ تک پہنچ گئے ہوں جہاں "غبارِ شوق" سے "کعبۂ دل" کی طرح ڈالی جاتی ہے، اور "گردِ راہ" اڑا کر "رنگِ منزل" پیدا کیا جاتا ہے، لیکن مجھے اس کا یقین نہیں، کیونکہ یہ یقین کرکے ان کو ہاتھ سے نکل جاتے ہوئے دیکھنا مجھے گوارا نہیں،

اس میں شک نہیں عبدالمالک صاحب اپنے خاندان، اپنی تعلیم و تربیت اور اپنے ماحول کے لحاظ سے پُورے مولوی ہیں، لیکن باوجود اسکے مجھے اُن سے محبت ہے، خاص لگاؤ ہے، کیونکہ وہ "نامسلمانی سے" نفرت نہیں کرتے، بلکہ اگر کوئی مجھسا کافر انہیں ملجائے، تو وہ محبت بھی کرنے لگتے ہیں پھر مجھے چونکہ ابتداءِ عمر سے اس قوم سے واسطہ پڑا ہے اور میں ان لوگوں کے "شیوہ و انداز" سے پوری طرح واقف ہوں، اِس لئے میں سمجھتا ہوں کہ عبدالمالک صاحب میں باوجود مولوی ہونے کے کتنی زبردست

صلاحیت " ناموَلوی"، ہونے کی پائی جاتی ہے، اور معلوم نہیں میں اُن کی اس خصوصیت سے کیا کیا توقعات رکھتا ہوں۔

عبدالمالک صاحب مذہباً مقلد ہوں یا کچھ اور[1] لیکن فکراً وطبعاً وہ بہت آزاد خیال واقع ہوئے ہیں، وہ ان لوگوں میں سے نہیں ہیں جن کے نزدیک ایک مقولہ کی صداقت کا معیار یہ ہوا کرتا ہے کہ وہ بہت پُرانا ہے بلکہ وہ ہر مسئلہ کو خود اپنی قوت فہم سے سمجھنا چاہتے ہیں، اور معقول وغیر معقول (یعنی منقول) ہر قسم کے لٹریچر کی چھان بین کر ڈالتے ہیں چنانچہ آپ دیکھیں گے کہ اس تصنیف میں بھی انہوں نے کتنی محنت شاقہ سے کام لیا ہے اور چونکہ وہ علوم مشرق و مغرب دونوں سے پُورا استفادہ کر سکتے ہیں اس لئے " ذوالریاستین" ہونے کی حیثیت سے کوئی زاویہ نگاہ اس مسئلہ میں ایسا نہیں ہے جس سے اُنہوں نے بحث نہ کی ہو،

خواب کا مسئلہ ابتدائے آفرینش سے انسان کے متخیلہ پر کارفرما رہا ہے اور کوئی زمانہ کسی قوم پر ایسا نہیں گزرا، کہ اس کے سمجھنے کی کوشش نہ کی گئی ہو، لیکن اس کے لاینحل ہونے کا ثبوت یہ ہے، کہ عہد حاضر میں بھی (حالانکہ یہ " حقائق ریاضیات" کا عہد کہلاتا ہے) کوئی فیصلہ کن تحقیق اس باب میں پیش نہیں کی گئی، اس کی ابتدائی اہمیت تو یہ تھی کہ اسے بعض اقوام

---

[1] میرے والد مرحوم اور آپ کے اساتذہ و مرشدین حضرت مولانا حافظ عبداللہ صاحب رح محدث ومنطقی (غازیپوری) اور حضرت شاہ عین الحق صاحب نوراللہ مرقدہ (پھلواروی) اور خود فقیر کے استاد مکرم مولانا نورالدین صاحب آروی رح "غیر مقلد" (اہلحدیث) تھے' (ع - م)

نے "پیام ربّانی" سمجھا، اور اب اس کی انتہائی عظمت اس اعتراف سے ظاہر ہے کہ "ما عرفناک حق معرفتک"۔

اس تصنیف میں جن عنوانات پر بحث کی گئی ہے، وہ اس قدر وسیع اور متنوع ہیں کہ اب ان میں، کسی اضافہ کی گنجایش باقی نہیں، اور فاضل مصنف نے جس اہتمام و کاوش اور حسن و جامعیت کے ساتھ قدیم و جدید مباحث کا خلاصہ پیش کیا ہے وہ ہر شخص کے بس کی بات نہ تھی۔

مجھے یقین ہے کہ ملک اس تصنیف کی قدر کرے گا اور مولانا عبدالمالک کو موقعہ دے گا کہ وہ اپنی تحقیقات علمیہ کو (جو ان کا فطری ذوق ہے) بدستور جاری رکھیں، اور جس طرح آج انھوں نے انسان کے "سوئے ہوئے" پہلو سے بحث کی ہے کل اس کی بیداری کے افسانے سنائیں،

نیاز

۱۸

سگمنڈ فرایوڈ کے حالات زندگی

اب جبکہ نازیوں کے قول کے مطابق "وائنا" نے نسلی امتیاز کی طرف عنان التفات مبذول کی جمہوری حکومتوں کے ساحل پر پناہ گزینوں کی ایک اور موج ٹکرا رہی ہے، انہیں میں پروفیسر سگمنڈ فرایوڈ ہے، جو عہد حاضر کا بہترین مفکر اور تحلیل نفسیات کا بانی ہے، اس کی ساری زندگی وائنا میں بسر ہوئی تقریباً تیس۳۰ سال سے، جو دور قدیم یعنی وائنا کی عظمت و جلال سمجھا جاتا تھا اب خس و خاشاک کے ایک گٹھر کی طرح ضعیف انسان بنکر رہ گیا ہے، اس وقت اس کی عمر ۸۲ سال کی ہے، اور برطانیہ کے خموش اور پرسکون فضا میں اپنی شام زندگی کا آغاز کر رہا ہے۔

گذشتہ مارچ میں وائنا پر دہشت انگیزی کا تسلط ہوا، فرایوڈ کا پاسپورٹ اس سے لے لیا گیا، اس کی ذاتی دولت پر قبضہ کر لیا گیا، اور اس کے دارالاشاعت کی کتابوں کا سارا ذخیرہ برباد کر ڈالا گیا لیکن اس کو اپنے مکتبہ اور یونانی و مصری آثار قدیمہ کے ساتھ اپنے قدیم مکان "وایرنجر سٹریسی" (Waehringerstrasse) کے میدان میں جہاں چالیس سال تک وہ سکونت پذیر رہ چکا تھا، قیام کرنے کی اجازت دی گئی، ہفتوں کے وقت طلب اور پرخوض نامہ و پیام کے بعد گزشتہ جون کی ابتدا میں یہ خبر آئی کہ فرایوڈ کو رہائی ہو گئی اور وہ صحیح و سالم لندن آ رہا ہے۔

جیسے ہی وہ وکٹوریہ اسٹیشن پر اترا اس کے کنبہ نے اسکو "سینٹ جان ووڈ"

میں ایک سُرخ اینٹ کے قدیم عافیت دہ مکان میں اتارا یہاں وہ اور اس کی بیوی اپنی ایک بیاہی لڑکی کے ساتھ مقیم ہیں یہانتک کہ کوئی مستقل قیامگاہ دستیاب ہو جائے، فی الحال اس کا سامان، اس کی عظیم الشان لائبریری، اور آثار قدیمہ کے متعلق اس کا مشہور ذخیرہ بند سے رکھے ہیں، اور اسی طرح بندھے رہیں گے، جب تک کوئی مستقل مسکن نہ ملجائے اس کی لڑکی "انّا"، جو اُس کی علمی زندگی کی خاص شریک کار ہے، اس کا لڑکا مارٹن جو وائنا میں اسکے دارالاشاعت کی نگرانی کیا کرتا تھا اس کے کنبہ بقیہ افراد اور وائنا کے اس کے خاص معاونین یا تو اس کے ساتھ ہیں یا سینٹ جان ووڈ کے قریب میں ٹھیرے ہوئے ہیں فرایوڈ کے فلسفہ تحلیل نفسیات کا مرکز جسمانی طور پر وائنا سے بدلکر لندن میں آگیا ہے، بے شمار لوگ اس کے پاس آرہے ہیں، ان میں وائنا کے قدیم باشندے ہیں جو اس کی طرح جلاوطنی کی زندگی بسر کر رہے ہیں بہت سی سائنسداں ہیں جو اس نئے مسکن میں اس کی صحت، خوشی اور اطمینان کے آرزومند ہیں، رایل سوسائٹی نے جو ۱۹۳۶ء میں اس کو اس کی اسّی سالگرہ کے موقعہ پر اپنی جمعیت کا غیر ملکی رکن بنا چکی ہے، اس کی شاہانہ عزت افزائی کی، اور تین سالہ چارٹر کی کتاب دستخط کے لئے "سینٹ جان ووڈ" میں اُسکے پاس بھیجی، اور حکومت نے اس کے خیر مقدم کے سلسلہ میں اس کو برطانوی قومیت عطا کر کے اپنی سرکاری مہر ثبت کی -

۶۵ - سال قبل فرایوڈ جیسے متعلم طب نے گوئٹے کی اس نظم کا مطالعہ کیا جو فطرت پر ہے، فلسفہ تحلیل نفسی میں شوپنہار، اور نٹشے (Nietzsche)

بڑی حد تک اس کے ہم آہنگ نظر آتے ہیں، اس کی زندگی کی ترکیب
بعض جرمن عناصر سے ہوئی ہے، تقریباً دس سال سے کمتر زمانہ گزرا کہ
"ٹامس مین" نے جو عہد حاضر کے تمام جرمن ناول نگاروں میں سب سے بڑا
سمجھا جاتا ہے، اس کو جرمن ارباب قلم کی طرف سے سلام پہنچایا اور اس کی
لڑکی "انّا" کی جو اس کے قایم مقام کی حیثیت سے موجود تھی، مقام فرینکفارٹ
کے "ریتھاس" میں شہر کی طرف سے پذیرائی کی گئی، یہ وہ تقریب تھی جب کہ
سنہ ۱۹۳۰ء میں "گوئٹے کا انعام" فرایڈ کو عطا کیا گیا تھا تقریباً بارہ سال قبل
اس کے وطن وائنا نے اس کو اپنی آزادی بخشی لیکن پھر اسی وطن کی فضا میں
اس کا سانس لینا دوبھر ہو گیا اور محض اس وجہ سے کہ نسلاً وہ اس سرزمین کی
پیداوار نہ تھا اس کو اس قابل رحم اژدحام کی نذر کر دیا گیا جو جلاوطنی کی
مصیبت میں جمہوریت کے دروازوں پر دستکیں دے رہا ہے، کلیر پرائس
(Clair-price) نے جب اس کی ہمدردی میں چند کلمات کہے تو اس
معصومانہ اور غیر جذباتی رنگ میں اس نے جواب دیا گویا مخالفین کا شکوہ اس کے
سلسلہ میں نہیں کیا جا رہا ہے، بلکہ کسی دوسرے فرد کے بارہ میں بحث و تمحیص
ہو رہی ہے، لیکن جب دہشت انگیزی اور بربریت کی ہنگامہ زائیوں پر
تبصرہ کیا گیا اور اس کا وطن اب موضوع بحث ہوا، تو وہ اپنی کرسی پر آگے کی
طرف جھک گیا اور زور دیکر بولا، "وائنا میں اس وقت جو کچھ ہو رہا ہے وہ
جنگ ہے اور جنگ کے اندر ہمیشہ بربریت ہی ہوا کرتی ہے، جنگ وائنا
میں ہو یا کسی اور ملک میں انجام یکساں ہوا کرتا ہے، لیکن اہل وائنا کے متعلق

یہ کہنا کہ انہوں نے اپنی روش کے غیر مشتبہ داغ پیش کئے ہیں بالکل غلط ہے، وائنا کے باشندے بدلے نہیں ہیں وہ ویسے ہی ہیں جیسے پہلے تھے، ہم نے ۴۲ سال تک اسی وائنا کی سرزمین میں زندگی کے دن گزارے اور قبل اس کے کہ ہم رخت سفر باندھیں ہمارے بہت سے قدیم پڑوسی ہم سے ملنے اور اظہار ہمدردی کرنے آئے وائنا والے کبھی بدلتے نہیں،،

برطانیہ کے متعلق اس نے بہت سی باتیں بتائیں، وہ یہاں اپنے ایّام طفولیت میں آچکا تھا، مینچسٹر میں وہ گیا تھا، یہاں وہ اپنے دو سوتیلے بھائیوں سے ملا تھا جو روئی کی تجارت کرتے تھے، لندن میں اس کو صرف ایک ہی دن ٹھیرنے کا موقعہ ملا تھا اور قیام لندن کی چند ساعتوں کے متعلق اس نے مسکراتے ہوئے کہا ''کیا آپ خیال کرسکتے ہیں کہ یہ ساعتیں میں نے کہاں صرف کیں'' ؟ ایک گہرے تبسم کے ساتھ جیسے وہ اپنی ذات سے مزاح کر رہا ہو اس نے کہا ''متحف بریطانیہ کے دارالمطالعہ میں'' ساٹھ سال کے بعد اس'' قبۂ تحقیق و اکتشاف'' کے نیچے ایک دن سانس لینا جہاں سے نکلکر بہتیرے آدمیوں نے دنیا کے خیالات پر اثر آفرینی کی، آج بھی اس کو مسرت آگیں معلوم ہو رہا تھا۔

فرایوڈ کے ٹیبل کے پیچھے مٹی کی چھوٹی چھوٹی مورتوں کی قطار رکھی، یہ قدیم بت تراشی کے نمونے تھے جو یونان کی شہزادی جارج نے ہدیۃً اسکو پیش کئے تھے، جبکہ وہ پہلے پہل لندن میں وارد ہوا تھا شہزادی کا مقصد یہ تھا کہ وہ ان کو بمنزلہ ان یونانی اور مصری آثار قدیمہ کے سمجھے جنہیں فرایوڈ نے جمع کیا تھا، وائنا میں فرایوڈ کے دارالمطالعہ میں یہ آثار بکھرے ہوئے رہتے تھے،

مقالہ نگار جب گیا تو فرایڈ نے ان مٹی کی مورتوں میں سے ایک چھ انچ کی مورت تھوڑی دیر کے لئے اپنی ران پر رکھی، اور اس طور پر اس کو تکتا رہا گویا وہ کوئی زندہ چیز ہے ایسا نہ ہو کہ گر کر فنا ہو جائے، اور اس کے بعد اُس نے نہایت احتیاط سے اس کو اُٹھا کر بلا ایک لفظ بولے ٹیبل پر رکھدیا، اس طور سے گویا وہ یورپ کی موجودہ غمناک فضا سے بلند تر ہو چکا ہے، اور ایسا معلوم ہوتا ہے کہ اسرار دماغ کے کسی بعید ترین نشاط آفریں جگ میں وہ لطف اُٹھا رہا ہو۔

وائنا کے ایک نوجوان جنگ جو ماہر علم اعصاب (Neurologist) کی حیثیت سے جیسا کہ اس کے عہد کے بہت سے آدمیوں نے کیا فرایڈ نے اس اعتقاد کی تبلیغ کی کہ دماغی خرابی کے مسایل کا حل وعقد خود دماغ کے مطالعہ سے نہیں بلکہ مغز (سر) اور نظام اعصابی کے مطالعہ سے ہو سکتا ہے، اس کا عقیدہ تھا کہ غیر شعوری کے لئے غیر طبعی ہونا ضروری ہے لیکن تنویم کے ذریعہ ہسٹریا کے ایک کامیاب علاج نے اس کا خیال غیر شعوری دماغ کی طرف منعطف کردیا اس کا یہ نظریہ کہ "دماغ تہہ بتہہ ہے" ایک جدید تحقیق کا سنگ بنیاد ثابت ہوا، اسی کے ذریعہ فرایڈ اس نتیجہ پر پہنچا کہ دماغی خرابی میں دماغ کے اندر معرکے اور رکاوٹیں ہوا کرتی ہیں، اگلے چالیس سال سے وہ اسی مطالعہ میں بسر کر رہا ہے، کہ غیر شعوری دماغ کی تاریکیوں میں کون سے نظام برسر عمل ہیں۔

مقالہ نگار نے تحلیل نفسیات کے مسئلہ پر گفتگو کرنی چاہی تو فرایڈ نے اس کی طرف زیادہ توجہ نہ کی، بلکہ اس نے عہد شباب کی ان دلچسپیوں پر

بحث وتمحیص کرنا پسند کیا۔ جو تہذیب و تربیت سے متعلق تھیں اس نے بتایا کہ مجھے زمانہ طفولیت ہی سے مسایل تہذیب سے گہرا لگاؤ تھا، اور آج جب کہ میں زندگانی کا بیشتر حصہ طب اور معالجۂ امراض (Psychotheraphy) میدان میں صرف کر چکا ہوں میرا ابتدائی شوق لوٹ کر سامنے آرہا ہے یعنی انسانی طبیعت' اور ارتقاء تہذیب کی معرکہ آرائیوں کے مسایل'. برسوں میرا یہ خیال رہا کہ تاریخ کے واقعات قوموں کی معرکہ آرائیوں کا عکس ہیں' جنکا ماہرین تحلیل نفسیات فرد کی زندگی میں مطالعہ کرتے ہیں' میں نے اس نظریہ کو ۱۹۱۲ء سے ترقی دینا شروع کیا جبکہ میں نے مذہب اور اخلاقیات کی تخلیق پر اپنی کتاب ٹوٹم و ٹیبو (To Tem and Taboo) لکھی' میں نے حال میں ایک کتاب لکھی ہے جس میں بعض ان اکتشافات کی توضیح کی گئی ہے' جو میری پہلی کتاب میں ہیں' فریوڈ نے بتایا کہ اس کی کتاب کے پہلے دو حصّے وائنا ہی میں لکھے گئے تھے، لیکن تیسرا حصّہ اس نے لندن میں تمام کیا مقالہ نگار نے فریوڈ سے کہا کہ یہ خبر مشہور ہے کہ آپ نے تحلیل نفسیات کی روشنی میں "عہدنامہ عتیق" کا موسٰیؑ کے زمانہ تک وقیع مطالعہ کیا ہے' اس سے اس نے انکار کیا اور بتایا کہ اِس طرح کا کوئی خاکہ اس کی نظر کے سامنے نہیں ہے'۔

(ماخوذ از "سنڈے ایڈوانس" ۱۳- نومبر ۱۹۳۸ء)

فہرست مضامین

مطبوعات طاق بستان آرہ

مرتبہ عبدالمالک آروی

اقبال کی شاعری

ڈاکٹر اقبال مرحوم کی شاعری اور فلسفہ پر
اردو زبان میں سب سے پہلی کتاب' اقبال کی شاعری
کے اجزائے ترکیبی کی تحلیل' حکومت بہار نے اسکی
جلدیں خریدیں اور ہندوستان کے بلند پایہ علمی
بی اخبارات و رسایل نے بہترین تبصرے
ے- قیمت ۶/ (ٹکٹ بھیجدیں)

خواب کی دُنیا

آسٹریا کے مشہور ماہر نفسیات سگمنڈ فرائڈ کی
کتاب کی تلخیص' خواب کی ماہیت اور فلسفہ پر
بہترین تصنیف' مغربی اور مشرقی ادبیات کا
دلچسپ اور مفید مجموعہ' زبان شگفتہ' انداز بیان
محققانہ اسکے پڑھنے کے بعد آپ خواب کے بہت سے معمے
حل کر سکینگے قیمت تقریباً عہ اراکین ادارہ سے صرف عہ
علاوہ محصول ڈاک

مکاتیب نیاز

یہ اُن خطوط کا مجموعہ ہے جو حضرت نیاز نے
عبدالمالک صاحب کو ۱۹۲۸ء سے ۱۹۳۸ء
تک لکھے' اس کے ساتھ حضرت نیاز کی ادبیات'
سیاسیات' اخلاقیات اور مذہبیات پر مدلل
لمہ' مشہور مکاتیب پر اجمالی نظر' اردو مکاتیب
ترقی و ترویج پر عالمانہ بحث' قیمت ۸/
عمدہ ایڈیشن مجلد عہ/ (زیر ترتیب)

اِلہامات شاد

شاد عظیم آبادی ہندوستان میں ایک خاص
رنگ کے شاعر گزرے ہیں انکا مثل نہ دہلی
اسکول میں کوئی گزرا اور نہ لکھنؤ اسکول میں'
یہ کتاب شاد کی نفسیات شاعری اور شاعرانہ
ابداع و اختراع پر بے مثل چیز ہے اسی کے ساتھ
اُن کے کلام کا بہترین انتخاب بھی دیا گیا ہے
قیمت ۸/ عمدہ ایڈیشن مجلد عہ/ (زیر ترتیب)

مجموعہ مقالات

یہ مجموعہ ہے اُن علمی، ادبی، تاریخی اور تنقیدی مقالات کا جو
عبدالمالک صاحب نے ملک کے مختلف بلند پایہ رسایل نگار،
جامعہ، برہان، ساقی، مخزن، ندیم، عالمگیر، انکشاف، ایوان وغیرہ میں
وقتاً فوقتاً لکھے، جن لوگوں نے نگار کا مطالعہ کیا ہے، ان سے یہ حقیقت
پوشیدہ نہیں کہ خشک علمی و تاریخی مباحث کو ادب انشا کے امتزاج سے
شگفتہ بنا دینا عبدالمالک صاحب کی خصوصیات میں سے ہے اس مجموعہ میں
آپ کو حدیث و انساب شعر و ادب، تاریخ و تنقید، فلسفہ و تصوف، لسانیات،
نفسیات، نجوم و مصوری مختلف علوم و فنون پر محققانہ اور مبسوط بحثیں ملیں گی
ان مقالات کے پڑھنے کے بعد آپ اندازہ کرینگے کہ آپ کی معلومات میں
کسقدر وقیع اضافہ ہوا، یہ مجموعہ خاص اہتمام کے ساتھ چار جلدوں میں شائع کیا
جائیگا، چاروں جلد کی قیمت کا اندازہ (سعہ) کیا گیا ہے لیکن آپ
طاق بستان کے اگر مستقل رُکن ہیں (جسکے لئے کوئی فیس نہیں) تو یہ مجموعہ
آپ کو صرف (للعہ) میں ملجائیگا۔ اور فی جلد کی قیمت عہ لی جائیگی۔

معتمد اعزازی